قدوری محشی - تالیف امام ابوالحسن درسی متداول - ۸ر

اخلاق و تصوف اُردو

جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی - ۷ر

باب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش - ۲ر

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان - ۴ر

ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلدین مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی - ۱۲ر

خزینہ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش - ۳ر

بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین - ۲ر

آبحیات - اخلاق و موعظت مین مصنفہ منشی کاماپرشاد - ۳ر

کیمیاے حکمت - حصہ اول بیان شرائف علم و ادب - ۲ر

پیراہن یوسفی - اُردو ترجمہ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اُردو مین حاصل مطلب مع فوائد تصوف - کامل دو جلدین بتفصیل ذیل -

(جلد اول) ترجمہ دفتر ۱ و ۲ و ۳ - زیر طبع

(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶ - زیر طبع

شجرۂ معرفت محشی - منتخبات مثنوی مولانا روم - مترجمہ سید غلام حیدر صاحب - ۱۰ر

چشمۂ فیض - نظم ترجمہ اُردو پند نامہ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ از مولوی عبد الغفور خان بہادر - ۲ر

مذاق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی ہر چہار جلد کامل طبع جدید - ۵ر

تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی ۱۳ر

کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان - جلی قلم کاغذ سفید گندہ محررۂ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم ۱۲ر

گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم - آخر مین مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ خنائی و سفید ۱۰ر

گلستان بالتصویر - کاغذ خنائی و سفید رسمی ۱۲ر

گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم رسمی محررہ منشی شمس الدین صاحب مرحوم - ۸ر

گلستان محشی اُردو - اس مین طلبا کی آسانی کے لئے اردو کے حواشی دئیے گئے ہین ۱۴ر

شرح گلستان - از شیخ ولی محمد صاحب اکبر آبادی شارح مثنوی مولانا روم اسمین تصوف کے نکات کو خوب حل کیا ہے - ۱۳ر

گلستان مترجم - فارسی با ترجمہ اردو - ۱۲ر

گلستان خرد - فارسی - ۵ر

تضمین گلستان سعدی - منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندر آبادی نے اِس صفائی سے گلستان کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی اور تفتہ کے کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے - ۱ر

بہارستان جامی - اخلاق و نصائح مین قابل قدر کتاب ہے - از مولانا جامی - ۵ر

خارستان - حکایات پند و نصائح بطرز گلستان سعدی از ملا مجید الدین ۸ر

عقد گل و عقد منظوم - یعنی انتخاب گلستان و بوستان - ۹ر

بوستان جلی قلم - محررۂ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم کاغذ سفید خنائی ۱۲ر

بوستان محشی متوسط کلان - اسمین ضروری حواشی درج ہین - ۱۳ر

بوستان محشی متوسط قلم - چھاپہ مطبع علوی نہایت ہی صحیح چھپا ہے - ۸ر

بوستان محشی خرد - ۵ر

بوستان مترجم منظوم - معمولی ترجمہ نہین ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ بوستانکی بحر مین ہر شعر کا شعر مین ترجمہ کیا ہے از منشی گوبند پرشاد فضا - ۱۲ر

بہار بوستان - بوستانکی جامع شرح از منشی ٹیکچند بہار صاحب بہار عجم بے مثل شرح ہے ۱۲ر

اخلاق جلالی محشی - منشی فاضل کے کورس مین ہے اور عموماً طلباء کے درس مین داخل ہے ۱۲ر

اخلاق ناصری - منتہیان فارسی کے درس مین داخل ہے - اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب ہے از علامہ نصیر الدین طوسی کاغذ سفید گندہ ۱۲ر

اخلاق محسنی - داخل درس از ملا حسین واعظ کاشفی ۸ر

مثنوی سلسبیل - اخلاق و موعظت مین ایک دُرِ بے بہا ہے - از حکیم منور حسین صاحب مرحوم ۲ر

مجموعۂ صد پند سود مند - حضرت لقمان کی سو قابل قدر نصائح - ۲ر ۶ پائی -

المشتہر منیجر صیغۂ بکڈپو
نولکشور پریس لکھنؤ

تنبیہ الغافلین - مسائل دینیہ - ۱۰/

حیرت الفقہ - مسائل مشکلہ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری - ۱/

جواب السائلین - بطور استفتا - ۲/

کنز الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان - عہ/

جہل مسائل فقہ - از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری - /

رسالہ تجہیز و تکفین - از محمد عمر - ۱/

فقہ فارسی

ہدایہ - پیشانی پر اصل عربی اور تحت میں ترجمہ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ جودت سے متداول ہے - دو جلد کامل - عہ/

شرح سفر السعادت - از مولانا عبد الحق دہلوی معروف - ۸/

حجج الحجج - مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ - عہ/

تذکرۃ الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبد السلام - /

تبیان - در حکم تمباکو و حقہ از ملا معین الدین - ۱/

بدائع منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی - ۲/

نام حق - مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری - /

مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ - ۶/

شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبد الحق محدث دہلوی - عہ/

مسلک المتقین - مرغوب علمائے ولایت از مولوی الہ یار خان - عہ/

فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از منشی نصیر الدین - عہ/

قدوری - مترجمہ مولانا ابو القاسم - ۸/

شرح فارسی مختصر وقایہ از عبد الرحمن جامی - عہ/

کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین برہانی محشی مع فرہنگ - ۱۳/

مالا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ - ۶/

شرح مختصر وقایہ کورمیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی - ۸/

رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران - ۱/

رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان - /

فقہ عربی

برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی برجندی معتبر شرح - سے/

فتح القدیر - حامل المتن بقلم جلی ہدایہ اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع - /

ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل -

۱ - جلدین اولین عبادات - /

۲ - جلدین آخرین معاملات - /

فتاوائے عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در ... جلد ... طبع

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہیں بہ تفصیل ذیل -

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح - للعہ/

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب - للعہ/

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو جلد کامل - معہ/

شرح وقایہ - از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف بن جنید چلپی داخل درس بتقطیع کلاں خوشخط و صحیح - ۶/

شرح وقایہ خرد - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم - ۱/

الاشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف مستند متداول - ۸/

ملا مسکین - از بیع تا وصایا بتحشی جدید - عہ/

کنز الدقائق - محشی متداول درسی کتاب صحیح

مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول - عہ/

عینی شرح کنز الدقائق - محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلد میں بتفصیل ذیل -

(۱) جلدین اولین عبادات میں - عہ/

(۲) جلدین آخرین معاملات میں - عہ/

مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعہ درسی متداول - ۱۱/

عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم - ۱/

محبت اصل ہی اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہی اور محبت مین دو صورتین ہوتی ہین اول یہ کہ دونون طرف سے جانب محب ہو اور ولایت ایمانی مین بندۂ صالح کو جناب احدیت جل شانہ مین یہی معنے حاصل ہوتے ہین کیونکہ اول اللہ تعالے ہی کی طرف سے محبت ہوتی ہی اور یہ قسم ولی مراد ہی اور کبھی تحریک سلسلہ سنبت ہوتی ہی تو یہ ولی مرید ہی پس اگر کفر و شرک و بدعت وغیرہ سے محبت ہو تو آخری نتیجہ یہ کہ ایمان سے محروم ہو جاوے۔ خصوص صورت دوم مین وہ یہ ہی ایک طرف سے جانب محبت غالب ہو اور دوسری طرف سے محبوبیت غالب ہو تو جو رنگ محبوب ہی وہی رنگ محب ہو جائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات مین سے کوئی محبوب ہو تو محب دائرۂ امکان سے خارج نہو گا تو کبھی واصل نہو گا۔ ہان اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہی کہ اُسنے راہ حق مین کس طرح جان فدا فرمائی تو خود بھی اسیطرح جان فدا کرے پس واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہی شیخ جوزجانی نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو کر دیدار آیات حق مین باقی ہی اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہی ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہی تو دنیا و آخرت سے منہ موڑ کر اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو امام قشیری نے فرمایا کہ ولی وہ ہی کہ اللہ تعالے اسکو اُسکے جی کے اختیار مین نہین چھوڑتا بلکہ خود متولی ہو جاتا ہی ولیکن اسکے واسطے لازم ہی کہ بندہ اسکے احکام عبادت کا متولی ہو لہذا جس شخص پر شرع کیطرف سے اعتراض ہو وہ مغرور فریب مین گرفتار ہی بایزید نے فرمایا کہ جو شخص شرع کے آداب مین امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہین ہو سکتا شعرانی نے طبقات کبری مین لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہی یہ صریح امام جنید کا قول ہی اور مشائخ بالاجماع متفق ہین کہ وہی راہ حق مین چلنے والا ہی جو علم شریعت مین ماہر ہو و متبع ظاہر امام شاذلی نے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے لوگون سے بے علم مرید بنکر مت لیجیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہین معلوم ہی انتہی اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت و اہل دنیا و خلاف شرع کی ولایت و محبت مین کسقدر عظیم ضرر ہی اور رب عز و جل نے اپنے بندون کو اعلی ہدایت سے سرفراز فرما کر آیات کثیرہ مین موالات کفار سے منع فرمایا اور حدیث مین ہی کہ جو شخص جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار سے بڑی نعمت و امید کا مقام ہی۔ اللہم اجعلنا ممن یحب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

تمّ الجزء السادس بحمد الله تعالى وتوفيقه ويتلوه السابع من قوله تعالى وَإِذَا سَمِعُوا الآية. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور رہبان جمع راہب بمعنے نصرانی گوشہ نشین ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہ ہین جو
ملک حبش سے آئے تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھی ہین
اور ظاہر یہ ہی کہ جو امور خیریت کے ایمان کے متعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموماً
ہوسکتے ہین انہین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقہ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت
بھی پوری نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے
ف قال فی العرائس قولہ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا ۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہو گئے
اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہو گئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات
شریعت مین پہلے تو گوسالہ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گر کر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک
مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہو گئے جسکو حضرت قدیم عز و جل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم
چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجہ کمال عداوت ہو گئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ وحیت لے ہوے
ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور و دنیا سے بے رغبتی وغیرہ پس انکی ہمت بلند
تھی کہ الٰہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الٰہی
تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکے
مین پڑ گئے لیکن اتنی استعداد انہین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرنے مین بہ نسبت یہود کے زیادہ
قریب ہوے اور اسلام محض توحید الٰہی عز و جل ہی اور رہبان جن قسیس و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عز و جل
کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و اضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع
لائے اور مسلمان ہو گئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الٰہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گڑھی ہوئی باتون سے نکال لیا اور
شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بلایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانہم لا یستکبرون یعنے
برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فوراً ترک کر دی

ذیل و بیان ولایت

ولایت در اصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی بقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من
حبل الورید ۔ شہرگ گردن سے زیادہ قرب الٰہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامہ مومنین کو
حاصل ہی بقولہ تعالے ۔ اللہ ولی الذین آمنوا ۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی ۔ اور فرمایا وہو یتولی الصالحین ۔ وہ نیکوکارونکا متولی ہی
اصل اسمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی بقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت
ہی و بقولہ تعالے یحبہم و یحبونہ ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علماءؒ نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب
مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہو گیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق مین بولنا نہین جائز ہی جب محبت لازمۂ ولایت ٹھہری تو جس کسی سے محبت ہو اسکو اپنا ولی بنانا ثبوت ہوگا کیونکہ [illegible]

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ
اور تو پاویگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کے ساتھ ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین اسواسطے

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝
کہ ان مین عالم ہین اور درویش ہین اور یہ کہ وہ لوگ تکبر نہین کرتے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا
یعنے ای محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت کرنے والا یہودیون اور مشرکون کو پاوے گا ف اس وجہ سے کہ ان لوگون کا کفر کئی گونہ اور جہالت دوبالا ہی اور یہ لوگ اپنے نفس کی خواہشون مین منہمک و ڈوبے پڑے ہین اور والذین اشرکوا سے بت پرست اور مجوسی وغیرہ ایسے لوگ مراد ہین جو کسی آسمانی کتاب کے قائل نہین ہین ورنہ یہود و نصاری بھی مشرک ہین
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۔ یعنے اے محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ دوستی کرنے والا ایسے لوگون کو پاوے گا جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہین ۔ ذٰلِكَ
بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝
یہ بات اسوجہ سے ہی کہ انمین قسیس یعنے علما اور رہبان یعنے زاہد گوشہ نشین لوگ ہین اور وہ غرور نہین کرتے ہین ع واضح ہو کہ نصاری ہین انھین کو مومنون سے زیادہ مودت تھی جنمین یہ باتین جاری تھین کہ انمین علما و زاہد ہوے تھے اور انکو غرور نہ تھا بلکہ اللہ تعالے کے واسطے نرم رہتے تھے اور چونکہ سب خرابی کی جڑ یہی محبت دنیا ہی اسلیے نصاری جو اس سے بیزار تھے وہ مومنون سے زیادہ مودت رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم نے لشکر اسلام کے مجاہدون کو منع کردیا تھا کہ کسی راہب کو قتل نہ کرین اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی بچہ کو جیسا کہ احادیث مین مصرح ہی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم باوجود راہبون کی سخت کلامی کے اُنسے کچھ نہین کہتے تھے اور کبھی کسی بچہ یا عورت کو قتل نہین کیا اور باقی لڑنے والون سے بھی اسیوقت تک لڑے جبتک وہ لڑائی پر آمادہ رہے اور جب ہی انھون نے صلح کا پیغام دیا تب ہی لڑائی موقوف کردی اور انمین عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جیسا کہ روایات السیر مین مصرح بلکہ متواتر ہی پھر بعض علمانے استنباط کیا ہی کہ یہودیون کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کوئی انکے مذہب سے مخالف ہو اسکو ہر طرح کی تکلیف و ایذا پہونچانا ثواب سمجھتے ہین جسطرح ممکن ہو مانند قتل کرنے و مارنے و مال لوٹنے و چھین لینے اور طرح طرح کے مکر و حیلہ کرنے کے بہر حال اذیت و تکلیف پہونچانا اپنے مذہب کے مخالف کو واجب جانتے ہین اور یہ اعتقاد مسلمانون مین سے بعض مبتدع شیعہ رفض کرنے والون کا بھی ہی لیکن جو مسلمان کہ توحید و سنت پر جماعت سے قائم ہین وہ ایسی باتون کو بہت برا جانتے ہین اور ایسے بیجا ظلم کرنے والے کو دوزخی جانتے ہین پس یہود کے اس بد اعتقادی نے انکو مسلمانون سے سخت عداوت پر آمادہ کیا تھا اور نصاری کا مذہب یہودیون کے برخلاف ہی کیونکہ نصاری یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کسی کو ایذا دینا حرام ہی پس انکو مومنین سے زیادہ مودت ہوئی اور بعض نے لکھا کہ یہ وجہ بھی تھی کہ یہودیون مین حرص شدید و دنیا طلبی بنہایت تھی اور جو ایسا ہو وہ ایمان کی باتون سے عداوت رکھیگا اور نصاری کا حال یہ تھا کہ دنیا اور اسکی لذتون سے دور تھے تو ایسا شخص ہمیشہ نرم ہوگا پس انکو مومنون سے زیادہ مودت ہوئی بالجملہ علت تو قرآن مجید مین خود منصوص ہی

البتہ بہت بری ہی وہ چیز جو انھون نے اپنی ذات کے واسطے پہونچا رکھی ہی یعنے برے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے پہونچا رکھے ہین جو انکے واسطے یہ واجب کر دینے والے ہین کہ غضب کرے اللہ تعالے ان لوگون پر ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیھم ۔ بتاویل ان مصدریہ کے مخصوص بالذم ہی اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو اعمال اپنے لیے بھیج رکھے ہین تپر اللہ تعالے کا غضب ہر وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۔ اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اسکے رسول سے دلمین دشمنی کی اور اسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب آسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہی حالانکہ اہل کتاب ہر حال مین مشرکون سے اپنے ہمجنس یعنے دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین یہین سے فقہا نے کہا ہی کہ جو کتابی ہی یعنے کسی آسمانی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہی اگرچہ اسپر ٹھیک نہ قائم ہو تاہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہی جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر اس زمانہ کے مسلمانون سے تعجب ہی کہ آپسمین ایک دوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکے واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہی کہ اللہ تعالے کی توحید و آنحضرت خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھین اور شرک و بے ایمانی کی باتون سے پرہیز کرین اور سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور انکے علماء صالحین کے واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین مشقت اٹھا نیکی عادت ڈالین اور فاسقون سے پرہیز کرین اور آپسمین ایک دوسرے کو امر معروف و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اٹھاوین اور موت کو غنیمت جانین و السلام ۔ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ ۔ اور اگر یہ لوگ اپنے دلونمین یقین اتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی پیغمبر پر نازل کیگئی ہی ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہد کی تفسیر ہی بعض نے کہا کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے جو کتاب اسپر نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہی اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسر جرح نے اختیار کیا ہی پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہی تو مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ نہ بناتے کافرون کو اپنا دلی دوست ولیکن بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین ف پس یہ سبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات کرتے ہین ۔ اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہودیون سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہی ۔ ف قال فی العرائس قولہ تری کثیرا منھم الی آخر الآیۃ ۔ اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا ہی کہ کفر مین ایک جنس کے کافر دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایک دل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہی کہ موالات کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات مین رازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایک دل ہو جاتے ہین پھر ظاہر فرمایا کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اترتا ہی اور ہمیشہ اسکے عذاب مین باقی رہینگے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ج

تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ عداوت مین مسلمانون کے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

پس علما بھی انکی مجلسون مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہی کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے اور انکے ساتھ کھانے پینے لگے پس اللہ تعالے نے انکے دلون مین نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد اور عیسی بن مریم علیہما السلام کی زبان پر انکو ملعون کیا اور یہ ملعون کرنا بسبب انکی نافرمانیون و حد سے تجاوز کرنیکے تھا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تم بھی نکار ہوگا جبتک کہ لوگون کو حق پر آمادہ نہ کرو (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہی کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر چلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا کہ ای شخص تو اللہ تعالے سے تقوی اختیار کر اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہی کیونکہ یہ حلال نہین ہی پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکی اسی حال پر ناجائز فعل کا مرتکب پاتا پس اسکو اس ہوس پر منع نکرتا کہ یہ پانتا نہین ہی اب مین منع نکرون تاکہ اسکے کھانے پینے مین ہم جلسہ ہون پھر جب بنی اسرائیل نے یہ کیا تو اللہ تعالے نے انکے دلونمین بھی ٹ ڈالدی پھر پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل تا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین پس قسم ہی اللہ تعالے کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا اور ضرور منع کروگے بری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید کہ تمکو بھی ملعون کرے جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابو داؤد و الترمذی وحسنہ و ابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجے پھر تم اس سے دعا کروگے اور تمھاری دعا قبول نہوگی (رواہ احمد و الترمذی) صحیحین مین ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنی کسی شخص سے ایسی بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہی تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان ہی عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہی کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالے سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہی تاوقتیکہ یہ نہو کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نہ کرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ تعالے خاص و عام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی (رواہ احمد) برے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے برا جانا یا انکار کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہی جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابو داؤد سے ثابت ہی اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہی کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت نہین ہی (رواہ احمد و ابن ماجہ و الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا گیا کہ یا رسول اللہ امر معروف و نہی از منکر کب چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتونمین ظاہر ہوئی تھین ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر ہوئی تھین فرمایا کہ بادشاہت و سرداری تمھاری کمینون مین اور زناکاری و بدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو تب یہ اٹھ جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور روایان اس باب مین بہت ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ بنو اسرائیل نے تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدونمین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور منکر باتون سے منع کیا پس آخر اسی دن مین ان سب کو بھی قتل کر ڈالا پس وہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات مین۔ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ تو دیکھتا ہی ای محمد صلعم بہتیرون کو انمین سے ف یعنے یہودیون مین سے مانند کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہی مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے دیکھتا ہی کہ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ دوست ولی بناتے ہین کافرون کو ف یعنے مکہ کے مشرکون کو تیرے ساتھ بغض نکالنے کے واسطے اپنا ولی دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

انکی نفسانی خواہشون کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ غلو کرکے خود گمراہ ہوچکے ۔ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا ۔
وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۔ اور راہ حق سے بھٹک گئے اور سوار دراصل بمعنے وسط ہی پس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر
یا افراط مین پڑے جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی پس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہی کہ خود گمراہ ہوے اور دوسرونکو گمراہ کیا
اور دوم ضلوا سے یہ بیان ہی کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت
ہی کہ اہل ایمان کو لازم ہی کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون انمین انکی پیروی نکرین
ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویساہی انکو بہر ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماے دین جنکے متبع سنت وطریق
حق پر ہونیکا علم ہی اگر انہین سے کسی شخص سے اجتہاد مین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بندے دامتی ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا
پھر اگر اسکا اجتہاد تمہارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز وجل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو
اور تعصب سے کسی عالم کے بندے مت ہو مگر ہرگز زبان درازی و طعن مت کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہی اور حدیث مین قیامت کے آثار
مین سے یہ بھی آیا ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خزانے ایسا کرتا ہی اور جو کوئی لعنت نہ کرے
بلکہ طعن کرے وہ بھی لعنین کے قریب قریب ہی ۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ
دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داؤد و عیسیٰ ابن مریم ف چنانچہ
شہر ایلہ والون نے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خدا ے تعالےٰ سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہوگئے اور یہ قصہ آگے
انشاء اللہ تعالےٰ مفصل آویگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اُترنے کی درخواست
کی تھی انمین رکھ چھوڑنا منع تھا آخرکار جمع کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے سور ہوگئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ
آویگا ۔ ذٰلِكَ ۔ اللعن ۔ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کے تھا
ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ یعنی نافرمانی و تجاوز قلب سے کافر ہوجاتا ہی چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کیونکر ملعون ہوگئے حالانکہ
زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ
عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہی نہین روکتے تھے ف یعنے اس
حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا ہی دوبارہ اسکو مت کرنا اور فعلوہ کی ضمیر
ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انہین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا
ترک چونکہ انہین مین سے تھا تو فعل کو مجازًا سب کیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین اشارہ ہی کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی
خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اُسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوے حتیٰ کہ جو عذاب آوے گا
وہ ان سب پر نازل ہوگا ۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ فعلہم ہذا ۔ انکا یہ فعل بہت بُرا تھا جسکے مرتکب تھے ف
یعنے فعل منکر سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نہ کرنا بہت بُری بدفعلی تھی ۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین
بہت ضروری کام ہی ہاے افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منھ موڑ لیا اور توجہ چھوڑدی ہی انتہیٰ کلامہ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہوگئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

اور وہی انسانی عاجزی اور بشریت کا ضعف انمین موجود ہی کما قال تعالے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ حاصل آنکہ عیسی علیہ السلام تو ایک بندۂ خاص ورسول مخصوص ہی اسکو بندگان مومنین کی ہدایت وعرفان کے واسطے بھیجا گیا ہی تاکہ وہ لوگ اسکو سچا رسول مانکر اس کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے کی بندگی بجا لاوین اور سب سے پہلے اسکی ماں نے اسکی تصدیق کی کیونکہ آیات وصفات کے ظہور مین اسکو زیادہ لگاؤ تھا پھر آدمی وبشر کی ضروری حاجتون سے انکا محتاج ہونا ظاہر کیا بقولہ کانا یاکلان الطعام۔ اور اس سے کنایہ ہی کہ دونون حادث تھے اور الوہیت سے بالکل بری تھے اور بھلا کہین قدم مین بھی ایسی باتین ہو سکتی ہین جیسے حدوث لوٹ پوٹ ہوتا رہتا ہے

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ

تو کہہ ای اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایسی قوم کے جو

ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

آپ بہک مرے ہین تم سے پہلے اور بہکا یا بہتیرون کو اور بھٹکے ہین سیدھی راہ سے لعنت کھائی منکرون نے

مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا

بنی اسرائیل مین سے زبان سے داؤد کی اور عیسی بیٹے مریم کے یہ اس سبب سے کہ گناہ کرتے اور حد سے

يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

بڑھ چلتے تھے آپسمین منع نہ کرتے تھے بُرے کام سے جو کر رہے تھے کیا بُرا کام ہی جو کرتے تھے

تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ

تو دیکھے اُنمین سے بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرون کے بُری تیاری بھیجی ہی اپنے واسطے

سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ

کہ اللہ تعالے کا غضب ہوا اُن پر اور عذاب مین وہ ہمیشہ رہنگے اور اگر یہ لوگ یقین رکھتے اللہ تعالے پر اور نبی پر

وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

اور جو اُسپر اُتارا گیا تو اُنکو رفیق نہین ٹھہراتے لیکن انمین سے بہت لوگ بے حکم ہین

یہان سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاوین پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور ان پر حجت پوری ہوگئی۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ۔ کہدے ای محمد صلعم اہل کتاب یہود ونصاری سب سے کہ۔ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ مت حد سے تجاوز کرو اپنے دین مین ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہو ف باین طور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اس سے گھٹاو جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت عیسیٰ کو رسول نہین مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ باینطور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اس سے انکو بڑھاؤ اور معبود وخدا یا اُسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر وبے انصافی ہی ولیکن ان یہود ونصاری نے توریت کو اور انجیل کو اپنے اگلون کی بگاڑی ہوئی حالت مین پایا اور جو روایتین لنسے پائین انھین کو پیشوا بنایا اور دین الٰہی مین بلا دلیل وبغیر فہم کے محض تقلید کری حالانکہ اپنے خالق عز وجل کی وحدانیت واسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے مین تقلید بالکل باطل وحرام ہوتی ہی لہذا جملہ اہل کتاب کو منع کیا بقولہ تعالے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ۔ یعنے تمھارے اگلے جو غلو اور حد سے تجاوز کر گئے ہین

فقط ملائکہ کے خطاب کرنے سے مریم و سارہ و مادر موسیٰ کے نبی ہونے کا زعم کیا ہی اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے نبی کوئی عورت نہیں بھیجی اور شیخ ابو الحسن الاشعری نے اسپر اجماع نقل کیا ہی پھر اللہ تعالےٰ نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ۔ یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہین ان کافرون کے واسطے آیتین ف جو ہماری وحدانیت پر صریح دلالت کرتی ہین۔ اور انکے اوہام و کفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل و جھوٹ ظاہر کرتی ہین۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ پھر تو دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ انظر فقط تعجیب ہی کہ نصاریٰ کو بندہ اور رب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہی کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کرسکتا اسیواسطے آگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

ترجمہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمھارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالےٰ وہی ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝

سنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ۔ یہ خطاب نصاریٰ کو اولاً اور باقی سب کو عموماً ہی یعنے کہدے ای محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوائے دوسرے کو۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ جو نہین مالک ہی تمھارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود و الٰہ بناتے ہو جو تمھارے نفع و ضرر کا مالک نہین ہی اور یہ استفہام انکاری ہی کہ مت ایسی چیز کو پوجو اگرچہ کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اور اللہ تعالےٰ تمھاری دعاؤن کا سننے والا اور تمھارے احوال کا جاننے والا ہی ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا واضح ہو کہ مالا یملک فرمایا اور من لا یملک۔ نہین فرمایا اگرچہ یہ نہایش نصاریٰ کو ہی اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود و الٰہ بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت انمین نہین ہی بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول و غیر ذوی العقول سب کو شامل ہی تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت و طاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبی بزرگ کے حق مین او تعالےٰ جل جلالہ کا یہ فرمان ہی کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہی وہ کیسکے نفع و ضرر کا مالک نہین ہی تو مقتضائے ایمان یہ ہی کہ بندۂ مومن تمام مخلوقات مین سے کیسکو خواہ نبی ہو یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہی بلکہ نیک بندونکو جناب باری جل جلالہ مین دعا کرنیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہی اور قادر مختار فقط اللہ تعالےٰ ہی جو چاہے کرے ف قال فی العرائس قولہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ یعنے یہ اندھے لوگ دیدار حقائق وحدانیت الٰہی عزوجل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے منزہ از اجتماع و اقتران و امتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہی وہ لطائف آیات و براہین معجزات سے اہل ایمان کامل کی آنکھون پر ظاہر ہوتے ہین اور جو کچھ درباب وحدانیت کے اوہام و خیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہی چنانچہ فرمایا وما من الٰہ الا الٰہ واحد کوئی اسکی ضد نہین اور کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہی تو اوہام و تصورات و خیالات کی مجال ہی نہ داروہی پھر جب وہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالےٰ کے خالص بندے اور اسکی آیات و صفات کے واسطے مقامات تجلی ہین اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک آبرودار اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ و بشر ہونے سے خارج نہین ہین

مَوْيَو اِلَّا رَسُوْلٌ۔ مسیح بن مریم کچھ نہیں سوا اسکے کہ رسول ہے ف یعنے مسیح جو مریم کا بیٹا اسکے پیٹ سے پیدا ہوا جیسے
آدمی پیدا ہوتے ہیں اور مدت تک حمل رہا اور پہلے مسیح کا وجود ہی نہ تھا تو مسیح بن مریم فقط ایک رسول ہے اور بعضے علمانے یہان
ایک نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالے نے کلام مجید مین کسی عورت کا نام نہین ذکر فرمایا سوا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے تو اسمین نکتہ یہ
ہے کہ کافرون کے دل سے وہم دور ہو کہ مجمع عام مین کوئی مہذب شخص اپنی جورو کا نام و اسکا واقعہ پوری داستان سے نہین بیان کرتا
پس مریم کی طرف سے وہ گمان شیطانی جو کافر رکھتے ہین محض بیجا وصریح کفر ہے بلکہ مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا
بندہ و رسول پیدا ہوا پس وہ رسول ہی تھا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مسیح سے پہلے اور بہت رسول گذر چکے۔
ف پس عیسیٰ بھی انکے مثل گذر جانے والا ہے پس وہ آلہ ہرگز نہین جیسے کہ کافر لوگ گمان کرتے ہین ورنہ وہ کیون گذر جاتا اور ظاہر
ہے کہ موسیٰ و یحییٰ و زکریا و ابراہیم وغیرہم علیہم السلام سب بندے و رسول تھے پھر عیسیٰ کو کیون خدا یا بیٹا کہتے ہو نعوذ باللہ منہ حالانکہ
جو چیز متغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کہ کبھی بچہ ہو اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال مین اور کبھی کسی حال مین وہ حادث و ممکن ہوگا پس
عیسیٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہوے کچھ واجب و قدیم نہین انہین الوہیت کا نام بھی نہین ہے اور اگر یہ فقط اسوجہ سے کہتے ہو کہ وہ بنا
باپ کے پیدا ہوے تو بھی خود ظاہر ہے کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہے اور اگر یہ بھی نہین سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی
قدرت مین بالکل آسان ہے وہ تو جو چاہے کرے کیا یہ نہین دیکھتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدون مان اور باپ کے پیدا کر دیا اور حضرت صالح کی
اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کر دیا اور اسیوقت اُسنے بچہ دیا اور وہ جوان ہو گیا پھر تعجب ہے کہ اتنے سے وہم پر کافر ہو گئے یہ محض بیعقلی ہے بلکہ قطعاً الیقین کرو
کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تھا جیسے اور انبیا علیہم السلام اس سے پہلے گذرے ویسے ہی یہ بھی گذرا ہے جیسے وہ سب بندے
خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہے۔ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ۔ اور عیسیٰ کی مان ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالے نے پیدا
کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی مین بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بدحرکت نہین کی اور اللہ تعالے پر ایمان لانے اور عبادت گذاری
مین سچی ہے یہود مردود جو کہتے ہین کہ اُسنے یوسف نجار سے زنا کیا جس سے عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بہت سے نصرانی کہتے
ہین یہ محض بہتان و کفر ہے وہ جھوٹے ہین بلکہ اللہ تعالے نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونون
آدمی تھے انھین کیطرح زندہ رہے۔ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔ دونون طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسیٰ و اُس کی مان دونون
طعام و اناج کھاتے تھے۔ جیسے اور حیوانات کھاتے پیتے ہین اور اسکا گوہ و پیشاب پھرتے ہین اور جو ایسا ہو وہ آلہ نہین ہو سکتا
ہے اور یہ مراد نہین کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہو وہ آلہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتون مین کھانے پینے وغیرہ کی
محتاجی نہین ہے حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہین رکھتے ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ جسمین یہ نقائص موجود ہون وہ آلہ نہین ہو سکتا اور یہ مراد نہین
کہ جسمین نہون وہ آلہ ہو جاوے پس جسمین ایسے نقائص ہون اسمین الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہے کہ جانورمین نہ ہو گی اور
آلہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہے اور سوا اسکے کسی مین الوہیت کا نام بھی نہین بلکہ ممکن نہین ہے پھر
واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقہ۔ مین صریح دلالت ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا وقد قال تعالے وصدقت
بکلمات ربہا۔ یعنے مریم نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح مین چند عورتون کا اپنی جنس مین کمال کو پہونچنا بیان
ہوا ہے منجملہ اسکے مریم ہین اور ام المومنین عائشہ کی فضیلت عورتون پر مذکور ہے پس معلوم ہوا کہ مریم نبی نہین ہین جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے

یہ قول واعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تین الٰہ کا ایک ہے۔ اور اہل ایمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا إِلٰهٌ وَاحِدٌ۔ کوئی بھی
نہین الٰہ ہے سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے ف لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ اور اللہ تعالیٰ ان کافرون کے خوار کرنے کو اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام
سے قیامت مین خطاب فرماویگا۔ اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ
یعنے جب فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجکو اور میری مان کو دو الٰہ معبود بنالو اللہ کو چھوڑ کر تو عیسیٰ
کہیگا اے میرے معبود تو پاک ہے الی آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کو بہتان وکفر پر وعید وتہدید فرمائی بقولہ۔ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا
عَمَّا يَقُولُونَ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو بکتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الٰہ کہنے سے باز نہ رہے
اور اللہ تعالیٰ کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ ضرور پہونچیگا
انمین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے پس اگر موت سے پہلے
مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ و رسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون کی کتابونکو
مانا اور محمد صلعم کو بندہ و رسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ جنتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہے فافہم **مسئلہ**
اگر کسی نے عربی مین کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ تو واحدی رح نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہے کہ دو آدمی جو آپسمین باتین کرتے ہین
وہان تیسرا اللہ تعالیٰ کا علم ہے جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالیٰ ہے یعنے ہمارے تمھارے حال سے کوئی واقف
نہین سوائے اللہ تعالیٰ کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورہ مجادلہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا و ما یکون من نجوی ثلثۃ الا
ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین بندے خفیہ مشورہ کرنے والے مگر آنکہ چوتھا اللہ تعالیٰ ہے اور نہ پانچ مگر آنکہ چھٹا اللہ تعالیٰ ہے یعنے
بندونکو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر خفیہ و علانیہ باتون پر واقف ہے اور اسکا علم سب کو محیط ہے اور آنحضرت صلعم نے غار مین
حضرت ابوبکر صدیق کو خطاب کیا کہ ماظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونے سے ڈرتا ہے کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو
ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ یعنے اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ ہے اُسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ
ہستی نہین سکتی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے تو بھی اس طرح کہنا
حرام ہے اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اسوجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہے
ہان اگر وہ کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ کا علم ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے واللہ تعالیٰ اعلم پھر حق تعالیٰ نے ان کافرون و بدزبانونکو
نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالیٰ۔ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ۔ انکو کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع
نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ۔ عما قالوہ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث وغیرہ
سے اور یہ جھڑکی و ملامت ہے کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ف
جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہے حدیث صحیح مین مضمون ہے کہ جب کوئی بندہ
اللہ تعالیٰ کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے گویا یون قیاس کرنا چاہیے کہ رحمت
الٰہی ایسے جوش مین آتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہوجاوے پھر واضح ہو کہ نصاریٰ فقط اس جہالت کے اعتقاد
سے توبہ نہین کرتے کہ مسیح علیہ السلام الٰہ یا شریک الٰہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا انکا شبہہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ

اور اسی کے مانند تمام وہ صفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد کرے اور اسی کے مانند موت و زندگی وغیرہ ہی بالجملہ جو کوئی اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات و افعال مین کسی طرح شرک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔ تو اللہ تعالےٰ نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہے ف یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع و محال کر دیا ہے کیونکہ اس خبیث نے اپنے مالک و خالق و رزاق و منعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے اپنی بےحرمتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو عدم سے وجود مین نکالا اور نعمتون سے تندرست پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منھ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق عبادت سمجھا پس وہ قطعًا جہنم کے لائق ہے اسیواسطے فرمایا۔ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ف جو اسکو عذاب الٰہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان کے لائق ہے اُسکے سوائے دوسری جگہ اسکو برتے پس کامل درجہ کا ظلم وہ ہے جو عبادت الٰہی کو جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے کسی مخلوق کے واسطے کردے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہے صرف صفت مین نوکری و بادشاہی کا فرق ہے اگر یہ نوکر بادشاہ کو چھوڑکر اُسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بناوے تو اس نوکر کی کیا سزا ہے بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پھر اس سے بدتر حال مشرک کا ہے کیونکہ بادشاہ و غلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق و مخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہے پھر غور کرو کہ جو باتین جناب باری تعالےٰ سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی مانگے تو یقین تو یہی ہے کہ بادشاہ قتل ہی کرڈالیگا لیکن پاک ہے جناب باری تعالےٰ عزوجل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہے پھر توبہ کرکے نیک کام کرے تو معاف فرماتا ہے اور بڑا کرم یہ کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہ دیتا ہے پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہے کہ مرتے دم تک اللہ تعالےٰ کو نہ مانے اور شرک و کفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے رسول و انبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالےٰ کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہے تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود ایسی سزا کے قابل ہے جو کوئی مخلوق اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہے کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہے چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھے تو جان نکلجاوے پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنیکی مجال ہے پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھو اور اُسکے دین کی سمجھ دیکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اُسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین بلکہ سچ بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بندے و رسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تیسرا ہے تین الٰہ کا ف یعنے تین الٰہ مین سے ایک اللہ تعالےٰ اور باقی دونون عیسیٰ و اسکی مان ہے اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق و مختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الٰہ ہے اور یہ تین اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہے کیونکہ جو چیز مرکب ہے وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہے کہ جبتک یہ اجزا نہون پھر جمع نہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خداے تعالیٰ اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود مین خالق کی احتیاج ہے پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہے پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے جسمین یہ محتاجی نہو تو وہی خالق خود مختار ہے جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اُسنے چاہا تو عیسیٰؑ کو بدون باپ کے پیدا کردیا اور جب چاہا عیسیٰؑ کی مان کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما و عقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا بودا نہین جیسا

وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اور دوزخ ہی اُسکا ٹھکانا ہے اور گنہگاروں کا کوئی مدد کرنے والا نہیں البتہ کافر ہوئے جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

تین میں کا ایک ہے حالانکہ کسی کی بندگی نہیں سوائے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

تو پہونچیگی ان لوگوں کو جو منکر ہوئے ہیں دکھ کی مار کیوں نہیں توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے

وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ

اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان کچھ نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہے

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ

گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اُسکی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے کھانا

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

دیکھ کیسے بتاتے ہیں ہم انکو نشانیاں پھر دیکھ کدھر کہاں اُلٹے جاتے ہیں

اللہ عزوجل نے ان آیات میں نصاریٰ کے مشرک فرقوں کا کفر و بہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت گمان کرکے احمق ہو رہے ہیں چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ یعنی واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح پسر مریم ہے تعجب ہے کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے پھر اُسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور پہلے بیان ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کلمہ کہنے لگے اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الٰہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلادی۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ۔ حالانکہ مسیح نے عموماً کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے یعنی بنی اسرائیل کو تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت و فرشتہ وغیرہ کچھ نہیں ہے سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے جو میرا و تمھارا پروردگار ہے الوہیت اُسکے سوائے کسی میں نہیں ہے بس جسنے پیدا کیا وہی خالق و رازق و جامع صفات کمال معبود حق ہے اُسی کی عبادت فرض ہے بس گویا یہ کہدیا تھا کہ میں بندہ ہوں اور ہرگز میں معبود نہیں ہوں اور معبود کیسا کہ میں شریک بھی نہیں بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب میں کسی مخلوق کو شرکت نہیں ممکن ہے اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا و ظالم و خبیث ہے بلکہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے ف خواہ افعال میں شرک کرے اسطرح کہ جو باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت قرار دی ہیں وہ کسی مخلوق کیواسطے بجا لاوے مثلاً کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُسطرح تعظیم بجالائے کہ جناب باری تعالیٰ کے واسطے کھڑا ہوتا ہے اسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا قبر ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہیں انکو کسیکے واسطے بجالاوے یا اعتقاد میں شرک کرے مثلاً کسیکو رازق و خالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے یا اُسکے حکم کو شریعت سمجھے

حق ہلیتہ نفس سے خلاف ہوتا ہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف شریعت لایا۔ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۔ تو ان رسولوں میں سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہیں ف جیسے زکریا و یحیی علیہما السلام کو قتل کر ڈالا اور سابق میں قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے کہ بھائی کی دختر سے نکاح نہیں جائز ہے پس بادشاہ نے خواہش نفس پر قتل کر ڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہیں یعنے قتل کرتے ہیں حالانکہ انکا قتل کرنا زمانہ ماضی میں واقع ہوا تھا لیکن قتلوا نہیں فرمایا بلکہ زمانہ ماضی میں جس وقت میں واقعہ ہوا اسکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے یہ ہوئے کہ قتل کرتے ہیں کیونکہ اسکے تصور میں زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمیں اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی اس قوم کی عادت ہو گئی تھی۔ وَحَسِبُوْٓا ۔ اور انھوں نے گمان کر لیا ف یعنے ان قاتلوں بدکاروں نے اپنے زعم میں یہ گمان کیا کہ۔ اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ۔ کوئی عذاب انپر نہوگا ف یعنے رسولوں کے جھٹلانے و انکے قتل کرنے سے عذاب و غضب نہوگا فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ۔ پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۔ پھر اللہ تعالے نے انپر رجوع فرمایا ف اور انکو توبہ کی توفیق دی پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالے نے غضب کر کے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوئے آخر کار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو جو نبوت کی شان سے واقف ہو کر پھر دلیری کر کے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بیحرمتی اختیار کی۔ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۔ پھر بہتیرے انمیں سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۔ اور اللہ تعالے اُن کے اعمال کا بصیر ہی ف مقصود یہ کہ انکو انکے کاموں کی سزا دیگا اور ہدایہ ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہیں مگر اللہ تعالے خوب دیکھتا ہی اس سے کچھ پوشیدہ نہیں ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ الآیہ۔ اللہ تعالے نے ایک قوم یہود کا حال بیان فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہیں کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے انکی آنکھوں پر پردے ڈالدیے اور انکے کانوں میں گمراہی کے ٹھیٹھے دیدیے یعنے انھوں نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ ہم اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہیں اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم میں گرے چلے جاتے ہیں پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت عامہ سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوئے پھر بے ادبی کی تو یہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کر دیگئی تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہوگئے بعض نے کہا کہ انھوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ میں نہیں پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوئے لیکن جسکو اللہ تعالے نے رحمت میں نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ میں نہیں پڑینگے اور نفس پر اعتماد کر کے شہوات مباحات کے مرتکب ہو کر اندھے بہرے ہوگئے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
البتہ کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ہی بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ
بندگی کرو اللہ تعالے کی جو رب ہی میرا اور تمہارا تحقیق جو کوئی شریک کرے اللہ تعالے سے تو اللہ تعالے نے اسپر حرام کر دی جنت اور

ایک گروہ ہے جنکا کچھ دین نہین اور ایک روایت مین کہا کہ یہود و مجوس مین سے ہے اور حسن بصری سے ہے کہ وہ مجوس کے مانند ہین اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ وہ ملائکہ کے پوجنے والے ہین اور زبور پڑھتے ہین اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ فقط اللہ تعالے کے قائل ہین اور انکی کوئی شریعت نہین اور انھون نے کوئی عمل کفر پیدا نہین کیا اور ابو الزناد نے کہا کہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہین وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اور ہر سال مین تیس روزہ رکھتے ہین اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہوکر پانچ نمازین پڑھتے ہین اور صابئہ کے بارہ مین دیگر اقوال ہوئے ہین (ابن کثیر) اور مقصود یہ ہے کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد ازانکہ آپ مبعوث ہوے ہین تو آخرت مین ثواب عظیم سے مشرف ہوگا **قال المترجم** صابئہ کی تفسیر مین چونکہ اختلاف ہے اسیواسطے امام ابو حنیفہ و انکے شاگردون مین انکے ذبیحہ مین اختلاف ہے ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہے کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے کیونکہ حرمت و حلت کے درمیان دائر ہے اور واضح ہو کہ آیت مین دو احتمال ہین اول آنکہ اوتعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ مین جو قوم اللہ تعالے پر ایمان لائی وہ آخرت مین مغفور ہے پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح و عمل صالح پر موافق شرع کے رہکر مرے ہین وہ آخرت مین بیخوف ہونگے اور اس صورت مین صابئون ایک فرقہ اہل کتاب مین سے ہوگا اور معنے دوم یہ کہ جو فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہین تو جو شخص انمین سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہے اور سورہ بقرہ مین اسکے مثل گزرا ہے ۔

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ
ہم نے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے انکی طرف رسول جب آیا ان پاس

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ○ ق وَحَسِبُوا أَلَّا
کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی انکے جی کو تو کتنون کو جھٹلایا اور کتنون کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ

تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ
خرابی نہوگی سو اندھے ہوگئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوے انمین بہت

مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○
اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہین

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا ف کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان لاوین چنانچہ موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادون کی تقلید سے حضرت موسی اور انسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ اس ایمان کا کچھ اعتبار نہین ہے ۔ **وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا** ۔ اور ہمنے انکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد رسول فقط بنی اسرائیل پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختون نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ۔ **كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ** ہر بار جب انکے پاس رسول آیا ف یعنے انھین کی قوم مین سے جبکوئی رسول آیا ۔ **بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ** ۔ ایسی چیز کے ساتھ جسپر انکے نفس نہین رغبت کرتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو انکے نفوس رغبت سے نہین لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور یہین زیادہ شناعت ہے کہ حق بات کے قبول کرنے مین یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر انکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ امر

ہو حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ یہانتک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو ف یعنے توریت پر قائم ہو اگر یہود بنے ہو پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ اور انجیل کے احکام پر عمل کرو۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ اور قائم کرو اس چیز کو جو تمھاری طرف اُتارا گیا ف مجاہدؒ نے کہا کہ مراد قرآن عظیم ہے اور مفسرینؒ نے اور کی آیت مین مآ انزل الیکم۔ کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان لاوین توریت و انجیل قائم کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ قرآن مین ان دونون کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہے اور عمل کرنے کے واسطے قرآن دونون کا ناسخ ہے پس مراد ما انزل سے دیگر کتب آسمانی ہین حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ اے اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایۂ اعتبار پر نہین ہو جبتک کہ تم توریت و انجیل و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابونکی سب بات کو پورے طور سے مانو اور اُسپر چلو کیونکہ بعض سے انکار کرنا بمنزلہ کل کے انکار کے ہے اور جو کچھ انمین ہے منجملہ اسکے یہ بھی ہے کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ اے اہل کتاب تم کسی آسمانی دین پر نہین ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اُسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے مین ضرور ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ اور جبکہ تم مجھپر و قرآن پر ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمھاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہے پس تمنے اپنی کتاب کو نہ مانا لہذا تم کچھ نہین ہو۔ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ یعنے قرآن۔ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو کچھ تجھپر اُتارا گیا وہ اُنمین سے بہتون کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہے ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر و انکار کرتے ہین فَلَا تَاْسَ۔ پس مت افسوس کر۔ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجھپر ایمان نہ لاوین حاصل آنکہ اُنکے حال پر جو تجھکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہے کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہین اور عاقبت مین دائمی دوزخی ہونگے تو تجھکو یہ غم نہین کرنا چاہیے کیونکہ باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہین ف قال فی العرائس قوله ولیزیدن کثیرا منهم الخ خطاب الٰہی عز و جل مین دو صفت ہین ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن سے جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اُسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہوجاتی ہے اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہے اور اس نور و ترقی سے ظاہر و باطن خطاب سے آگاہ ہوجاتا ہے اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہے حتی کہ خطاب ظاہر ہی اُسکی سمجھ مین نہین آتا ہے اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہے کیونکہ قرآن درحقیقت صفت الٰہی ہے اور اسکی صفت کی انتہا نہین ہے خواہ تجلی بلطف ہو یا بقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم بدم بڑھتا جائیگا۔ واسطیؒ نے کہا کہ یہ قوم کافر وہی لوگ ہین جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے پھیر دینا الله تعالے نے ازل مین مقدر کردیا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا۔ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہودی بنے ہین۔ وَالصّٰبِئُوْنَ۔ اور جو لوگ صابی کہلاتے ہین۔ وَالنَّصٰرٰی اور جو لوگ نصرانی بنے ہین ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہین ف تو انمین سے کسی دعوی کا اعتبار نہین ہے بلکہ حقیقت ایمان کا اعتبار ہے چنانچہ فرمایا۔ مَنْ اٰمَنَ۔ جو انمین سے ایمان لایا۔ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ الله تعالے اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ۔ تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہوگا۔ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت مین اُنپر کچھ خوف و غم نہین ہے کیونکہ دنیا مین اُنھون نے الله تعالے کے خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا۔ واضح ہو کہ صابئہ مین اختلاف ہے پس سعید و مجاہد سے ایک روایت مین ہے کہ وہ نصاری و مجوس مین سے

بچاویگا۔ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پس اسنے تلوار رکھدی اور بیٹھ گیا پھر آپنے اسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا تو اسکے
ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور آپنے اٹھا کر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اسنے کہا کہ معاف فرمائیے (العجلج) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل
روایت مین ایک اعرابی کا حال مذکور ہے کہ اسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ
پس اعرابی کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار گر پڑی اور اسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر)
روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرا دیا تھا اور آیت مین دلیل ہے کہ جن امور کا اللہ تعالےٰ نے جسطرح حکم دیا ہے انکے سطرح
بجالانے مین اپنے وہم و وساوس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالےٰ اسمین حفاظت فرما دیگا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ
اللہ تعالےٰ قوم کافر کو راہ نہیں دیتا۔ ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس مین الف لام عہد کا ہے یعنے کافر مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالےٰ
تجکو کافرون سے بچا دیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے متعدد روایات مین ہے کہ جنگ احد مین بہت سے کافر آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے
اور آپ کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخرکار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہر چند تلاش کیا اور نہ پایا۔ اور یہین سے ظاہر ہے کہ نگاہ
بدون تاثیر الٰہی کے خطا کرتی ہے اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہو سکتا لہذا فرقہ نیچر نے جو یہ دعوی کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہے
پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث کا انکار کر گئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ یاایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیۃ۔ اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات باعظمت و کبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین
سوائے حق عز و جل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہو جاوے اور مخلوق کی بیماریان و عیب ظاہر کرنے مین انسے بالکل
نہ ڈرین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچا دین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہو جاوے اور بد پرہیز مر جاوے
واسطی نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اتارا گیا ہے اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے
جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا ظاہر کیا جاتا ہے تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین
فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کر دے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوے انکی کوئی بشر طاقت
نہین رکھتا ہے اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہے بلکہ عین معرفت ہے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
تو کہہ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اترا ہے تمہارے رب سے
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ
اور البتہ بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجکو اترا تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم
الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
منکر پر البتہ جو لوگ مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو نہ ڈر ہے انپر نہ وہ غم کھاوینگے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ
تو کہہ اے یہود و نصاری تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

کہا العصمک ان یقتلوک یعنے تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کرسکینگے پس درکسی قسم کے صدمہ وچوٹ وغیرہ سے تحفظ کا وعدہ نہین ہی حتی کہ یہودیہ خیبریہ نے آپکو زہر دیا اور ایک نے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور مفسر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ پھر جاؤ کہ اللہ تعالے نے مجھے محفوظ کردیا مدرواہ الحاکم یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہوگیا کہ اب طریقہ عالم اسباب سے حفاظت کرنا مجپر لازم نہین ہی بلکہ اوتعالے نے یہ تکلیف مجپر سے مرتفع کردی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقہ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہی اگرچہ قطعی یقین رکھے کہ جملہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہی لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا نچھوڑے اور آگ کھلی نچھوڑے اور گھوڑے بدھنے ڈھکے رکھے اور سانپ بچھوؤن کی زمین مین جہانتک ممکن ہی حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال و حرکات سے احتراز رکھے لیکن جو شخص یہ سمجھے کہ میری حفاظت ہی سے بچاؤ ہی وہ کافر ہی پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ نہوتا حالانکہ غور سے یہ کام کیا تھا اُنھون نے شیطان کو اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھاوے کہ تونے بد احتیاطی مین خطا کی تو اچھی نصیحت ہی لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ مقتضاے عقل سے چلنا لازم تھا مین تونے کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھر بھی ایسا واقع ہوتا تو تو معذور تھا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون تحریر و گواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہوجاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس بارہ مین قبول نہوگی کیونکہ اوتعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیدیا ہی اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہی کہ مدعی نے خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اُسکی یہ کہ زید نے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ تین دن تک مجھے اختیار ہی یعنے تین روز کی جاکر پڑہا تنے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہوگیا یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہوگئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جاکر قاضی سے درخواست کی کہ بائع منھ چھپا گیا ہی لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کردین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کرلی پس جب اُسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہی کہ آدمی کام و کمائی چھوڑدے اور اسباب سلطنت و آلات حرب ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدابیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہوجاوین اور جو لوگ گوشۂ فقیری مین کمائی کی تدبیر نہین کرتے غلط جہالت ہی اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھا کر کھاتے ہین اور سردی سے جان بچاتے ہین اور کوٹھے سے سیڑھی پر تکلف کرا ترنے اور بچانہ جانے مین سب طرح عالم اسباب کی تدابیر کا برتاؤ کرتے ہین مگر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور فوج و سلطنت کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو نتیجۂ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے بتلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت سے خراب ہوے اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہی کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے حواس قدرت کو کام مین لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش و مشورت سے کام کرے اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہی اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہی روایت ہی کہ ایک سفر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار کھینچکر کہا کہ آپکو مجھ سے کون

ہوا وہ آنحضرت صلعم نے تبلیغ کر دیا یعنے خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین
حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہی کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیہ ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جن بعض نے
یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ و مصحف علی بھی شامل تھا یہ سب کفر و افترا و بہتان ہی
عن ہارون بن عنترہ عن ابیہ روایت ہی کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس رضؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین
اور ہمکو یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہلبیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہی تو ابن عباس رضؓ نے کہا کہ کیا
تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) **وقال ابن کثیر** ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن
عبد اللہ السوائی سے روایت ہی کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہلبیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہی جو قرآن مین
مکتوب نہین ہی تو فرمایا کہ ہر گز نہین ہی قسم ہی اُسی ذات پاک کی جسنے دانہ اُگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ
ہی جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہی اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہی تو مین نے عرض کیا کہ آپکے اس صحیفہ مین کیا ہی آپنے فرمایا کہ اس مین
مین نے دیت دینے کے مسائل اور قیدی کا چھٹانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھ رکھا ہی (رواہ البخاری) **شیخ ابن کثیر** نے
کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت و امانت الٓہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرما دیا جبکہ آپ نے
حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپکے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ
صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہی منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہی کہ آپنے اُس روز خطبہ مین فرمایا کہ لوگو
تمسے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٓہی ادا کر دی اور خوب
نصیحت کر دی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اگر تونے
کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجپر نازل ہوئی ہین تو تونے اسکی رسالت نہین پہونچائی ۔ **وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ**
مِنَ النَّاسِ ۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجکو بندون سے **ف** یعنے تو رسالت الٓہی پہونچا اور کچھ خطرہ مت رکھ کہ اللہ تعالے
تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کر سکتا ہی اسوقت عرب مین جھونپڑیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے
دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہی کہ جب یہ آیت
اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم واحمد والترمذی)
اور ہام ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہی تو بعض نے جواب دیا کہ
یہ آیت بعد واقعہ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد کین نازل ہونا مروی ہوا ہی لیکن یہ جواب تکلف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم ہر وقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہی کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفی کو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت جو اسوقت بہت کج و
ٹیڑھی ہوگئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہوجا دے اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسر نے

ستفترق امتی ۔ کا لفظ کہا اسمین دلالت ہے کہ وہ امت سے خارج ہونگے اور مترجم کہتا ہے کہ یہ استدلال کچھ نہین ہے اسواسطے کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان نہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کا فرقہ مشرکہ کا ہوتا نہ امت مسلمہ کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد مفترق ہونے کے بھی مسلمان رہے تو یہ حدیث سے ثابت نہین بلکہ حق یہ ہے کہ اہل بدعت مین بعض اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہوجانے پر دلائل قائم ہین پس وہ مرتد فرقہ ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہین دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے و لا تقوم الساعۃ حتی تلتحق قبائل من امتی بالمشرکین و حتی تعبد قبائل من امتی الاوثان و انہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلہم یدعی انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی الی آخر الحدیث ۔ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے ملجاوینگے یعنے مشرک ہوجاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہے الحدیث پس اس سے ثابت ہوا کہ امت اسیوقت تک تھی کہ انپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہے کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہین ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و مفترق ہونے والا فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہے چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہے تو قطعاً کافر ہے اور اگر دین مین ایسی کوئی بدعت نکالی ہے جسپر کفر کا حکم نہین دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہے کافر و مرتد نہین ہے فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالے و لو انہم اقاموا التوراۃ و الانجیل الآیہ ۔ اسمین اشارہ ہے کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوتی پھر قولہ و منہم مقتصد ۔ سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہے

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

ای رسول پہونچادے جو تجھپر اُتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے اُس کا پیغام کچھ نہ پہونچایا

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہین دیتا ہے منکر قوم کو

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ ای رسول جو کچھ تجھپر تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کیطرف سے تجھے ایسی چیز پہونچے جسکو تو بُرا جانتا ہے ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ اور اگر تو نے تمام وہ چیز نہ پہونچائی جو تجھپر اُتاری گئی ہے تو تو نے اللہ تعالے کی رسالت نہین پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا کیونکہ حرمت ساقط ہوگئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہے اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہے و لیکن چونکہ مقام نفی تبلیغ کا ہے پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہے بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان اور واضح ہو کہ ما لفظ مفید عموم ہے پس آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اُتارا گیا اُسکو امت کو پہونچا دین اور اسمین سے کچھ نہ چھپاوین اور اسمین صریح دلیل ہے کہ جو کچھ نازل

بمانند قولہ ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنی جو گانوں عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہاں کے لوگ
ایمان لاتے اور شرک سے باز رہتے تو انپر اللہ تعالے آسمان و زمین سے برکات کشادہ کر دیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و
یرزقہ من حیث لا یحتسب - اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال مین مطیع ہو اسکو
طاعت سے رزق وسیع حاصل ہوتا ہی اور اقامت احکام آلہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مضبوطی سے
قائم رہے ورنہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان کیگئی یا آپنے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم
جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علم کیونکر جاتا رہیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اپنے بیٹون کو پڑھاتے
ہین اور وہ اپنے بیٹونکو پڑھاوینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید مین تجھے مدینہ کے لوگون مین سے دین مین زیادہ
سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود و نصاری توریت و انجیل کو نہین پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابون مین ہی اس سے کچھ نفع نہین پاتے ہین
(رواہ احمد و ابن ماجہ و ابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح) الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین اگر اسپر پورے احکام سے
ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی و ذلت مین نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا مین بھی عزت و ثروت و برکت دیتا مِنْهُمْ
أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ - اہل کتاب مین سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہی ف وہ ان کتابونپر عمل کرتی ہی اور جو کچھ اللہ تعالے
کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہی اور یہ وہ لوگ ہین جو بمقتضاے عمل و اقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
مانند عبد اللہ بن سلام و انکے ساتھیون کے علماے یہود مین سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھیون کے نصاری مین سے
پس یہ لوگ تو مطیع رہے - وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ - اور بہتیرے انمین سے بہت برے کام کرتے ہین ابن کثیر
نے تفسیر مین لکھا ہی کہ بنی اسرائیل مین سے نیک لوگونکے واسطے بلند و اعلی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے اقتصاد
درجۂ وسطی ہی اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا - ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات
باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر پھر ہمنے کتاب آلہی کا وارث ایسے لوگونکو بنا دیا جنکو ہمنے اپنے بندونمین سے چھانٹ لیا ہی یعنی انمین
سے اپنی جان پر ظالم ہین اور بعضے درمیانی چال چلتے ہین اور بعضے اللہ تعالی کی ارادت سے نیکیون کی جانب سبقت کرنے والے
ہین اور یہی بڑا افضل ہی - ا ھ - اور صحیح یہ ہی کہ یہ تینون اقسام جو اس امت سے بیان فرمائے ہین سب جنت مین داخل ہونگے قال المترجم
احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہی کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے مین تو کلام نہین ہی فقط ظالم لنفسہ مین وہم ہوتا ہی
تو یہ ظلم انکا اپنے نفس پر ہی جو عین طاعت حق تعالے ہی جیسے آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات مین انسان کو ظلوم جہول فرمایا حالانکہ یہ
اسی انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہی بالجملہ اس آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد یہود و نصاری
و اس امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کر کے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہی اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ اس حدیث
مین اخیر کا جملہ یعنی سب دوزخی ہین سواے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات مین آیا ہی بلکہ ابن حزم نے
کہا کہ یہ جملہ بنا کر حدیث مین لگایا گیا ہی قال المترجم ابو داؤد و ترمذی نے اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہی اور اسمین شک نہین کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہی پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکالا وہ دوزخی
ہی ہان یہ امر قابل بحث ہی کہ جماعت سے مخالفت و افتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہی یا نہین تو خطابی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ

نعمت کے باغون مین اور اگر وہ قائم رکھین توریت اور انجیل کو اور جو اترا انکو

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَ

انکے رب کیطرف سے تو کھاوین اپنے اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے کچھ لوگ انمین سے سیدھے ہین اور

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ ع

بہت انمین سے برے کام کر رہے ہین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا۔ اور اگر اہل کتاب (یہود ونصاری) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ وَاتَّقَوْا۔ اور کفر سے بچتے۔ لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ۔ تو انکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفارہ کر دیتے یعنے انکے گناہون کا انسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہی۔ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔ اور ہم انکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑکر ایمان لاتے تو دنیا مین انکے پہلے گناہون پر مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہوکر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ اور اگر اہل کتاب یعنے یہود ونصاری توریت وانجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین ان سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجملہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت انپر ایمان لاکر پیروی کرین پس اگر یہ لوگ توریت وانجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لاتے۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ اور جتنی کتابین انپر انکے پروردگار کیطرف سے اتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہی کہ انپر رزق کی وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے انپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت وانجیل و تمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہت سے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرحپر ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر اقامت یہ کہ جبتک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو باقی احکام توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا یہی اقامت ہی اور یہانسے معلوم ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہی اور حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کا حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیہم من ربہم۔ سے مراد قرآن مجید ہی کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اترا ہی کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہی اور ابن عباس نے قولہ لاکلوا من فوقہم مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ آسمان انپر ادرار کرتا اور زمین انکے واسطے خوب اگاتی۔ اور آیت مین دلیل ہی کہ اللہ تعالے کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشایش کا سبب ہی تو بندہ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت الٰہی حاصل ہوتا ہی اور یہ آیت

وغیرہ صفات کا اثبات ہی اور ائمہ تصوف و اکابر اولیا سب متفق ہین کہ یہ صفات صحیح ثابت ہین اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے ہین جنکو انوار باطن سے کچھ نصیب نہین اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہی انشاء اللہ تعالےٰ کسی دوسرے مقام پر مذکور ہوگی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔ یعنے قرآن ۔ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجپر اترا ہی وہ انہین سے بہتیرون کو طغیان و کفر بڑھاوے گا ف کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہین حاصل آنکہ سوائے بعض یہود کے جو مسلمان ہوئے ہین باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان و کفر زیادہ بڑھتا جاتا ہی چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ یعنے ہم قرآن سے جو اتارتے ہین وہ مومنون کے حق مین شفا ہی اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہی۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ اور ہمنے قیامت تک انہین باہمی عداوت و بغض ڈال دیا ف پس انہین سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہے خواہ فقط دین مین یا دنیا مین بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقون مین ہی اور اہل ایمان مشاہدہ کرین کہ یہی حالت نصاریٰ مین موجود ہی اور حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ مین انہین خصومات و جدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ قطعًا واقع ہی پھر معجزہ صدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم یون واضح ہی کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بغور مشاہدہ ہی کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ و جہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرتے تھے اب اہل حق آپسمین پھوٹ گئے اور دین کے بارہ مین متفق نہین رہے اور یہ سخت بد علامت ہی اللہ تعالےٰ آپسمین اتفاق دے اور انکو راہ مستقیم حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ ۔ ہر بار جب انھون نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی۔ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۔ تب ہی اسکو اللہ تعالےٰ نے بجھا دیا۔ ف یعنے جب انھون نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالےٰ نے اُنکو مردود کیا بایں طور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپسمین جھگڑا کرنے لگے اور مومنون کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور بیضاوی مین کہا کہ یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوئے یعنے مغلوب ہوئے چنانچہ جب انھون نے حکم توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالےٰ نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر قسطوس رومی کو مسلط کیا پھر تیسری بار فساد کیا تو اُنپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالےٰ نے توریت و انجیل منسوخ کرکے اہل اسلام اہل قرآن کو مبعوث فرمایا اور یہ سب خوار ہوئے۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۔ اور چلتے ہین زمین مین درحالیکہ فسادی ہین یعنی مفسدین ہین یعنے گناہون سے زمین مین فساد کرتے پھرتے ہین۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ اور مفسدونکو اللہ تعالیٰ پسند نہین کرتا ف یعنے اللہ تعالےٰ انکو عذاب کرتا ہی اور بجائے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے مین اشعار ہی کہ آخرت مین تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا مین بھی عذاب پاوینگے ف قال فی العرائس قوله بل یداه مبسوطتان ینفق کیف یشاء اللہ تعالیٰ نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہین بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم اور دست بقا دو صفت ہین پس دست قدم بمعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہی بمقتضاے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہی اور بقا سے تربیت ہی

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ

اور اگر | کتاب والے | ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اُتار دیتے | اُنکی | بُرائیان | اور انکو داخل کرتے

قول تھا معلوم نہین کہ کتنون نے کہا پھر اللہ عز وجل نے فرمایا۔ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ ای امسکت عن فعل الخیرات نیکیان کرنے سے
یہودیون کے ہاتھ مغلول ہوے یا اللہ تعالےٰ کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم اس اسلوب پر ہی جیسے بد دعا کیجاتی ہی اور یہ حسن
بلاغت بطور محاورہ زبان عرب ہی ورنہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ کلام مجید مین بندون
کے مناسب بول چال پر فہمایش ہی لیکن معنے مین شان جناب باری تعالےٰ ملحوظ ہی اور فرمایا۔ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا
ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات کے نزدیک بھی پھر رد
کر دیا اور حقیقی حال بیان فرمایا۔ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ۔ بلکہ اُسکے دونون ہاتھ مبسوط ہین
جیسے چاہتا ہی نفقہ دیتا ہی قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہی بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہی جود و سخاوت سے
اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط الآیہ مین دونون معنے ظاہر ہین پس یہان
جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہی یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالےٰ عز وجل کیواسطے
دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالےٰ جسم و جسمانیات اور ہر چیز سے پاک و الگ ہی کوئی چیز اسکے مانند و مشابہ
نہین ہی چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہی اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد
کہا تھا مگر اُنکے رد مین او تعالےٰ نے تثنیہ کر دیا چنانچہ یداہ کہا تاکہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرے تو
یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہی کہ او تعالےٰ نہایت ہی کریم و سخی و جواد ہی لیکن حکمت سے سخاوت ہی اور وہ پاک
پروردگار بالکل قادر مختار ہی جسطرح چاہتا ہی خرچ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہی کم و زیادہ دیتا ہی اور واضح ہو کہ مفسر رحمہ نے
جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہی اور بعض نے قدرت و نعمت وغیرہ سے تاویل کی ہی اور توضیح مقام یہ ہی کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین
چند معنے پر بولا جاتا ہی ہاتھ جو عضو معروف ہی و بمعنے قدرت و بمعنے نعمت و بمعنے تائید و بمعنے ملک و بمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے
تو جناب باری تعالےٰ کی شان مین محال ہین اور فرقہ مجسمہ و یہود جو او تعالےٰ کی شان مین جسم و جسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر
(ان لہ عندنا یدا ۱۲ — ید اللہ علی الجماعۃ ۱۲ — بیدہ عقدۃ النکاح ۱۲)
بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہو سکتے ہین لیکن یہان بمعنے قدرت و نعمت و ملک مناسب نہین ہان بمعنے جود و سخاوت
مناسب ہین جیسا کہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابو الحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین اور اُن کی
ماہیت نہین معلوم لیکن قطعًا و یقینًا وہ اعضاء و جوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیسا کہ فرقہ گمراہ مجسمہ و یہود اعتقاد کرتے
ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہی کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی
اور یہ مذہب جید و قوی ہی بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہی وہ مراد ہی جیسے عرش کی لفظ
سے جو تصور مین آتا ہی یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہی بلکہ وہ تخت ہی جسکی ماہیت و صورت وہم و گمان سے خارج ہی جیسے دیگر
صفات الٰہی علم و قدرت و سمع و بصیر کا حال ہی جیسے ذات الٰہی عز وجل تصور و قیاس و گمان و وہم سب سے پاک برتر ہی ویسے ہی اسکے جملہ
صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علما نے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث ابی ہریرہ رضہ مین
ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملای لا تغیضہا نفقۃ سحاء اللیل والنہار ارایتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم ینقص ما بیدہ
وکان عرشہ علی الماء و بیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع و یخفض رواہ البخاری و مسلم اور کثرت سے احادیث و آیات ہین جنمین ید و وجہ

عذاب کریگا اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس مین رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ نہ روکین مگر آنکہ یقینی جان لو کہ اللہ تعالے ان سب کو اس عذاب مین مبتلا کریگا ۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ ربانی وہ علماے عارفین ہین جو جانب حق سے مخلوق کے اندازہ و مقدار کو جانتے ہین اور احبار وہ لوگ ہین جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہی

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ط غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا م بَلْ يَدٰهُ

اور یہود کہتے ہین اللہ کا ہاتھ بندھ گیا اُنھین کے ہاتھ باندھے جاوین اور لعنت ہے اُنکو اس کہنے پر بلکہ اسکے دونون ہاتھ

مَبْسُوْطَتٰنِ لا يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ط وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

کھلے ہین خرچ کرتا ہے جسطرح چاہے اور اس حکم سے جو تم کو اُترا

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ط وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

تیرے رب کی طرف سے انکو بڑھیگی شرارت اور انکار اور ہمنے ڈال رکھی ہے اُنمین دشمنی اور بیر

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ لا وَيَسْعَوْنَ

قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے اللہ اُسکو بجھاتا ہے اور دوڑتے ہین

فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

ملک مین فساد کرتے اور اللہ نہین چاہتا فساد والون کو

اللہ تعالے نے یہود سے توریت مین مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہو تو ضرور اسپر ایمان لاوین اور نصرت و مدد کرین پھر انکے علما نے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہوجانے کے ڈر سے انکار کیا کہ اُنکی آمدنی و پیری جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت و صفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور مین آئین پس جس ٹُر سے انھون نے چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالے نے اُنپر ڈالی کہ مال سے اُنکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نمانا تو اللہ تعالے نے انکو محتاج کرنا شروع کردیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالے نے ان کافرون کا قول بیان فرمایا ۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۔ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونون ہاتھ اُٹھاکر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردودنے جو مغلولہ کہا تو معنے یہ کہ مقبوضہ ہین یعنے ہاتھ کھینچے ہوے ہین اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہ تھی کہ وہ بخیل ہے نعوذ باللہ من کلمات الکفر ۔ و تعالے ایسی باتون سے پاک ہے اور یہودیون کی یہ نئی بات نہین بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ۔ ویسے ہی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی کہ اسکے ہاتھ جکڑے ہوے بندھے ہین بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہے وہ روک رکھا ہے یہی مجاہد وغیرہ علماے تابعین نے معنے بیان کیے ہین اور صریح وہ ہے جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ شاس بن قیس یہودی نے کہا کہ تیرا پروردگار بخیل ہے خرچ نہین کرتا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالے کو فقیر بھی کہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپڑ مارا تھا ۔ بالجملہ یہ یہودیون کا

جو قوم حضرت خالق عز و جل کی جناب مین توحید و ایمان سے سر جھکانے والی تھی وہی اس حال مین اپنے آپکو خوار کیے ہوئے ہے اب اگر ہمارے عیوب سے دفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے کے فضائل مین دفتر بھرے ہین بالجملہ اسلام و دین محمد صلعم اپنی سچی خوبی پر ہے لیکن عموماً جو اہل اسلام نظر آتے ہین انکو اور ہمکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کرے اور یہود و نصاریٰ کی بدخصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموماً یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات نہایت خراب و معصیت تھی اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۔ اور بہت بری ہے وہ چیز جو یہود کے سرگروہ کرتے تھے یعنے عوام کو بری حرکتون سے منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین اُنسے عوام کو منع کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ جو آیات اسطرح مذمت مین وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہے ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہے اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کی کسی نیکوکاری کی تعریف ہے وہ بھی اہل اسلام کو تعلیم ہے اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھتے و نکالتے ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہے کہ یہی آیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہے اگرچہ شروع آیت مین یون ہے کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب توریت مین یہ کہ الی آخر الآیۃ۔ لیکن چونکہ آخر آیت مین بصیغۂ عموم فرمایا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی اور ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرنیوالے گذرے انکا انجام ایسا خراب ہوا پس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجزہ و انتہائے درجۂ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا ہے بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو ابن عباسؓ نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاکؒ نے بھی روایت کی ہے اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہ سے برباد ہوے کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے اُنکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے اُنکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی اچھی باتون کے بجا لانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اُسوقت کے آنے سے کہ تمپر وہی بلا نازل ہو جاوے جو انپر نازل ہوگئی اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسیکی موت کو وقت سے پہلے لاتا ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابوداؤد اور جریرؓ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد جو ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے روکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب مین مبتلا کردیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ آپسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھانے و منع کرنے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نہ کرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یاایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دارمدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ لولا ینہاہم الربانیون الآیہ۔ ربّانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے عذاب و ثواب کے جاننے والے ہون یعنے جنکو عرف مین اولیاء و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح خوش زبانی سے جھڑکی سے مال سے مارنے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس پر نچھوڑین و نافرمانیون سے منع کرین اور صاف فرمادیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو ضرور اسکو اللہ تعالے

لوگونکا ٹھکانا بہت بدتر ہی کیونکہ دوزخ ہی اُنکا ٹھکانا ہی۔ وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ۔ اور نہایت گمراہ ہین سواء السبیل سے یعنے راہ حق سے اور اصل سواء بمعنے وسط ہی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوے ہین

وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَهُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ

اور جب تم پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ

خوب جانتا ہی جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہت اُنہین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ‌ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ لَوۡلَا يَنۡهٰٮهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ

اور حرام کھانے پر کیا بُرے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے اُنکے درویش

وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ‌ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ

اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا بُرے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ۔ اے اہل ایمان جب یہود کے منافق تمھارے پاس آتے ہین۔ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا۔ تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہی سواے چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل ذرا ایمان کیطرف چلا تو وہ بھی منافق ہین کہ تمھارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین۔ وَقَدْ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ۔ حال یہ کہ تمھارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے وَهُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ۔ اور جب تمھارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین کہدیا۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ۔ اور اللہ خوب جانتا ہی جو نفاق وہ اپنے دلونمین چھپائے ہین۔ وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ۔ اور دیکھتا ہی تو بنظر تعجب کہ یہود مین سے بہتیرے ہین۔ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ۔ کہ جھوٹ بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہر طرح کی بیجا حرکتونمین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین۔ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ۔ اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین۔ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔ البتہ نہایت بدتر ہی اُنکا یہ عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا۔ لَوۡلَا۔ حرف زجر ہی ای ہلا۔ يَنۡهٰٮهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ منہم۔ یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین۔ عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ۔ اُنکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے۔ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ۔ اور حرام کھانے سے ف منع کیا کرین کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی مین اُنکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالے اہل ایمان کو ان قبائح اعمال سے پاک فرماوے و پاک رکھے۔ اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے و ظلم و تعدی کرنے و حرامخواری و رشوت ستانی کی صفتین اُن یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالے نے غضب کرکے انکو ملعون و بندر و سور بنادیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام مین بھی یہ بلائین پھیلین اور اُنھون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ بیشک بھی یہود و نصاری کے قدم بقدم چلیگی وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین افعال کی خرابی بدرجۂ غایت پہونچ گئی افسوس کردنی میں

آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۔ مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالے پر اور جو ہمپر اتارا
گیا اور جو ہمسے پہلے اُتارا گیا دیگر انبیاء سابقین پر ۔ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ اور تم مین اکثر فاسق ہین اور معنے یہ
ہین کہ تم نہین انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حال آنکہ یہ ایسی بات نہین جو انکار کی جاوے حاصل آنکہ ای یہود یو تم نہین
انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان مین داخل ہوے اور تم ایمان سے خارج ہوے اور فاسق وہی ہی جو طاعت سے خارج
ہوا اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے ای اہل کتاب تم نہین انکار کرتے
یا نہین عیب لگاتے ہو ہمپر مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالے پر اور قرآن پر و اگلے انبیا کیطرف اُتاری ہوئی کتابون پر حالانکہ
یہ کوئی طعنہ و عیب کی بات نہین ہی پس استثنا منقطع ہی اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے ای یہودیو تم کچھ منکر نہین مگر یہی کہ بہتیرے
تم مین سے فاسق و خارج از ایمان ہین اور ہم لوگ ایمان لائے ہین پھر فرمایا ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ ۔ کہدے بھلا مین تم کو خبر دیدون
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ ۔ اس سے بدتر کی ۔ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۔ از راہ ثواب کے اللہ تعالے کے یہان یعنے جس چیز سے
تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو اسکو اعتقاد رکھنے والون سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلا دون حاصل آنکہ بھلا مین تمکو بتلا دون
کہ جس دین والون کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہین پھر بتلا دیا ۔ ہو ۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۔ ہر وہ شخص ہی جس کو
اللہ تعالے نے لعنت کی یعنے غضب کر کے رحمت سے دور کر دیا ۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ ۔ اور
انہین سے بعضے بندر و سور کر دیے یعنے مسخ کر کے صورتین بگاڑ دین اور یہ لوگ یہودی ہین اور یہودی خود بیان کرتے ہین کہ
روز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کر دیا گیا تھا اسمین نافرمانی کرنے سے بندر ہو گئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے
سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاریٰ مین سے بھی سور کر دیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا
الحاصل اپنے زعم مین جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات پر کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہین تو انسے بدتر تمکو بتلاؤن وہ
قوم جسکو اللہ تعالے نے غضب کر کے ملعون کر دیا اور اسمین ظاہر صورت بھی مسخ کر کے بندر و سور بنا لیے اور جس قوم نے بت
پوجے چنانچہ فرمایا ۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔ ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ ۔ اور وہ بدتر ہی جسنے پوجا
طاغوت کو یعنے شیطان کو بایںطور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہین ہی کہ یہ لوگ انھین مسخ کیے ہوے بندرون
و سورون کی اولاد ہین کیونکہ جو مسخ ہوے تھے اُنکی نسل نہین رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ زندہ رہے
چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بندر و
سور انھین یہود کی نسل ہین جو مسخ ہوے تھے پس آپ نے فرمایا کہ نہین اور اللہ تعالے نے جب کسی قوم کو ملعون کر کے مسخ کیا تو پھر اُنکی
نسل ہرگز نہین رکھی ہی اور بندر و سور تو اللہ تعالے کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالے نے یہود پر غضب کیا
تو مسخ کر کے بندرون و سورون کے مثل کر دیا رواہ مسلم و ابو داؤد و الطیالسی و احمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل معنے یہ
ہین کہ ای اہل کتاب تم جو ہمارے دین مین طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہی کہ ہم اللہ تعالے وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے
ہین اسکے سواے کسی کی پرستش نہین کرتے ہین تو تم بھلا ہم مین کیا طعن کروگے تمھارا تو یہ حال ہی کہ شیطان تمنے پوجا اور نافرمانیان
تمنے اس درجہ سخت بدتر کین کہ ملعون ہو کر بندر و سور کیے گئے اسیواسطے فرمایا ۔ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا ۔ ایسے

صلعم نے اسکو سنا تو بھیجکر ہم سب کو پکڑ بلایا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور مین کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی آواز بلند سنی تو قوم نے میری طرف اشارہ کیا اور اُنھون نے سچ کہا پس آپ نے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا کہ کھڑے ہوکر اذان دے مین کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم و اس فعل سے نہ تھی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے بلاکر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک ابو محذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابو محذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابو محذورہ کی توندی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھین برکت کرے پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپ نے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت صلعم کی طرف سے مجھین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجاے اسکے آپکی محبت مجھین بھر گئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ۔ ندا رحق انھین خاص بندون کے کان مین آتی ہے جنھون نے ندا ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہے اور اسکا جواب دینا وہی جواب ہے جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہے اور یہی بھید ہے کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہے فلیتفکر واللہ اعلم استاد رح نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہے وہ اذان سنکر خوش و دل شاد ہو جاتا ہے اور جو حقیقت حال سے غافل ہے وہ اسکو لہو و لعب کے کانون سے سنتا ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ

تو کہہ اے کتاب والون کیا بیر ہے تمکو ہمسے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہم کو اُترا اور جو اُترا

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بُری جزا ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور اُنمین بعضے بندر کیے اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۤئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۤءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

یہود نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپ نے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ تعالے و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور اسمین عیسیٰ علیہ السلام کے سچے رسول ہونیکا بھی ذکر ہے تو جب آپ نے عیسےٰ علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قولہ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ ۔ کہدے کہ اے یہودیو هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ ۔ تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے ۔ اِلَّاۤ اَنْ

اہل کتاب کو اور کافرون کو اپنا ولی دوست ف الذین مع صلہ کے مفعول اول ہو اور مفعول دوم اولیا ہو یعنے ایسے لوگونکو اولیا دوست نبائیو
پھر جنکو دوست نبانے سے منع کیا اُنکی صفت کلی یہ بیان فرمائی کہ جنھون نے تمھارے دین کو ہزو اور لعب بنایا یعنے ایسی چیز بنالیا جس سے
ٹھٹھا وکھیل کرتے ہین حاصل یہ کہ اہل کتاب یہود ونصاری کو اور دیگر کفار آگ و بت وغیرہ پوجنے والونکو دوست مت بنائیو اور یہ بیان بر سبیل
تفہیم ہو کیونکہ یہ بات ظاہر ہو کہ سوائے اہل کتاب کفار کے دیگر بہت سے فرقۂ آتش پرست وغیرہ ہین کہ وہ بھی اپنی جہالت سے اسلام کی
شرع کو بدون غور کرنے کے ٹھٹھا بناتے ہین پس ظاہر ہوا کہ بدعتی وغیرہ جو ظاہر مین مسلمان بنتے اور نیچر کے لباس مین چھپے پھرتے ہین اور اذان
ونماز وغیرہ شرائع کو پرانا طریقہ کہکر ٹھٹھا کرتے ہین یہ سب انھین لوگومین شامل ہین اور خلاصہ کلام یہ کہ جس شخص کو دیکھا جاوے کہ دین اسلام
کی باتون مین سے کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ اسی حکم مین ہو ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اور تقوی رکھو اللہ تعالے سے باینطور کہ ایسے گمراہون سے
موالات چھوڑو ۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اگر تم سچے ایمان والے ہو ف توراہ توحید واسلام پر چلو کہ جو شخص راہ توحید کی
کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ دوست نہین بلکہ دشمن ہو ۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ ۔ ای والذین اذا دعوتم ۔ اِلَى الصَّلٰوةِ ۔ بالاذان
اور وہ لوگ ہین کہ جب تم بلاتے ہو نماز اداکرنے کی طرف اذان کے ساتھ تو ۔ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۔ نماز کو ہزو اور لعب
بناتے ہین یعنے اس سے ٹھٹھا کرتے اور آپسمین ہنستے ہین یعنے ایسے لوگونکی دوستی چھوڑو ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَعْقِلُوْنَ ۔ انکا یہ کھیل بنالینا اسی وجہ سے ہو کہ یہ قوم بے عقل ہین اُنکے پاس فقط حواس کام دیتے ہین جیسے جانورون کے
حواس کام دیتے ہین اگرچہ انکے حواس بہت سی چیزین بنانے مین بظاہر بہت خوبصورت نظر آوین جیسے بعضے جانورونکے کام بہت
عجیب وغریب ہوتے ہین اذان پر بھی بعض اہل نفاق وکفر نے تمسخر کیا تھا اور اذان پر ایسی حرکتین انھین لوگونکا کام ہو جو شیطان کے
پیرو ہین چنانچہ اذان سے شیطان کا بھاگنا اور بری حالت سے خوار ہونا احادیث صحاح مین مصرح ہو اور ابن ابی حاتم نے زہری سے روایت
کی کہ انھون نے اسی آیت سے اذان کا کلام مجید مین مذکور ہونا بیان کیا اور بعض نے کہا کہ قولہ اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة مین بھی
اذان مذکور ہو تو وہ مخصوص جمعہ کی لفظ کے ساتھ ہو اور یہان ہر نماز کے واسطے ہو سدی سے روایت ہو کہ مدینہ مین ایک نصرانی رہتا
تھا جب وہ مسلمانون کی اذان مین موذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ کا کلمہ سنتا تو کہتا کہ جل جاوے جھوٹا پھر ایک روز رات کو وہ
اور اُسکے گھر والے سوتے تھے کہ اسکا خادم آگ لایا اسمین سے ایک شرارہ اُڑا اور گھر مین نہایت جلد وتیز آگ لگ گئی نوکر تو نکل بھاگا اور
وہ مع گھر اور گھر والون کے جل مرا ۔ (رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر) خوب سچ ہوا کہ جو جھوٹا تھا وہی جل گیا اور محمد بن اسحق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ
صلعم سال فتح مکہ مین خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوے اور بلال رض ساتھ تھے حکم دیا کہ اذان کہے اور ابوسفیان بن حرب اور حرث بن ہشام وغیرہ
تین آدمی فناء کعبہ مین بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ فلان بزرگ تھا کہ ناگوار کلام سننے سے پہلے مرگیا ۔ اور حرث بن ہشام نے کہا کہ اگر واللہ
مین جانتا کہ وہ حق پر ہو تو مین اسکی پیروی اختیار کرتا اور ابوسفیان نے کہا کہ مین کچھ نہین بولونگا اور اگر بولا تو یہ سنگریزے میری خبر دیدینگے
پس اتنے مین آنحضرت صلعم نکلکر ان لوگون کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا جو تم نے باتین کین پھر وہ باتین بعینہ آپنے بیان کردین
تو عتاب وحرث نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین ہمارے پاس یہان کوئی نہ تھا کہ ہم یہ گمان کرین کہ اسنے جاکر آپسے
کہدیا ہو ابومحذورہ نے اپنا قصہ اسطرح نقل کیا کہ حنین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع لشکر جب واپس آتے تھے تو راہ مین ہم نے
بھی دیکھا پس ایک مقام پر حضرت صلعم کے موذن نے اذان دی تو ہم لوگون نے اسکی آواز پر ٹھٹھے سے آوازین لگائین اور رسول اللہ

صریح کہا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر ۔ یعنے سواے ابوبکرؓ کے دوسرے کسی کو پیشواے خلق بنانے سے اوتعالے انکار فرماتا ہی اور اوتعالے کے مطیع بندے جو مومنین ہین وہ بھی انکار کرتے ہین اور یہان سے بعض بدعتیونکا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ خلافت کبری حضرت علیؓ کو تھی اور خلافت صغری یعنی حضرات ثلثہ کو ہوئی ۔ اللہ تعالے ہدایت دے ان بیوقوفونکو جو دین مین خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہین قولہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون ۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالے کی طرف سے محبوب بنا لینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی محبت ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق مین آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایںطور کہ اوتعالے کی بندگی مین اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہرطرح آپ کی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق مین مومنون کی تولیت ودوستی واقع ہوئی بایںطور کہ انکے چہرون سے اسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالے واسکے رسول صلعم ومومنون کا محبوب ہی اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد ونصرت الہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا قاسمؒ نے کہا کہ اللہ تعالے سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ مومنین صالحین سے موالات ہو پس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اسکو موالات الہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث مین ہی کہ جسنے ہم مین سے یعنے مومنین مین سے بڑے کی تعظیم نکی وہ ہم مین سے نہین ہی اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہی قال المترجم حدیث مین آیا ہی کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود ونصاری کے حرکتین کریگی اور آثار قیامت مین بھی مذکور ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر طعن کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ نے سب سے پہلے اسلام مین یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگون پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ مین عموماً یہ بلا پھیل گئی ہی اللہ تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے قال الشیخ اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہین جو اللہ تعالے کی اطاعت مین ٹھیک قائم رہتے ہین اب اللہ تعالے نے موالات یہود ونصاری سے منع کرکے عموماً کافرون ومشرکون مع بدعتیون ومنافقون وفاسقون کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ

اے ایمان والو رفیق نہ پکڑو الیہود کو جو ٹھہراتے ہین تمھارا دین ہنسی اور کھیل اور جو

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ج وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہین اور ڈرو اللہ سے اگر

مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ط ذَٰلِكَ

یقین رکھتے ہو اور جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہراوین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہین

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ یہ خطاب ہی سچے مومنون کو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہین انکو بھی شامل ہی اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہین تھے یعنے اے ایسے بندے جنکی صفت ایمان الہی ہی ۔ لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۔ مت بناؤ ان لوگونکو جنھون نے تمھارے دین کو ہزوا ور لعب بنایا ہی اگلے

یوتون الزکوۃ سے اسکو حال ٹھرالا اور حالت رکوع مین اداے زکوۃ قرار دی وہ اسمین حضرت علی بن ابی طالبؓ سے ایک اثر روایت کرتے
ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل مانگتا ہوا گذرا تو آپنے اپنی انگوٹھی
اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید و طرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی تلخیص یہ ہی کہ اس اثر کو ابن ابی حاتم
و عبد الرزاق و ابن جریر و ابن مردویہ و ابو الشیخ و ابن عساکر نے روایت کیا ہی پس ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کہیل و رعتبہ بن ابی حکیم سے
روایت کیا اور اسناد ضعیف ہی اور ابن جریر نے مجاہد و سدی و ابوجعفر الباقر۔ و والبی عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب
بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک از ابن عباس حالانکہ ضحاک نے
ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہی اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہی
اور نیز ابن مردویہ و ابو الشیخ و ابن عساکر نے ابو رافع و ابن یاسر و حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ انمین سے کوئی روایت صحیح
نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعفا ہی اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لاتتخذوا الیہود و النصاریٰ
اولیاء الآیہ۔ مین گذرین اسمین معلوم ہوچکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہی **قال المترجم** بلکہ صیغہ جمع دلالت
کرتا ہی کہ خطاب مومنون کو ہی اور عبادہ بن الصامت اسمین داخل ہین لیکن اس سے کوئی منافات لازم نہین آئی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون
الصلوۃ سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم و حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم۔ **وَ
مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** یعنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی پکڑے اللہ و اسکے رسول و ایمان والون کو تو اللہ تعالیٰ
انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہی۔ **فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ** کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین **ف**
اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہی پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جہاد و لڑائی مین
کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہی اور کبھی کافر قوی ہوجاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی کے حقمین دنیا ایک راہ ہی اور موت پر یہ راہ ختم ہوجاتی ہی پس غلبہ
کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہی اور وہ فلاح دارین ہی اور ظاہر ہی کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے و اسکے رسول و مومنین کی ولایت رکھتے ہین اور جہاد کرتے ہین اور اعمال
خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہی خواہ وہ شہید ہوجاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہی اور اوتعالے نے یہ مفروض فرمایا ہی کہ انجام مین رسول ہی
غالب رہے خواہ باعتبار ظاہر و باطن دونون کے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہی اسلیے کہ انھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور
بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت و برہان کے ہی کہ حق ہمیشہ غالب ہی اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی چنانچہ دین اسلام سے کسی فریق کا فر و مرتد نے کبھی حجت و دلیل سے غلبہ نہین پایا ف
عرائس مین ہی کہ قولہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہی کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت مبذول فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب
ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہی کہ انھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہی اور مومنین
کی محبت یہ ہی کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان و مال سے انکے واسطے موجود ہین **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے
کی ولایت یون ہی کہ جسنے اس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ اوتعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان
بندہ میرا ولی ہی پس رسول پر واجب ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے حدیث مین ہی کہ حضرت
صلعم نے حضرت علیؓ سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہو رہی ہی اور وہ تو اپنے چچا زاد بھائی سے مشورہ مین مشغول ہین تو آپ نے
فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اسواسطے چھانٹا ہی اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کے حق مین

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
تمھارا رفیق وہی اللہ ہو اور اُسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں

الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ
زکوۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہین اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی

حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝
تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

عبد اللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑ دیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آنکہ اوتعالے نے انکو فہمایش کردی کہ یہود ایسی قوم ہو کہ انپر اللہ تعالے کا غضب ہی سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر انھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہو کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت و دیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہو چکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب انھون نے یہود یونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم و اہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود و نصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ تمھارا ولی اللہ تعالے ہی اور اُسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہو کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہو کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون بمعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہو لہذا راکعون بمعنے خشوع کرنیوالے ہین یا یہ معنے ہین کہ اول سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود ادائے فرائض کے نوافل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز انکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہو کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہو اور اولی یہ ہو کہ وہم راکعون ای والذین ہم راکعون یعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اور اقامت نماز فقط یہی ہو کہ جس نماز کو ادا کیا اسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ ہمیشہ بدون قضا کرنے کے ادا کرین لہذا بعد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تاکہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہین واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہو قولہ یوتون الزکوۃ سے تو معنے یہ ہونگے کہ ادا کرتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا حالانکہ مین نہین جانتا کہ علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہو کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے ایسا کیا کہ رکوع کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہوجائیگی پھر مترجم کہتا ہو کہ اگر اس کلمہ کے معنے یہ لیے جاوین کہ وہ نماز پر مداومت کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت سے موصوف ہین تو ہوسکتا ہو قال ابن کثیر اور بعض لوگون نے

یہ لوگ ضرور ہیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت سے اسی طریقہ وسنت پر چلتے ہین اسواسطے
کہ محبت کی شرط یہ ہیکہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اُسکی راہ پر اُسکی تابعداری کرے اور اس کلام مین ظاہر فرمادیا کہ جو مطیع موافق
نہو وہ محبت رکھنے والا نہین ہی اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے کہدے ای محمد صلے اللہ
علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرمادیگا اس آیت مین صحابہؓ وتابعینؒ مابعد والونکی شرف وبزرگی کھلیان
ہی اور اللہ تعالے نے ظاہر کردیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احبا کو محبوب فرمایا ہی اور ذات پاک اسکی موصوف بمحبت انلی
تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون وصفات سے اُس سے محبت رکھتے ہین ورنہ طرح اُسکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت کا جہانسے وجود ہی وہ قدم ازل
ہی اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہی اور اصل محبت کا وقوع از جانب باریتعالے
ہی بدون کسی علت کے یعنے نعمتین واحسان وغیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل وحرکت کیوجہ سے پیدا نہین ہوتی ہی اللہ تعالے نے
اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ اُنکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ اُنسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ ہونے
کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب یہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اُس سے محبت
رکھتے ہین تو اس طور پر ہیکہ اُنکے دلون پر اُسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہی یعنے اُنکے قلوب مین نور محبت سما جاتا ہی پس جب انکی ارواح کی
آنکھین سرمۂ محبت سے سُور ہوئین تو ان آنکھون نے عجیب بینائی پائی اور اسکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے مشاہدۂ
ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اصلی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہی سلامیؒ نے کہا کہ اُسی کے
فضل محبت سے اُنھون نے اُسکی محبت مین اپنے آپ کو قربان کیا اور اُسیکی یاد کے فضل سے اُنھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو
فراموش کردیا۔ یوسف بن الحسینؒ نے فرمایا کہ محبت ایثار ہی قال المترجم مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑکر اُسی کو اختیار کیا اور
محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہو سکتی کہ بہت جاہل یہین خبط ہوتے ہین ~ عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن
گندم بود + اور محبت ایمانی فنائے نفس ہی اور اختیار محبوب ہی اسی محبت کی شان ہیکہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انسؓ
نے کہا کہ صحابہؓ کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکرؓ وعمرؓ کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ
میرے اعمال ویسے نہین ہین (رخ) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت وایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اُسکے دوستون سے تواضع
رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین پھر ذکر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین
قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اُسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے
بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب اوصاف کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ انکی کسی ذاتی استحقاق
سے نہین بلکہ محض فضل ورحمت سے ہی جیسے اپنی محبت کی وجہ سے انکی محبت بیان کی شیخ ابوبکر وراقؒ نے کہا کہ جہاد تین طرح کا ہی ایک تو
جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد یہ ہے کہ
قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اُس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہی کہ بندگی سے کسی حال مین فتور نہو اور شیطان
پر جہاد اسطرح ہی کہ تجھ مین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اُچک لیجاوے پھر اللہ تعالے نے یہودیونکی دوستی
سے بیزاری ظاہر کرکے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

مختلف ہین اور اُنسے یہ ظاہر ہی کہ مراد خصوص اُن لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہی یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی
صفات سے یہ اقوام بھی قریب قریب متصف ہین کیونکہ او تعالے نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہر حال ایک رئیس کے زیر حکم ہون اور منجملہ
اُنکی صفات کے یہ قرار دیا کہ یجاہدون فی سبیل اللہ۔ یعنے یہ اوصاف اُنمین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف و تاویل کے
یہ بات صادق نہین ہی اور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہی کہ مراد شمول ہی اور محمد بن کعب سے مروی ہی کہ
وہ قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہوگئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ کی حالت کے بیان مین
اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و اُنکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہی جنھون نے مرتدون پر
جہاد کیا اور شمول اسمین ہر اُس قوم کا ہی جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء
علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ انبیاء مین سے ایک
نبی کے قائم مقام ہوے جب حضرت ابو بکرؓ نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اُسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر
کیونکر جہاد ہو سکتا ہی بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بشیار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اُٹھائی تھی
غرض کہ سبنے اختلاف کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے تنہا اُنپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کرکے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ
اُنکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالے نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پھر انتہا مین ہمنے
حضرت ابو بکرؓ کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت
رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اونچے کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ مدبر کیا جاؤن اور حکم دیا
کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالے کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے نہ ڈرون
اور حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیر عرش سے ہی (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہی کہ مومن کو نہین چاہیے
کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اُٹھا
نہین سکتا ہی کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہی اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی
رخصت کو اختیار کرے شیخ ابن الہمام رحنے فتح القدیر مین آیات و احادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہے اور سختی ہر جگہ و ہر وقت آدمی کو مغلوب کردیتی ہی۔ بالجملہ
ہر مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہانتک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرا دے
اور ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم۔ ذٰلِكَ۔ یہ جو اوصاف مذکور ہوے۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
اللہ تعالے کا فضل ہی جسکو چاہے دیدے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ اللہ تعالے کا فضل وسیع ہی اور وہی خوب جانتا ہی کہ کون
بندہ و کون قوم اُسکے لائق ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اسمین اسلام سے مرتد ہوجانے
والون کو توبیخ ہی کہ انکو اللہ تعالے کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہوگئے اور اسمین خبر دیدی کہ او تعالے ایک ایسی قوم
لاویگا کہ ازل ہی مین اُنکو محبوب کرلیا ہی اور وہ لوگ بھی اللہ تعالے کے محبوب کرنے سے او تعالے عز وجل سے محبت شدید رکھتے ہین اور

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونوں طریقے صحیح ثابت ہیں اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا پھر جانا - اور حاصل آنکہ ای ایمان و الوجوہ گیا مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ - تم میں سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالےٰ اُسکے بجائے قوم محبوب لاویگا جیساکہ آگے فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہ خبر دی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالےٰ کو علم تھا چنانچہ نبی صلعم کے قریب زمانۂ وفات میں اور بعد وفات کے عرب کے بہتسے گروہ مرتد ہوگئے پس چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہاں لکھا کہ کافروں سے موالات کرکے بے ایمان ہوجانیکے بعد عام طور پر بموالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہوجانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ کے علم غیب کے موافق واقع ہونے والا تھا اُسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہے کہ مرتدوں کے بدلے اللہ تعالےٰ ایک گروہ مضبوط سچے مومنوں کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم میں قوم بنو مدلج اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمۂ کذاب اور بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوے اور زمانۂ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سات فرقے عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجاءہ بن عبد یا لیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی قوم بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ اور حطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سب قوموں کو بعد محاربۂ عظیم کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانۂ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں مرتد ہوکر ملک شام کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہوگئی پھر اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدوں کے عوض میں ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ - بدلہم - بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ پس لاویگا اللہ تعالےٰ بدلے اُن مرتدوں کے ایسی قوم کو کہ جنکو وہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہیں - واضح ہو کہ یہاں صریح ظاہر ہے کہ محبت ایک صفت خاص ہے جیساکہ اکابر صوفیہ و اہل تحقیق کا قول ہے اور یہاں تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہے تو ایسی تاویل بعید ہے تحقیق یہی ہے کہ ایک صفت خاص ہے کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالےٰ دانا تر ہے اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہے تو آگاہ ہوجاتا ہے بالجملہ اس قوم کی ایک یہ تعریف ہے کہ وہ تعالےٰ اُنکو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کو محبوب رکھتے ہیں اور دوسری صفت یہ کہ - اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ - یعنے عطوفت و مہربانی فرمانے والے ہیں مومنوں پر اور - اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ - یعنے سخت و شدید ہیں کافروں پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف میں سورۂ فتح میں فرمایا - اشداء علی الکفار رحماء بینہم - یعنے کافروں پر نہایت سخت و شدید ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہیں پھر تیسری صفت یہ کہ - يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں چوتھی صفت یہ کہ - وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ - اور نہیں خوف کرتے ہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقوں کے کہ وہ کافروں کی ملامت سے خوف رکھتے ہیں پھر مفسرین میں اختلاف ہے کہ یہ کون قوم ہیں بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہیں بقرینۂ سوف یاتی اللہ - یعنے آیندہ وہ لائے جاوینگے اور مفسر رح نے لکھا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا و اشار الی ابی موسی الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت میں حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ اس شخص کی قوم ہیں اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم و ابن ابی حاتم و ابن جریر و ہو فے الصحاح ایضًا) اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہیں اور مجاہد رح نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے ہے قال المترجم روایات

اور ہر شخص مین سے انہا رعب تک بے کھٹکے جایگا کہ سوا اللہ عزوجل کے اسکو کسی سے خوف نہوگا لیکن منافقونکو امتحان مین ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہی کہ اللہ تعالے ملک فتح کردے۔ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف یعنے منافقونکا پردہ کھولدے کہ وہ سب مین سے سواہون اور سدی نے کہا کہ فتح سے ملک کا فتح ہونا مراد ہی پس منافقونکو جو غلبہ مشرکین قریش کا اور امر اسلام پورا انہونیکا شک تھا وہ ردکردیا اور قولہ امر من عندہ سے مراد یہ کہ یہود و نصاری پر جزیہ باندھے جانے کا وعدہ دیا پس منافقونکو جو انکی شان وشوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی خوار ہونگے منافقونکی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقون نے جو اپنے دلون مین خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل مین نفاق اور کافرون کی موالات رکھتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ تو یہ منافق لوگ اپنے دلون کی پوشیدہ کی ہوئی باتون پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر وفکر کا ہی جو برخلاف حکم خدا ورسول کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا وہوشیار سمجھکر نکالتے ہین چنانچہ منافقون کا حال پہلے پوشیدہ تھا انھون نے اپنی رائے سے دہ باتین نکالین جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا ورسول تھین پس وہ درحقیقت عین فساد تھین کہ آخرکار دنیا ہی مین اللہ تعالے نے خالص مومنین کو انکا حال ظاہر فرمادیا۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ۔ واضح ہو کہ بصری قراء کی قراءۃ مین ویقول بواو ہی اور شامی وحجازی قراء کی قراءت مین بدون واو ہی اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا واو ہو اگر بالرفع ہی تو استیناف ہی یعنے از سر نو جملہ شروع ہوا اور بالنصب مین عطف ہی یاتی پر یا ان یاتی وان یقول الذین آمنوا یعنے مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقونکو کہین کہ۔ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ کیا یہی لوگ ہین کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ فی الدین ۔ دین مین بیشک بالتحقیق ہم تمہارے ساتھ ہین ف حالانکہ اب ظاہر ہو گیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۔ انکے اعمال سب مٹگئے جمہور مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ ان منافقون کے وہ اعمال جنکو انھون نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر کیا تھا سب باطل ونیست ہوگئے۔ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۔ یعنے دنیا وآخرت مین برباد ہوے چنانچہ دنیا مین تا قیامت بدنام وفضیحت ہوے اور آخرت مین کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجاے اسکے دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ مین آگ کے صندوقون مین شکنجہ کرکے ڈالے گئے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ

اے ایمان والو جو کوئی تم مین پھریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک لوگ کہ انکو چاہتا ہی

وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ

اور وہ اسکو چاہتے ہین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر لڑتے ہین

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

اللہ کی راہ مین اور ڈرتے نہین کسیکے الزام سے فضل ہی اللہ کا دیگا

يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہی خبردار

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ ۔ نافع وابن عامر نے یرتدد ۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیون نے یرتد بادغام

موالات مت کرو انکی موالات جو بمقتضاے کفر ہی انھین کے درمیان جاری ہی اور انھین کی حالت کے لائق ہی وہ تمھارے حال کے لائق
نہین لیس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ انھین کے مانند ہوجاؤ اسیواسطے فرمایا ۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ
اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی انھین مین سے ہی ف یعنے دین کے حکم مین اسکا و انکا حکم یکسان ہی اور
یہ مانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھین مین سے ہی یہ حدیث کثرت طرق سے بدرجہ حسن ہی
اور تفسیر مدارک و ابوالسعود وغیرہ مین ہی کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہی کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی دلی و موالات قلبی نہ رکھین اور
جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام کے حکم مین شامل ہین
اور ابن عباس رض سے مرفوع روایت مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہی جو اسلام مین زمانہ کفر و جہالت کی رسم و راہ
کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہی اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا ۔ إِنَّ اللَّهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کرکے اپنی جانون پر ظلم
کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچارہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوجاوے اور اسکو معلوم
بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھدی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبداللہ بن عتبہ) اور ابوموسی اشعری رض سے روایت ہی کہ انھون نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہی تو حضرت امیرالمومنین رض نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی مرد
دیندار کیون نہین رکھا (کما رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رض سے من طریق عکرمہ روایت ہی کہ انسے نصارائے عرب کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا
گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم ۔ یعنے جائز نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابوالزناد سے اسکے
مانند مروی ہی اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہوچکی ہی
فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ ۔ اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہی
کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک ہر دگی منافق لوگو نمین نظر آتا ہی چنانچہ ہر زمانہ مین اس کا
نمونہ موجود ہی ۔ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور لباس
و چال و چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہی کہ منافقون کی رغبت انکی موالات مین اس درجہ ہی کہ گویا وہ
انھین مین داخل ہوجانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذار انھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہی یعنے يَقُولُونَ
نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۔ یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہم کو
خوف ہی کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے
موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین
دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدہ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کردیا بقولہ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ
بِالْفَتْحِ ۔ یعنے قریب ہی کہ اللہ تعالے فتح دیوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے امتحان
مین امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہی پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث
صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی مت کرو تمام عرب مین دین توحید و اسلام پھیلیگا

کلمۂ ایمان ظاہر کرتے تھے اسواسطے اُنکو صورت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ کہ خطاب تاقیامت سبکو عام ہی اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق ہین کیونکہ یہی لوگ باطن مین یہود و نصاریٰ سے دلی دوستی رکھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبہم مرض چنانچہ عنقریب آتا ہی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عبد اللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک روز کہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہی اور مین گردش زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہوگیا **شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوا اسکے کہ حضرت صلعم و چند صحابہ آپ کے ساتھ قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپسمین گفتگو کی اور اُنکو شیطانی وسوسہ سما گیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جاکر گاڑھی دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہی کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ مین ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کر کے نصرانی ہونگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائین **قال المترجم** یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہؒ سے روایت ہی کہ آیۃ ابو لبابہ بن عبد المنذر کے حق مین اُتری کہ یہود بنی قریظہ سے زمانۂ جاہلیت مین اُنسے دوستی تھی اُنکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اُترین تو اُنھون نے ابو لبابہ سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اُنھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤ گے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابو لبابہ سچے مسلمان تھے لیکن اُنسے یہ حرکت بمقتضاے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہی اور تحقیق یہ ہی کہ سبب نزول وہ واقعہ کہلاتا ہی جسکے بعد آیت نازل ہوئی تو جسقدر اقوال مذکور ہوے شاید اُنکے بعد آیت اُتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد اور زہری سے روایت کی کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبد اللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو اُنکی دوستی سے بیزاری نہین کرسکتا کیونکہ اُنکی موالات سے چارہ نہین ہی اور اُسکا بیان وہ ہی جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے حضرت صلعم سے معاہدہ کر لیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر چند روز بعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز و خوار ہوکر اپنے قلعون سے اس شرط پر اُترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کردے وہ منظور ہی پس عبد اللہ بن اُبی ابن سلول نے اُنکے بچانے مین بہت ہی جد و جہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے اُنکی موالات کی ضرورت ہی اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے حضرت صلعم سے یہودیون و اُنکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون و اُنکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہؓ اور ابن ابی منافق کے حق مین سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء۔ **بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ بَعْضٍ** یہود و نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین **ف** اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے عداوت کرنے مین یہود و نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت و مدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد اینکہ یہود آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ موالات دُنیاوی مراد ہی کہ معاملات دُنیا مین انکا یہ برتاؤ ہی ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاریٰ کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہی اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل یہ کہ ای ایمان والو تم یہود و نصاریٰ

استعداد اسکا قرب مزید ہے اور جس شرب کے لائق ہے اسی شرب سے پہونچتا ہے پھر جو شخص طریق سنت پر مستقیم رہا تو وہ جناب باری تعالےٰ تک پہونچ گیا اور جو ٹیڑھا چلا وہ راہ شیطان میں پڑ گیا اور راہ راست سے بھٹک گیا **شیخ ابو یزید بسطامی** قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف راہیں بتعداد مخلوقات ہیں ولیکن سعید و جنتی وہ ہے جو اتباع نبوت کی راہوں میں سے کسی راہ کو پا گیا شیخ استاد نے قولہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ میں کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو تمہارے مراتب برابر کر دیتا ولیکن تم میں تفاوت اس سبب سے کر دیا کہ تم کو امتحان کرے اور اسی امتحان کی وجہ سے تمکو آپس میں فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات میں کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیر میں کوشش کرے پس عابدون کے حق میں سارعت یہ کہ عبادات و وظائف میں کوشش کریں اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کریں اور بعض نے کہا کہ زاہدون کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کریں یعنے تجرید میں کامل ہوں اور عابدون سے سبقت یہ ہے کہ خواہش قطع کریں یعنے زاہد ہوں اور عارفون کی سبقت یہ ہے کہ خود بینی سے خارج ہوں اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق و دنیا و عقبیٰ سب فراموش کر دیں **قال المترجم** مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیاں حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالیٰ میں مسارعت کریں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ
اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصاریٰ کو رفیق وہ آپس میں رفیق ہیں ایک دوسرے کے

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○
اور جو کوئی تم میں اُنسے رفاقت کرے وہ اُنھیں میں ہے اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا
اب تو دیکھے گا جنکے دل میں آزار ہے دوڑ کر ملے جاتے ہیں اُنمیں کہتے ہیں کہ ہمکو ڈر ہے کہ نہ آجاوے ہمپر

دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا
گردش سو شاید اللہ جلد بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو فجر کو لگیں اپنے جی کی چھپی

فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ○ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ
بات پر پچھتانے اور کہتے ہیں مسلمان کیا یہی لوگ ہیں کہ قسمیں کھاتے تھے اللہ کی

جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ○
تاکید سے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں خراب گئے اُنکے عمل پھر رہ گئے نقصان میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ اے ایمان والو ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۔ مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو اپنے اولیاء ف جمع ولی بمعنے دوست و راز دار ۔ یعنے یہود و نصاریٰ کو تم اپنا راز دار دوست مت بناؤ پھر مفسرین نے اسمین کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہے جو درحقیقت مومن ہیں یا اس سے ایسے لوگونکو خطاب ہے جو فقط ظاہر میں زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہے کہ مومن خالص و منافق دونوں کو شامل ہے پس بعض نے کہا کہ سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود و نصاریٰ کو دلی دوست نہ بناویں اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اُسکے آثار آدمی میں ظاہر ہوتے ہیں لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہے اور چونکہ زبان سے وہ لوگ

ع ۸

عارفہ اور عقول نورانیہ ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہین پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض
کیلیے حکمت اور بعض کیلیے کلام وخطاب اور بعض کیلیے معرفت ومحبت اور بعض کیلیے عظمت وکبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہین پھر اُن کے
لیے مناہج یعنے نورانی راستے ہین کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسمار سے
نعوت کی طرف اور نعوت سے اسمار کی طرف اور اسمار سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہین تاکہ ہر ایک اپنے ذوق ومشرب کے موافق
معرفت حاصل کر لے پھر انہین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہوسکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہی تو انہین باہم موافقت
ہی اور جنہین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انہین آپسمین جھگڑا بھی ہوجاتا ہی اسی وجہ سے علماء ربانی مین
باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہی اور یہ اللہ تعالے کی غیرت قدیم ہی تاکہ بندونمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار
خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سوائے اُس پاک تعالے کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہی جو اعلی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہی اور
اُس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالے کی مراد کو متفاوت وجوہ پر جو درحقیقت ایک ہی سلسلہ ہین ہر صرف نزدیکی مین فرق ہی
لوگ حاصل کرلاتے اور یہی مشہور نکتہ ہی کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہی قال المترجم اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ
صواب پر ہی اگرچہ انہین بعض کو زیادہ قرب ہی اور اجتہاد مین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ مشارب
جداگانہ کے واسطے روا ہی کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال
یہ ہی کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہی تو ممکن ہی کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہی جو حدیث مشہور مین وارد
ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن صحیح ہی پھر ہر شخص جانتا ہی کہ مطلوب ایک
ہی باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید آمین یہی ہی جو اوپر بیان ہوا ہی اور یہ مقام نہایت لطیف ہی اور بسیط تحقیق چاہتا
ہی لیکن گنجایش نہین اور اہل فکو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہی ۔ واللہ یہدی من یشاء ۔ قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ۔ چونکہ اسرار معرفت
بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت وغضب کے مظاہر مختلف کیے کہ انہین عندیت ہی راہ رحمت مین مومن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین
اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور
جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع ظہورات کے مظاہر ہوں پس ایک ہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم ۔ پس نعمت
توحید مین اپنی اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات ۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین ۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو
حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہی اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کی بہتری حاصل کرنے مین جلدی کرو پھر ان کو عین
جلال کی طرف متفرد کیا بقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا ۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات مین حضرت او تعالے کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب
ومعرفت حاصل کرو اور وہان تمہارے درجات آپسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف وعلوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید
عنایت سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون ۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ
لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ۔ مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہی قال المترجم شیخ جنید رح کا قول ہی کہ
الطرق الی اللہ تعالے بعدد انفاس الخلائق ولا تفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول ۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ بحضرت باری تعالے
خاص ہی اور یہ راستہ کھلتا نہین مگر اُسی شخص کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر آپکی پیروی مین اخلاص مزید ہی

جواب یہ کہ نہیں بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان تجکو حکم کرنے کے لیے حکم حق مل جاوے اور
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہو اب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہیو کیونکہ شیطان کی پیروی والے دھوکا دیا کرتے ہین
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ اور پرہیز رکھیو اس سے کہ تجکو وہ لوگ فتنہ مین
نہ ڈالین یعنی اُس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمائے ہین
اُنمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے خلاف کرنا بھی نہین ہے کیونکہ
یہ کل سے مخالفت ہوگی اگر عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہی اگرچہ باقی کا انکار نہ کرے
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کر دیجیے
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ وہوشیار کر دیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرینگے
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت ومکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے ۔ پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہی اگر اُس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوا باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۔ تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہو چکا
ہی کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض انکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچاوے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہی یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہی وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔ اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہی کہ رب عزوجل کے دائرۂ توحید وطاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلہ کے خواہشمند ہوے
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۔ یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہی کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیاء تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہی اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہی یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہی اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے ۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ۔ اور کون ہی اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہی مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو وہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر ومشرک کے جو اپنی رائے کے اٹکل لڑاتے ہین اور بسبب بیعقلی کے اپنی رائے کو مرجح ٹھہراکر شیطان ونفس کے بندے ہوجاتے ہین ف قال
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ۔ شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہی اور دوم وہ کہ جنسے روح
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہی پھر وضو وغسل وذکر زبان وتلاوت قرآن ونظر صنعت الٰہی وقدم براہ جہاد وحج وغیرہ سے شریعت طہارت
جسم ہی اور اسی مین معانی سے کمال روح ہی اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبانسے پڑھے اور دل سے غور رکھے تاکہ شریعت کی شرع
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہی پھر اعمال ظاہری مانند روزہ نماز کے خود ظاہر
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رہنے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم وبقا کے آب حیات پر پہونچنے کے واسطے ارواح قدسیہ اور قلوب

بندون کے حقائق و اُنکی ظاہر و پوشیدہ خواہشون سے آگاہ ہے اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اسوقت کی امت
کے واسطے ایک شرع و قاعدہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلیتے تو انکی دینا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے
نہین بلکہ او تعالے کے مطیع بندے ہین پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول
شرع سے جو کچھ چاہا منسوخ کردیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ او تعالے نے اپنے ایک بندۂ خاص
رسول کریم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کرکے تمام روے زمین انسان و جن سب پر آپ کی
متابعت فرض کردی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرماکر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اُسکے مثل دیگر آیات اس
امر پر دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالے شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا الآیۃ ۔ و اُسکے مانند
تو مراد اس سے توحید و اسلام ہے اور فروع او امر و نواہی مراد نہین ہین **قال المترجم** جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین
اور ہمپر بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجح اس بحث کا لفظی ہے کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی
ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہے کہ خالص بندے جو اُسکا حکم
مان لین لہذا فرمایا ۔ **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ** ۔ پس جلدی کرو خیرات کی طرف ف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کرو مراد
آنکہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو ست کرو **وقال ابن کثیر** وہ طاعت الٰہی و اتباع
اس شرع کی ہے جسکو اللہ تعالے نے متقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کردیا ہے اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ
اللہ تعالے نے خبردی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آیندہ وہ منسوخ ہوتی گئی ہے پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب
اگلی شرائع کا ناسخ ہے تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجاوے یہ اسی قرآن مجید و شرع
آخری کے موافق ہے اور آیندہ قیامت ہے ۔ **إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا** ۔ اللہ تعالے ہی کی طرف تمھارا سب کا مرجع ہے ف یعنے
بسبب اُٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالے ہی کیطرف واپس ہوگے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۔ تو اللہ تعالے تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے ف یعنے
امر دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالے کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے
اور بدون تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اُسکے
کامونکا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پاوینگے ۔ **وَأَنِ احْكُمْ
بَيْنَهُمْ** ۔ یہ عطف ہے الکتاب پر اے انزلنا الیک الکتاب بالحق وان احکم ۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی
کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نہ کرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی ہی ابن عباس رضی سے
روایت ہے اور ابن الجوزی رح نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین بالجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر **بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ** ۔ موافق اسکے جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش
نفس کے مطابق بنائی ہین اُنکی پیروی مت کر ف اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ اُنکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ
امت و اے حاکم عدل و انصاف پر چلین اور خلاف حکم الٰہی کی پیروی نہ کرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا پھر یہان کرر

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہیں چلتا ہے تو قرآن کو حاکم کیا۔ **فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ** ۔ پس ای محمد تو ان لوگوں کے درمیان اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالے نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور مین اپنا مقدمہ لاوین تو اُن کے درمیان حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انہین فیصلہ کر اور واضح رہے کہ سنت رسول اللہ صلعم بھی اسی مین شامل ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ مجھے قرآن و اُسکے ساتھ اُسکے برابر اور دیا ہے حق یہ ہے کہ سنت رسول اللہ صلعم وحی خفی ہے جو قرآن کے مخفی معنی کو ظاہر کرتی ہے پھر بینہم کی ضمیر مفسرؒ نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے عام لوگون کیطرف راجع کی یعنی قرآن کے موافق لوگونکے درمیان حکم کر خواہ عرب ہون یا عجم خواہ کتابی ہون یا غیر کتابی پھر اوپر مذکور ہوا کہ اہل ذمہ جو مسلمانونکے ماتحت ہین اگر وہ حاکم اسلام کے پاس مرافعہ کرین تو انہین حکم الہی کے موافق حکم دینا واجب ہے چنانچہ حکم دیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ۔ **وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ** ۔ اور مت پیروی کیجیو اُنکے اہوا کی یعنے اُنکی راے کی جو اُنھون نے گڑھ لی ہین۔ **عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ** ۔ عدول کرتے ہوے اس چیز سے جو تیرے پاس آچکی ہے حق سے ف یعنے حق سے عدول کر کے اُنکی گڑھی ہوئی راے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہے لیکن مراد اس سے آپکی امت کے لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکی راے کی پیروی نہین کی اور نہ ممکن تھا۔ **لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ** خطاب اُمتونکی طرف ہے مانند یہودی نصرانی اور مسلمان۔ **شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا** یعنی ای امتو تم مین سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس سے کسی چیز کیطرف ابتدا کیجاوے اور شرع وہ جس سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہونچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہین اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ ہے کیونکہ اس سے آب حیات ابدی تک پہونچ جاتا ہے اور یہانسے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضاے الٰہی ہے اس سے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ نورانی ہے پھر اس طریقہ کو طے کر کے حقیقت مراد کو پہونچتا ہے اور خلاصہ یہ کہ ای لوگو تم اصل مقصود دین ایک ہے اور وہ توحید الٰہی و معرفت ہے اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام لاے مشتمل حلال و حرام کا فرق ہے تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہین اور اصل مقصود واحد ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہین ہمارا دین ایک ہے یعنی ہم سب توحید پر ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ اور فرمایا۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ پس حقیقت و مقصود مین تو سب متفق اور شرائع مین جو اختلاف ہے تو حکم او امر و نواہی مین ہے چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع مین حلال کردی اور کسی شرع مین حرام کردی اور کسی مین خفیف اور کسی مین شدید کردی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور وہ دین جسکے سواے اللہ تعالے کچھ نہین قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہے کہ اسی کے واسطے سب رسول آے تھے۔ **وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً** ۔ علی شریعۃ واحدۃ ۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کردیتا۔ **وَلٰكِنْ** ۔ فرقکم فرقا **لِيَبْلُوَكُمْ** ۔ لیختبرکم۔ **فِي مَا آتَاكُمْ** ۔ ولیکن تفریق کردیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ امتحان کرے تمکو اس چیز مین جو تمکو دی ہے ف یعنے مختلف شرائع حاصل اُنکہ اسواسطے تمھاری شریعتون مین اوامر و نواہی مختلف کردیے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون تم مین سے اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کردی اگرچہ ابتداے اسلام مین حرام نہ تھی پھر جسوقت حرام ہونے کا حکم آیا اسیوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہادی اور برتن توڑ دیے پس یہ لوگ مطیع بندے تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہے اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو بالیقین دنیا کا کوئی انتظام باقی نہ رہتا پھر جنھون نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٰہی سے خارج و مردود ہوے اور جنھون نے احکام الٰہی کی پابندی کی وہ اللہ تعالے کے بندے مقبول اور آخرت مین کرامت کے ساتھ ہون گے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ او تعالے

ف اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر وحی بھیجتے تھے ہم اسکی طرف کہ بیشک نہین ہے کوئی معبود سواے میرے پس میری ہی عبادت کرو [illegible]

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ

مت چل اُنکی خوشی پر اور بچتا رہ اُنسے کہ تجھکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

نہ مانین تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہونچاوے اُنکو کچھ سزا اُنکے گناہون کی اور لوگون مین بہت ہین

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۞ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۞

یقین رکھتے لوگون کو

جب اللہ تعالےٰ نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قرآن عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور اب وہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہے اُسپر عمل کرین وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۔ اور ہمنے تجھپر ای محمد صلعم قرآن نازل کیا۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے اور قرآن کا حال یہ ہے کہ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ ای قبلہ۔ مِنَ الْكِتٰبِ ۔ وہ سچی بتلاتا ہے ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہے یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا۔ اور قرآن نے اگر اُنکو نسخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ اور موکد ہے کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہے پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل بمعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہے الا آنکہ مجازاً تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید پر نزال بایں معنے کہ ایک مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار آگیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پاوین اور نہایت آراستہ ہوجاوین اور یہ بزرگی سوائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات وبناوٹی بات کا امتیاز باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعالیٰ نے اُنکا اختلاف کھول دیا لہذا فرمایا۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ اور قرآن شاہد ہے کتابون منسوخہ پر ف عن ابن عباس ای موتمنًا علیہ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہے اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہے اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہے جو کچھ اگلی کتاب مین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہے تو وہ حق ہے اگرچہ منسوخ ہوا اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہے عوفی عن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہے اور اُسکا نکتہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے توریت وانجیل اُتاری تھی تاکہ اپنی رائے چھوڑکر اختلاف سے منھ موڑکر ایک راہ ہوجاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقہ سے سرزد

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى ۔ اور ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی جسمین ہدایت ہی ف ہدایت ہی گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور یہ نہین کہ بعض کی پیروی کرے اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور رہا۔ وَنُورٌ ۔ اور اُسمین نور ہی ف یعنے احکام کا کھلا ہوا اظہار ہی پس بعض نے جو زعم کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہی بلکہ انجیل مین بعضے احکام بھی تھے۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۔ لما فیہا من الاحکام ۔ اور درحالیکہ مصدق ہی کتاب انجیل اپنی پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوا ے چند احکام کے جن کو منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہی جو منسوخ ہوئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہی پس وہ بیان کرتا ہی کہ حکم منسوخ اسوقت تک کیواسطے صحیح و ثابت تھا۔ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی ان لوگون کے واسطے جو اللہ تعالےٰ سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ انھین کو اس سے نفع ہی۔ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے انجیل مین اُتاری ہی ف پس یہ عطف ہی وقفینا پر اور حمزہ کی قراءۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہی پس یہ اتیناہ کے معمول پر عطف ہی یعنے ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے مکی رح نے کہا کہ قراءۃ جزم مختار ہی کیونکہ وہی جماعت کی قراءت ہی نحاس رح نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراءتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہی پھر معنے موافق قراءۃ جماعت کے بصیغہ امر یہ ہین کہ ہمنے اسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر ان دونون کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہی کہ انمین لکھا ہوا ہی کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو انپر ایمان لاوین اور انھین کی پیروی کرین وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۔ اور جو کوئی حکم نہ کرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاریٰ ہی اور یہی ظاہر ہی

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا

اور ہمنے اُتاری تجپر کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابون کو

عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

اور سب پر شامل ہی سو تو حکم کر اُنمین جو اُتارا اللہ نے اور اُنکی خوشی پر مت چل چھوڑ کر حق راہ

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ

جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تمکو ایک دین پر کرتا اور

لَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا

لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہی اپنے دیے حکم مین سو تم بڑھکر لو خوبیان اللہ کے پاس تم سب کو پہونچنا ہے

فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَ

پھر جتاوے گا جس بات مین تمکو اختلاف تھا اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن مین جو اللہ نے اُتارا اور

وجہ سے جانی مرگیا تو مالک و شافعی و احمد کے نزدیک مجنی علیہ قصاص لینے والے پر کچھ واجب نہیں قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہؓ وتابعین کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی وعطاء وطاؤس وعمرو بن دینار و حماد بن ابی سلیمان وزہری وثوری نے کہا کہ دیت قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود و نخعی وحکم بن عتیبہ نے کہا کہ قصاص لینے والے سے بقدر اُس زخم کے ساقط ہو کر باقی دیت اپنے مال سے اسیر ادا کرنی واجب ہوگی ۔ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ ۔ جسنے قصاص تصدق کیا ف قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا ۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۔ تو یہ اُسکے جرم کا کفارہ ہے ف چنانچہ بعد قصاص کے اُسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا ۔ اور معالم میں کہا کہ ایسے ہی معنے ابن عباس ومجاہد وزید بن اسلم سے مروی ہیں اور پوشیدہ نہیں کہ اس تکلف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے لیکن معنے میں استبعاد ہے اور اظہر وہی ہے جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کر دیا اور قصاص نہ لیا تو یہ اُسکے واسطے کفارہ ہے یعنے بقدر اُس عفو کے اُسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے اور ابو الدرداءؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اُسکے جسم میں پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کر دی تو اسکے عوض اللہ تعالیٰ اُسکا درجہ بلند کرتا اور اُسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کر دیتا ہے وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر واحمد والترمذی ورواہ ابن مردویہ والنسائی عن عبادۃ بن الصامت ورواہ احمد عن المحرر بن ابی ہریرۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم ۔ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ ۔ جسنے اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے حکم کے موافق حکم نہ کیا ف خواہ قصاص ہو یا نہو ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۔ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں ف کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت سے مخالفت کر کے اپنی جان کو عذاب میں ڈالتے ہیں اور یہ یہودیوں کی عادت تھی کہ توریت میں جو احکام اُنکو ناگوار ہوئے اُنکو تحریف وتبدیل کر کے اپنی رائے سے حکم لگالئے اور اہل انجیل نے بھی اُنھیں کے قدم پر قدم رکھا

وَقَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَاٰتَيۡنٰهُ

اور پیچھا ڑی میں بھیجا ہم نے اُنھیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اُس کو

الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةً

دی ہم نے انجیل جسمیں ہدایت اور روشنی اور سچائی کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت

لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝ وَلۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ

ڈر والوں کو اور چاہیئے کہ حکم کریں انجیل والے اُسپر جو اللہ نے اُتارا اُسمیں اور جو کوئی حکم نہ کرے

اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝

اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم

وَقَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ ۔ اور ہمنے اُن کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ف یعنے انبیاء بنی اسرائیل جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوے اور برابر متعدد کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بدون زمانہ فترت کے ہمنے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ ۔ درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز کی جو اُسکے سامنے تھی ف یعنے اُسکے قبل تھی وہ توریت ہے یعنے اُسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

بنی اسرائیل پر اور ہمپر عام ہی اور امام نووی نے اگلون کی شریعت کے بارہ مین تین قول حکایت کیے اور تیسرا قول یہ کہ ہمپر شرع ابراہیم حجت ہی نہ غیر ولیکن صحیح یہ کہ نہین بلکہ ہمپر شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی ہمپر شرع ہی امام ابو منصور بن الصباغ نے شامل مین نقل کیا کہ علماء نے بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورۂ بقرہ مین ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنے قصاص فرض ہی آزاد بمقابلۂ آزاد کے اور غلام بمقابلۂ غلام کے اور عورت بمقابلۂ عورت کے ۔ ۵ ۔ اور یہان النفس بالنفس ہی یعنے جان بمقابلۂ جان کے اور یہ عام ہی خواہ عورت بمقابلۂ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا اسب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد نے اگر عورت کو قتل کیا تو قصاص مین قتل کیا جاوے بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا کہ مرد بعوض عورت کے قتل کیا جاوے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور یہی جمہور علما کا قول ہی کیونکہ عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام کو قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علما نے امام ابو حنیفہؒ سے اسمین خلاف کیا چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری و مسلم ابو حنیفہؒ نے کہا یعنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے **قال** ابن کثیر اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کی عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس مسئلہ مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین ولیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اسمین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی ولیکن اس سے حنفیہ کے قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جب تک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیحین مین ربیعؓ کے دانت توڑنیکی حدیث ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالکؓ نے اپنے شاگردون سے حدیث بیان کی کہ ربیعؓ نے جو نضرؓ کی دختر تھی ایک لڑکی کے (یعنے نوجوان لڑکی) اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیعؓ والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ جرمانہ لے لو اور عفو کردو اُنھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس آپ نے قصاص کا حکم دیا پس انس بن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کہ کیا ربیعؓ کے دانت توڑے جائینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیعؓ کے دانت نہ توڑے جائینگے تو آپ نے فرمایا کہ اے انس کتاب اللہ مین قصاص ہی کہی ہی پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے رضی ہوگئے اور اُنھون نے عفو کردیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے اُنکی قسم سچی کردیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی ہی جیسے ہاتھ اس جوڑ سے جو باہ سے ملا ہی اور قدم اُس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اُسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اسمین قصاص واجب ہی اور کبھی ایسی نہین ہوتی اور کبھی اُسکے مقدار طول و عرض و عمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی پر زخم ہو تو سواے جوڑ کے تو امام مالکؒ نے کہا کہ سواے ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران و اُسکے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص نہین اور امام ابو حنیفہ و صاحبین نے کہا کہ سواے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعیؒ نے جملہ زخمہاے استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطابؓ و ابن عباسؓ سے مروی ہی اور یہی حسن و عطاء و شعبی و زہری و نخعی و عمر بن عبد العزیز کا قول ہی اور یہی سفیان ثوری و لیث کا مذہب اور مشہور مذہب احمدؒ کا ہی ولیکن امام ابو حنیفہؒ نے حدیث ربیعؓ مذکورۂ بالا سے حجت لی ہی مگر اس مین یہ کلام ہی کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے **قال المترجم** روایات مین ضرور کسر کا لفظ موجود ہی اور قلع کا لفظ کسی روایت مین نہین ہی پس ظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر مجنی علیہ نے یعنے زخمی نے مجرم سے قصاص لیا اور قصاص کی

من بصیغۂ عموم ہے لہذا ہر شخص کو خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی سے پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم۔ تو کہا کہ مسلمانوں کے حق میں بھی ہے یعنے مسلمانوں کو بھی شامل ہے (رواہ عبد الرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر بمقابلۂ ایمان نہیں ہے بلکہ اس حکم کیساتھ کفر ہے جو اتارا گیا تھا یعنے وہ اس حکم سے منکر ہے (رواہ عبد الرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر مانند کفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ نہیں ہے اور شیخ مفسر رح نے کہا کہ ہم الکافرون بہ یعنی اس حکم سے کافر ہیں مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمداً کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے درحقیقت اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو واللہ تعالے اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ لا وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

اور لکھدیا ہمنے اُنپر اُس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ لا وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ط وَ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اُس سے پاک ہوا اور

مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں اُنپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمداً اعتداد سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینہ کے گروہ والے یہودیوں میں سے اگر قریظہ والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطائی در میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے پس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے مخالفت کی اور رجم چھوڑ کر منھ سیاہ کرنے و کوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسواسطے وہاں اُنکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمداً اختلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ اُنھوں نے ظالم و مظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا۔ اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ۔ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔ جان بعوض جان کے ہے یعنے جو شخص کہ کسی دوسرے نفس کو عمداً قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے۔ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ۔ اور آنکھ پھوڑ دی جاوے بعوض آنکھ کے۔ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ۔ اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے۔ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ۔ اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے۔ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ۔ اور دانت اکھاڑا جاوے بعوض دانت کے ف کسائی نے نفس و عین وانف واذن کو رفع سے پڑھا۔ وَالْجُرُوحَ۔ برفع قراءۃ ابن کثیر والو عمرو و ابن عامر و کسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا۔ قِصَاصٌ۔ اور جروح قصاص ہیں ف جروح جمع جرح بمعنے زخم یعنے جروح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں و آلہ تناسل و رانند اسکے اور جہان جروح میں قصاص نہیں ممکن ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر رجبانہ وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے۔ اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں بھی یہ حکم اسی آیت سے لیا جاتا ہے مفسر رح نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اصولی و فقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے اسطرح مقرر منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ یہ حکم

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین نہین تو آگ قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہی اور جب آگ مین پہونچا اور سرخ ہوگیا تو ناری ہوگیا یہی حال عارف کا ہی کہ جب منور بانوار باری تعالےٰ ہوا تو ربانی کہلایا اور موصوف بہ بانی روحانی نورانی ملکوتی جبروتی ہوگیا اور احبار وہ ہین جو اللہ تعالےٰ سے کلام الٰہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور نور الٰہی سے حق و باطل مین تمیز و فرق کرتے ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالےٰ و اسکی آیات سے عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالےٰ سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام الٰہی سے واقف ہین ابن طاہر نے مجمل اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے کلام الٰہی کو حضرت سرور عالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون نے کتاب و سنت سے علم حاصل کر کے اسپر عمل کیا ف۲ قولہ تعالےٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون۔ واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہوجاتا ہی حالانکہ یہ ایک فعل ہی اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی طرف ہوتا ہی جو توحید ایمان سے ضد و منافی ہو۔ پس یہان دو مقام ہین اول آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہی اور دوم آنکہ یہ مخصوص بنی اسرائیل کیساتھ تھا یا عام ہی کہ اس امت کو بھی شامل ہی پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہی کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین سے آخر تک مین سبب نزول دو بیان ہوے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقون کے اس بارہ مین حضرت کی راے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دوچند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انمین حکم قرار دینا بہر حال انمین سے کوئی سبب ہو یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہی کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کری چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہی پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون اسواسطے کہ اُنھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کر کے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوے بلکہ نکالے ہوے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہی اور ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہونے مین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہی اور یہی مقام دوم ہی شیخ ابن کثیر رحمہ نے ذکر کیا کہ براء بن عازب و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد اللہ و حسن البصری وغیرہم نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن البصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب ہی سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہی اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہی (رواہ ابن جریر) علقمہ و مسروق نے حضرت ابن مسعود رضہ سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہی تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین رشوت لینا۔ تو فرمایا کہ یہ کفر ہی پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہی کہ شاید پہلا سوال یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا وے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ مجبوری رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت حرام ہی پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہی پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہی فافہم اور سدی رحمہ نے کہا کہ معنے یہ کہ جو حکم اللہ تعالےٰ نے اُتارا اگر اسکو عمداً چھوڑا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہی علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا تو کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا مگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہی (رواہ ابن جریر) اور ابن جریر رحمہ نے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب ہین یا جو کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالےٰ نے کتاب مین اُتارا ہی قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول ہی پھر انکار کرے وہ کافر ہی خواہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہو جائیگا اور چونکہ قولہ ومن لم یحکم۔ مین

روایت مین ہی اور دوسرا ضعیف و مقہور ہوگیا تھا وہ بنو قریظہ تھے پھر ان دونون نے آپسمین صلح کرلی تھی کہ نضیر مین سے جو قتل ہو اُسکی دیت
سَو وسق اور جو ضعیف قریظہ مین سے مقتول ہو اُسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی کے چند برس بعد
رسول اللہ صلعم مدینہ مین تشریف لائے پس قریظہ مین سے کسی نے نضیر مین کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا
کہ دو گروہ جنکا ایک ہی دین ایک ہی نسب و رایک ہی شہر ہی ایسا نہین ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تمکو دیا تھا
تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمد یہان آگئے ہین اب ہم تمکو اس حساب سے نہین دینگے (انصار سب مسلمان ہوگئے تھے انسے مدد تو ملتی نہین
اسیواسطے ایک فریق کو جرات ہوگئی) یہانتک کہ دونون فریق مین لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوے کہ محمد صلعم کو
حکم بناوین پھر نضیر نے آپسمین کہا کہ واللہ محمد تمکو دونا دلوانے والے نہین ہین تو جاسوس متعین کرو کہ پتا چلا وے کہ اسمین محمد کی کیا رائے ہی
پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کرلو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقون کو اس خبر و رائے کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختون کی راے و ارادہ سب سے آگاہ کردیا پس نازل فرمایا یاایہا الرسول لایحزنک الذین الآیات (رواہ احمد
وابوداؤد والنسائی وابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہوچکین جنمین دو زناکارون کے واقعہ مین یہود کا تحکیم لانا مذکور ہی تحکیم کا
قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے اُسیکو صحیح کہا اور یہان تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایہ دونون
واقعہ متقارب ہوے اور دونون اسمین شامل ہین ف عرائس مین ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمین صریح ہی کہ مخلوق مین سے کسیکو
قدرت ایجاد نہین اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُس کے نفس
کے حوالے کرکے ایسی شہوات مین مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہین تاکہ قلب مین اندھیرا ہوجاوے پھر اسمین نور برہان
ومعرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ اوتعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے مین کوئی قدرت نہین رکھتا
اسی کے مانند ابن عطارحؒ نے کہا ہی کہ ابو عثمان رحؒ نے فرمایا کہ مراقبہ و مراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رحؒ نے کہا کہ قلب کی
پاکیزگی دو چیزون مین ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب
اکالون للسحت ۔ اس کلام کے معنے مین ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہین جو گوشے مین بیٹھتے اور زہد و ترک دنیا ظاہر کرتے ہین
اور صورت یہ کہ کندھون پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیاداروں کی مدح اپنے حق مین سنتے ہین کہ یا حضرت آپ کے مثل اب تو دنیا مین
نہین ہی اور آپ ایسے اور آپ ویسے اور یہ زاہد بے عقل اُنکی فریبی و تکبر و غرور دلانے والی باتین خوب سنتا ہی حالانکہ زاہد مذکور ایسا
ہی بھی نہین اور دنیادار اس غرض سے بتاتے ہین کہ بادشاہ شرار وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہین
اور اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اُسکو رشوتین دیتے ہین پس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنے جھوٹ باتین سننے والا ہی اور اکالون
للسحت ۔ یعنے رشوتین کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کمبختون سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو اُنکی صحبت و بد افعال سے
بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہین اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون للکذب یعنے جھوٹے دعوے سننے والے
اکالون للسحت ۔ یعنے دین بیچ کھانے والے ہین قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت و محبت و توحید کے
ساتھ اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال وجمال مین مستقیم و ادب کے ساتھ رہنے سے
صفات حق تعالے سے موصوف ہوجاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہوگیا اور مثال

انضمام شرع سابق کے جامع ہی اور یہان سے جنھون نے استدلال کیا وہ کچھ دلیل نہین یہان تو صرف یہ بیان فرمایا کہ جو لوگ اپنے کو یہودی
کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالے کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے۔ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ۔ اور انبیا کی نیابت مین حکم
کرتے ربانیون یعنے انہین سے جو حقانی عالم تھے۔ وَالْاَحْبَارُ۔ الفقہا اور فقیہ لوگ۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا۔ ای بسبب الذی
استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ۔ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ ان یبدلوہ۔ بسبب اُس چیز کے محفوظ کر دیے گئے تھے یعنے اللہ تعالے نے
اُنکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین۔ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ۔ اور وہ لوگ
اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہی قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون وربانیون واحبار سب کی طرف راجع ہی اور اللہ تعالے
نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علما سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہو جانے اور تحریف سے بچاوین چنانچہ حفظ کی جاوے تاکہ
سہو نہو اور زبان سے پڑھاوین اور دوم آنکہ اُسکے احکام و شرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ اللہ تعالے نے توریت کی تعریف فرمائی کہ اسمین ہدایت
و نور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون و احبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف و تبدیل
و مہمل چھوڑنے سے اللہ تعالے نے اُنکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت و نور کے ساتھ متصف
ہو کر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے پھر پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالے کی نگہداشت چھوڑ نی
شروع کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اُسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا
وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اُسکے آنحضرت صلعم کی پیروی و ایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کردی کہ کتاب مین تبدیل و تحریف
خود کر ڈالی بچانا و حفاظت کیسی پس اللہ تعالے نے اُنکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے کیے پر پچھتاوین اور راہ پر آوین کیونکہ اللہ تعالی ہی کی
فرمانبرداری و توحید و ایمان کی غرض سے ماننا تھا لہذا بعد اس تنبیہ کے انکو ارشاد کیا کہ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ اب بھی مت ڈرو
لوگون سے اے یہودیو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہی مانند آنکہ محصن مرد و عورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور
آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن و انسان پر فرض ہوگی پس ان
باتونکو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد صلعم
کے ظاہر کرتے ہین سب لوگ مسلمان ہو جائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالے ہے
وَاخْشَوْنِ۔ اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالے دنیا و آخرت مین خوار کریگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا۔ اور مت خرید و میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے مبادلہ مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے
دام لے لو۔ حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اُسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے
بدلے مت لو۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ اور جسنے اللہ تعالے کے اُتارے
حکم کے موافق حکم نکیا تو ایسے لوگ کافر ہین۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالے نے اُتارا ہی جو کوئی اُسکے موافق حکم نہ کرے وہ اُس سے
کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اُسکا بیان عنقریب آتا ہی انشاء اللہ تعالے اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کیواسطے
دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب و نافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہی حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ عز و جل نے یہود کے
دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہو گیا تھا (وہ بنو نضیر تھے جیسا کہ دوسری

سو اگر یہ لوگ جنکی یہ خصلتین اوپر بیان ہوئین تیرے پاس آوین اس غرض سے کہ تو اُنکے درمیان حکم کردے تو ۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ تیری چاہے اُنہین حکم کر یا اعراض فرما ۔ یعنے تجھے اختیار ہی قال المفسرؒ یہ اختیار منسوخ ہی بقولہ تعالے وان احکم
بینہم الآیۃ ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے شروع سورہ پر بیان ہوچکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہی جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہان مرافعہ
کرین اور شافعیؒ کے دو قول مین سے یہی اصح قول ہی اور یہی ابوجعفر النحاس نے امام ابوحنیفہ و اُنکے اصحاب سے نقل کیا ہی اور اگر کسی
مسلمان کے ساتھ مین مرافعہ کرین تو بالاجماع واجب ہوگا ۔ وَإِن تُعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ اور اگر تو نے اعراض کرنا اختیار کیا تو فَلَن
يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۔ تیرا کچھ نہین بگاڑ سکینگے ۔ وَإِنْ حَكَمْتَ ۔ اور اگر تو نے اُنکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا ۔ فَاحْكُم
بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۔ العدل ۔ تو اُنہین حکم کر قسط یعنے عدل سے ۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۔ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہی مقسطین کو یعنے اُن بندون کو جو حکم مین عدل کرین اور مراد آنکہ اُنکو ثواب دیتا ہی اور یہین سے نخعی و شعبی و زہری
و سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم ۔ منسوخ نہین ہی اور یہی امام احمد کا مختار ہی کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیۃ
مین عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہی اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہی اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس سے اتباع حق نہین چاہتے
تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پاوین جو اُنکی خواہشون کے موافق ہی ورنہ حق تو کتاب توریت مین معلوم تھا اسیواسطے آگے
تعجب دلایا بقولہ ۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ ۔ اور کیسے وہ سچے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے ۔ وَعِندَهُمُ
التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ۔ حالانکہ اُنکے پاس توریت ہی جسمین حکم اللہ تعالے موجود ہی ف یعنے محصن زناکارون کو رجم
کرنے کا حکم موجود ہی یہ استفہام تعجب دلانے کو ہی حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے مین انکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہی وہ جان لیوین کیونکہ
یہ جان لینا تو اُنپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہوچکا پس توریت مین تو یہ حکم جانتے اور منھ
سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے ۔ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۔ پھر منھ پھیرتے اسکے بعد یعنے منھ موڑتے ہین تیرے
حکم سے بھی جو اُنکی کتاب کے موافق ہی بعد اس تحکیم کے یہ زیادہ عجیب ہی ۔ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۔ یعنے تیرے اوپر ایمان
نہین رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہین رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہین کیونکہ اُنہین جو حکم موجود تھا پہلے اس سے اعراض کیا
اور دوبارہ جب اُسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اس سے اعراض کرنے لگے ۔ إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۔ ہم نے
توریت اُتاری تھی اس شان سے کہ اُسمین ہدایت و نور ہی ف ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد بیان تھے جنکی پیروی سے گمراہی نہوتی اور نور
یہ کہ حکمون کا بیان صاف تھا ۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ ۔ من بنی اسرائیل ۔ الَّذِينَ أَسْلَمُوا ۔ انقادوا للہ ۔ لِلَّذِينَ
هَادُوا ۔ حکم کرتے اُس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگون کے حق مین حکم کرتے
جنہون نے اپنے کو یہود کہا واضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہت سے انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا
فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور مین وعظ و نصائح و اسرار ہین اور رہا حکم دینا وہ توریت ہی پر
تھا اور اسی طرح حضرت عیسیٰ پر انجیل سے بعض احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا ۔ واضح ہو کہ جمہور علماء و فقہا نے کہا کہ اگلی شرائع
ہمپر واجب العمل ہین جہانتک منسوخ نہون اور صحیح یہ ہی کہ اگلی شرائع مین سے جو کچھ ہمپر بطور تعلیم عمل نقل کیا گیا اُسپر ہم عمل کرتے ہین اور یہ
درحقیقت اپنی کتاب مجید کے موافق عمل ہی اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہو کیونکہ شرع محمد صلعم بذات خود کامل و مکمل اور بدون

مسلم مین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجھے اُسی پاک پروردگار کی قسم جسنے موسی علیہ السلام پر توریت اُتاری ہے
کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجکو قسم نہ دلاتے تو مین آپکو آگاہ نہ کرتا ہم اپنی کتاب مین
یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے۔ لیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا بس جب ہم کسی شریف کو پکڑتے تو
اُسکو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی حد مقرر کرین کہ شریف و ضعیف
سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار مین اول وہ شخص
ہون کہ تیرے حکم شریعت کو بندون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد و عورت زناکار سنگسار کیے گئے پس
اللہ عز وجل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس چلو سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور کوڑے
مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا کہ یہ
یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہی تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ اور بعض روایات مین ہی
کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنھون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلہ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے
سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہی اور ابن صوریا نے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابوداؤد
وابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافرون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر اوتعالے نے
بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ وَمَن يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَن تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا۔ اور جس کے
حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اُسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی
نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ۔ یہ یہودی
ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر اوتعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے
صریح فرقۂ قدریہ کا رد ہی اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہی کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ سے ہی بندہ خود مختار
نہین ہی۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہی ف یعنے دنیا مین تو فضیحت و رسوا ہو کر جزیہ ادا کرتے
ہے انکو ذلت و خواری ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہی ف یعنے
دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُونَ لِلسُّحْتِ۔ سحت
بضمتین ابوعمرو اور ابن کثیر و کسائی کی قراءۃ اور بضم و سکون باقیون کی قراءت ہی اور صواب یہ ہی کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہی
(المعنی) یہ قوم (یہود) دروغ کو خوب دل لگا کر سننے والے اور سُحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان حکم مین رشوت
ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا و رسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ سُحت یعنے رشوت خواری تو عرض کیا گیا
کہ کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہی اور حضرت صلعم سے روایت ہی کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت دینے
والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وابوداؤد عن بن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز کہا جبکہ
مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہی (ترجمۂ عالمگیریہ) فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

انکا ہونا ہرگز جائز نہین ہوسکتا **قال المترجم** اور نیز انہین بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہین کہ اُنکے ذکر کی جرأت نہین ہوتی
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام واُنکی بیٹیون کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوے تو اُنکی دو بیٹیون نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
رہنے سے نبوت اس خاندان مین نہین رہیگی لہذا باپ کو شراب پلاکر مدہوش کرکے اُنسے جماع کیا اور نطفہ لے لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو۔
مترجم کہتا ہو کہ اسکی شناعت مین بیان کی حاجت نہین ہو فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہو کہ توریت وانجیل کو لکھنا و
پڑھنا و دیکھنا جائز نہین ہو پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہو نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ مین تفصیل ہو اسطرح کہ عالم کو توریت وانجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہو اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہین جائز ہو **قال المترجم** ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہو
کہ ان کتابون مین فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہو پس حاصل تفسیر یہ کہ یبدلون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع۔ یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہین
اور بے جگہ کر ڈالتے ہین بعد ازانکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے۔ **یَقُوْلُوْنَ** - لمن ارسلوہم - کہتے ہین ان لوگون سے جنکو بھیجا کہ۔
اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا - الحکم المحرف ای الجلد ای افتاکم محمد بہ - اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد یہ فتوی
دین کہ کوڑے مار دو۔ **فَخُذُوْهُ** - اقبلوہ - تو لے لو یعنے اُسکو قبول کر لینا۔ **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ** - بل افتاکم بخلافہ - اور اگر تم یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دین۔ **فَاحْذَرُوْا** - ان تقبلوا - تو اُسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو۔ **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ مین بھیجکر فتوی لیا تھا کہ دیت کا حکم دین تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دین تو نہ لینا
کہا کہ صحیح یہ ہو کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیون کے حق مین ہو جنھون نے زنا کیا تھا اور اسمین چند احادیث وارد ہوئی ہین چنانچہ
مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونون لائے گئے جنھون نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت مین کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق مین جو زنا کرے بولے کہ دونونکا
منھ سیاہ کرکے ہم اُنکو شہر مین پھراتے ہین پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اُسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اُسنے اُسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دین کہ ہاتھ اُٹھا دے پس اُسنے اُٹھایا تو اُسکے نیچے رجم کی آیت نکل آئی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونون سنگسار کیے گئے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مین بھی رجم کرنے والون مین تھا پس مین نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئین آڑ دیکر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہو وقد رواہ البخاری وغیرہما ایضاً اور روایت احمد و ابوداؤد مین ہو کہ یہود نے بعض نے بعض سے کہا
کہ ان دونون کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ مبعوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اُسکی شریعت کے احکام آسان کر دیے گئے ہین پس اگر اُسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتوی دیا تو ہم قبول کر لینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہو جائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتوی دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اسمین ہو کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کب سے حکم الٰہی مین خلاف کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابتدار نے زنا کیا تھا تو اُسنے رجم نہ کیا پھر اسکے بعد ہی عام لوگون مین سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اُسکی قوم والے حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوے کہ ہمارا ہم قوم سنگسار نہین ہوسکتا جب تک تو اپنا قرابتی نہ لاوے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاے
پس سب نے ملکر باہم یہ صلاح کر لی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑ کر یون ہو کہ منھ کالا کرکے شہر مین فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت

یہودی زمانۂ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے اُکتا گئے اور اُنکے دل سخت
ہوکر ظاہر کے خلاف باطن مین منافق ہوگئے تو آخرت سے شک مین ہوکر دنیاوی مال ومتاع کو نقد سمجھتے اور وعدہ آخرت کو موہوم و اُدھار جانتے
پس دنیاوی راحت ولذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے مین ڈر نہ تھا اور موافق اخبار غیب کے یہ امت اسلامیہ مین بھی
آخر مین بعضے فرقہ ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ ۔ای محمد صلعم۔ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ
یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۔ نہ غمگین کرے تجکو باز رہنا وانکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہین کفر مین ف یعنے گرے پڑتے ہین
کفر مین جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہین تو کفر مین گرجاتے ہین اسمین اشارہ ہو کہ ایمان مین داخل نہین ہوے اور کفر کے اندر گھس
پڑتے ہین اور وہین ٹھہرے ہوے ہین اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہو اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِیْنَ ۔ ایسے لوگ ہین جنھون
نے قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ ۔ اپنے منھون سے آمنا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانون سے آمنا کہا۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہین لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہو کہ ظاہر مین زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمین
یقین نہین ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہو۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۔ مفسر نے اول کو منافقین کے حق مین قرار دیکر قولہ ومن الذین
ہادوا۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین ہادوا خبر ہو اور قوم۔ مبتدا مقدر اور مابعد اسکی صفت ہو یعنے یہود مین سے ایک قوم ایسی
ہو کہ۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ ۔ خوب سننے والی ہو دروغ کو ف یعنے یہود مین ایک جاہل قوم ہو جو دل سے جھوٹی باتین مانتی ہو جو
اُنکے عالمون نے گڑھی ہین اور نیز یہ قوم ایسی ہو کہ۔ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْكَ ۔ سننے والے ہین تجسے یہود مین سے
ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہین ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو
اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو گرد مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہود مین سے ایک شریف مرد وایک شریف
عورت نے زنا کیا اور اُس زانی کی جورو موجود تھی اور اُس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن اُن لوگون نے مکروہ جانا کہ یہ دونون شریف
ہین سنگسار کیونکر ہون تو اُنھون نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اُس کی شریعت مین آسانی رکھی گئی ہو پس اگر
دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کرکے دُرّے مار و تو یہانتک لے لینا اور اُس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیدے تو یہی پوچھنے اور سننے
کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین مین مروی ہو اور حاصل آنکہ اس فرقہ یہود کی دو بد خصلتین ہین ایک تو اپنے عالمونکی مفتریات کو گوش دل سے
سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہین اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہین جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ۔ یُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ ۔ الذی فی التوراۃ کآیۃ الرجم تحریف کرتے ہین اُن کلمات کو جو توریت مین ہین مانند آیت الرجم وغیرہ کے مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ
بعد انکے مواضع کے جنپر اللہ تعالےٰ نے کلم کو رکھا ہو اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہین حالانکہ پہلے سے یہ کلمات اپنے
اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری مین ہو کہ بہت سے علمانے بیان فرمایا ہو کہ یہود و نصاریٰ نے توریت وانجیل کے اکثر الفاظ
بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجاے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کردیے ہین اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کرکے بگاڑ دیا اور بعض نے
کہا کہ اُنھون نے الفاظ ومعانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول مین تامل ہو اسواسطے کہ بہت سے آثار واخبار مین دلالت موجود ہو کہ ان دونون
کتابونمین زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزین بدون تبدیل کے باقی تھین اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی مین ہو الفاظ مین نہین ہو
لیکن یہ قول ٹھیک نہین ہوسکتا اسواسطے کہ دونون کتابونمین بعضے ایسے الفاظ موجود ہین کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے ف ہر شی میں سے تعذیب و مغفرت بھی ہے

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ
اے رسول نہ غمگین کریں تجکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے اُن لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ
اور نہ ایمان لائے دل اُن کے اور اُن لوگوں میں سے کہ یہودی ہوے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ
کہ نہیں آئے تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اُسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اُسکو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ
اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اُسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اُسکے اللہ کیطرف سے کچھ

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ
یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں اُنکے کو واسطے اُنکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ
بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔـا ۭ
پس حکم کر درمیان اُنکے یا منہ پھیرلے اُن سے اور اگر تو منہ پھیرے گا اُن سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا وینگے تجکو کچھ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ
اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان اُنکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ
منصف کریں تجکو اور پاس اُنکے توریت ہے بیچ اُسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اُسکے اور نہیں

اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ
یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اُسکے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اُسکے پیغمبر

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ
وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے اُن لوگوں کے کہ یہودی ہوے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اُس چیز کے کہ نگہبانی کروائے گئے تھے کتاب

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ
اللہ کی سے اور تھے اوپر اُسکے گواہ پس مت ڈرو اُن لوگوں سے اور ڈرو مجھسے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝
مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

عقوبۃ ۔ مِّنَ اللّٰہِ ۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی ۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ اے اللہ تعالے اپنے حکم مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہی ۔ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِہٖ ۔ پھر جسنے رجوع کیا اور نادم ہوکر چوری سے توبہ کرلی ۔ وَاَصْلَحَ ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ و رسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوْبُ عَلَیْہِ تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہی ۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ اسمین انہ غفور رحیم ۔ کی جگہ نام پاک جلیل کو ظاہر فرمایا بغرض تصور عظمت وقال المفسرؒ فی التعبیر بہذا ما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال ۔ یعنے فان اللہ یتوب علیہ ۔ فرمایا اور یون نہ فرمایا کہ وہ عفو ہی پس اسمین وہی نکتہ ہی جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہی کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالے کی نافرمانی کا جو جرم ہی وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چرایا ہی اُسکا حق قطع ورد المال ساقط نہوگا پس مفسرؒ کے نزدیک ہاتھ کاٹا جانا بھی حق آدمی ہی ثم قال نعم بینت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعی[1] ۔ ہان سنت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کاٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور یہی شافعی کا قول ہی اور کمالین مین کہا کہ یہی ابو حنیفہ وجمہور فقہا کا قول ہی پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر مین ابن کثیرؒ نے لکھا یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ قبول کرتا ہی یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہوجاتا ہی اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہی کہ اگر وہ مال بعینہٖ موجود ہون تو واپس کرے ورنہ انکا بدل واپس کرے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کرچکا ہی تو وہ جزا پاچکا اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹ چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ قریش کو اُس عورت[2] کے حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوۂ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو آپسمین بولے کہ اُس عورت کے بارہ مین کون شخص ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرأت کسکو ہی سوائے اُسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہی پھر وہ عورت لائی گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زید نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالے کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہی پس اُسامہؓ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرمادیں پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالے کی حمد وثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالے کی شان کے لائق ہی پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تمسے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اُس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیدیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین حضرت صلعم سے عرض کردیتی تھی ۔ لفظ مسلم ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہی یعنے تو بالیقین جانتا ہی کہ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اللہ کے لیے ہی ملک آسمانون وزمین کا ف یعنے وہی اُسکا مالک اور وہی حاکم ہی اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہی کرتا ہی ۔ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ جسکی تعذیب کو یعنے عذاب دینے کو چاہتا ہی اُسکو عذاب دیتا ہی ۔ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہی اُسکی مغفرت کردیتا ہی ۔ وَاللّٰہُ

[2] یہ عورت بنی مخزوم مین سے تھی چنانچہ دوسری روایت مین ان قریشا اہمہم شان المرأۃ المخزومیۃ مصرح وارد ہوا ہی ۱۲ منہ

وہی احتیاط کرکے لینا چاہیے کیونکہ اسمین تین درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے
مین شبہہ رہا اور بالاتفاق یہ کلیہ اصل مسلم ہی کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہو جاتی
ہی لہذا جب تین درم ہونے مین شبہہ رہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہوگا **قال المترجم** پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ
کی اسناد درجہ حسن سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر و عبد الاعلی تو شیوخ بخاری و مسلم ہین اور محمد بن اسحق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق
نقل کی اور اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاویؒ نے اسی کو ابن عباس و عبد اللہ بن
عمرو اور ام ایمن سے باسانید جیدہ روایت کیا ہی پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہی جسکو کلام ہو وہ نا انصاف متعصب ہی اسکو اللہ تعالی سے خوف
چاہیے پھر توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہی اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا اعتضاد بقضیہ حکم عثمان رضی
اللہ عنہ کچھ مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوص اس صورت مین کہ **شیخ ابن کثیر** نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ
عنہم کا یہ مذہب ہی کہ دس درم یا ایک دینار یا انمین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہی قول
حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و ابراہیم نخعی و ابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہی بہرحال جمہور سلف و خلف و ائمہ فقہ کے قول مین
سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرط سے ہی ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا و نکالا ہو اور دوم وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان
ہوا اور بعضے اہل ظاہر جنھون نے حدیث ابو ہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کرکے حد سرقہ کا
کوئی نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابو ہریرہؓ سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین
ہین کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث اوپر بیان کردین اُنسے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار
چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جایگا پس یہ تو متعین ہوگیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہی اور مطلقاً سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہی اور
رہی وہ حدیث ابو ہریرہؓ تو اسمین بیضہ و حبل کا لفظ ہی پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہی ایک تو انڈا جو معروف ہی اور دوم لڑائی مین جو
آہنی کلاہ سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذلک پس بیضہ سے مراد یہان لوہے کا خود ہی جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو
اور ایسی ہی حبل بمعنے رسی تو جہاز و کشتی وغیرہ کا رسا مراد ہی جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاریؒ وغیرہ نے
حضرت اعمشؒ سے حکایت کی ہی اور اگر بیضہ و حبل سے انڈا اور رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت و توہین مین ہی
پس احتمال ہی کہ آپ نے زمانہ جاہلیت والونکی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی و بہت چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت
کی کہ چور بیوقوف بدکار ہی کہ اُسکی اس عادت کا یہ انجام ہی کہ اپنا قدر و قیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کردیتا تھا اور اسی طرح اوجہ باتین
ہین مترجم نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہرحال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت ایسے شخص کا جسکے خفیہ مال لینے کو
چوری اعتبار کیا جاوے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہؒ کے نزدیک دس درم کم سے کم ہی خفیہ چراوے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو
حرز سے باہر نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہو جاوے تو تم اسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پاؤن
کاٹو اور تل دو پھر تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہی اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پاؤن کی قطع ہی پھر پانچوین بار
تعزیر دیا جاوے پس یہ حاصل تفسیر قولہ تعالے ہی والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما **جَزَآءً بِمَا كَسَبَا** ۔ یعنے جزا و سزا دو انکو بمقابلے
اس فعل کے جو دونون نے کمایا کہ غیر کا مال اپنے ہاتھون سے چرایا پس جزاءً کو نصب بنا بر آنکہ مفعول مطلق واقع ہی جیسے۔ **نَكَالًا**۔

شیخ ابن کثیرؒ نے حدیث مالک کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اس زمانہ مین بارہ درم کا تھا تو تین درم ڈھال کی قیمت چہارم
دینار ہوگیا پس دونون حدیثین معنے مین متفق ہین وقال المترجم اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا اور یہ مستبعد ہے کہ چہارم ہونے کو علت
ہوتی کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا اور اگر ایک دینار چھوٹا کہ آٹھ ہی درم
کا بنایا جاوے تو دو ہی درم مین حتی کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے پس اس حدیث کو مسئلہ مین اصل
قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اس زمانہ مین جبکہ آپ نے چہارم دینار کا حکم کیا تھا تو دلالت حال سے حکم معلوم
تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے تو کیونکر نفس دینار
مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار ایسے کہ تین درم ہون پس قول مالکؒ سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب حضرت عمرؓ
وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے و عمر بن عبد العزیز و لیث بن سعد و اوزاعی و شافعی و اسحاق و ابو ثور و داؤد ظاہری کا قول ہے قال المترجم
امام مالک نے جو اثر حضرت عثمانؓ سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جبکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی نے اسحاقؒ سے
ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چراوے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمدؒ کا ہے اور امام
احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو اور اسوقت مین
چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے
کم مین تو عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے انھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار قال المترجم اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت
معلومہ مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تا کہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے
کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے
غرض مالیت ہے اور اثر مالکؒ سے معلوم ہوگیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالکؒ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا
بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چرالے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب
دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک وزن کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے وزن سے زیادہ ہون پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا واما الامام ابو حنیفہ
واصحابہ ابو یوسف ومحمد وزفر وکذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانہم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہ و انکے شاگرد ابو یوسف
ومحمد وزفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنمین میل نہو واحتجوا بان ثمن المجن الذی
قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم وقد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر وعبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن وکان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا فہذا
ابن عباس وعبد اللہ بن عمرو قد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ۔ اور حجت ان
لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس ڈھال کی قیمت دس درم تھی اور ابو بکر
بن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دامونکی چوری مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے
اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہ ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت بیان کرنمین عبد اللہ بن عمر سے خلاف
کیا یعنے عبد اللہ بن عمرؓ نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی تو شبہہ پڑا تو جنھون نے زیادہ قیمت بیان کی ہے

صادق ہی لیکن شرع مین جس سرقہ مین ہاتھ کاٹا جائیگا وہ سرقہ ہی کہ چوتھائی دینار یا اُس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعی رح کا
مذہب ہی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درم یا اتنے کا مال ہی اور یہہی سنت نے ظاہر کیا کہ دایان ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے
دوبارہ چوری کی تو دوسری طرف کا پانون یعنے بایان پانون اُس جوڑ سے جہان قدم و ساق ملے ہین کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی
تو بایان ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر چوتھی بار چرایا تو دایان پانون کاٹا جاوے پھر اُسکے بعد اگر چرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعی کا
مذہب ہی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلی بار دایان ہاتھ اور دوسری بار بایان پانون کاٹا جاوے پھر تیسری بار اُسکو تعزیر دیجاوے گی۔
قال المترجم تحقیق کلام از ابن کثیر وغیرہ یون ہی کہ چور کے واسطے سزاے قطع زمانۂ جاہلیت مین بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہوئی تھی کہ اُنھون
نے خانۂ کعبہ کے خزانہ چرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن مین ہو گئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ
کے شرع مین یہ سزا بھی مُوافق وارد ہوئی اور ان سب پہ شروط زیادہ ہوے ہین اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہین کہ چور اگر
کوئی چیز چرالے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہی اسمین سرقہ کی مقدار مین کوئی تخصیص نہین ہی
پس ان لوگون نے مال مسروقہ مین کوئی مقدار محدود نہین رکھی اور یہ بھی قید نہین اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ چراوے اور تمسک انکا
اُس حدیث سے ہی جو صحیحین مین حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالے چور پر کہ
ایک بیضہ چراتا ہی پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور حبل چراتا ہی پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہی پھر سواے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے
سرقہ مین حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہی حتی کہ چارون ائمہ فقہ مین سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار مین علیحدہ
ہی پس امام مالک کے نزدیک تین درم سکہ دار کھرے یا اس قدر دامون کا مال یا اُس سے زیادہ کو اگر حرز سے چراوے تو ہاتھ کاٹا جاوے
اور اس سے کم مین سزاے دیگر کا اختیار ہی ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور حجت اُنکی حدیث ابن عمر رض ہی کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چرانے
والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درم تھی رواہ البخاری و مسلم ایضًا اور مالک رح نے کہا کہ عثمان رض نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے
دام تین درم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالک رح نے کہا کہ اس باب مین یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالک نے مؤطا مین
باسناد صحیح از عمرہ بنت عبدالرحمن روایت کیا کہ حضرت عثمان رض کے زمانہ مین ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمان رض نے اُسکی قیمت اندازہ کرائی پس
تین درم کو اندازہ کی گئی پس عثمان رض نے ہاتھ کاٹ دیا فقہاے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہ رض
مین سے کسی سے انکار ثابت نہین ہوا تو ایسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جا سکتا ہی اور اسمین دلالت ہی کہ پھلون کی چوری مین
ہاتھ کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمین خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہوگی کہ وہ توڑ کر حرز مین کر لیا گیا ہوگا اور نیز یہ اثر
بحیثیت مذکورہ حنفیہ و شافعیہ دونون پر حجت ہی کہ اول نے دس درم اور دوم نے چہارم دینار کا کیون اعتبار کیا کیونکہ اسمین تین درم کی مقدار
مذکور ہی **قال المترجم** اس حدیث و اثر مین اگرچہ یہ تصریح نہین کہ تین درم سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تصریح آتی ہی ہان یہ حدیث فعلی ہی قولی
نہین اور اثر عثمان رض انکا خود فیصلہ ہی وہ حدیث مرفوع نہین ہی اسکو یاد رکھو اور آگے چلو پھر **شیخ ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ امام شافعی رح نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے
کے واسطے چوتھائی دینار یا اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل انکی حدیث عائشہ رضہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار
یا زیادہ مین رواہ البخاری و مسلم **قال المترجم** اس روایت مین اگرچہ یہ تصریح نہین کہ اس سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم مین یون ہی کہ نہ
کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چہارم دینار مین یا زیادہ مین **قال ابن کثیر** یہ حدیث قولی فاصل ہی اس مسئلہ مین اور چہارم دینار معتبر ہونے مین نص ہی

خطاب کرکے کہتا ہی کہ اے معن کے کرم تو ہی معن سے میری حاجت کو چپکے سے بیان کردے کیونکہ معن ایسا کریم ہی کہ اُسکے پاس کسی غیر کی سفارش کی ضرورت نہین وہی خود بذریعۂ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہی پھر وسیلہ بیان محبت و معرفت الٰہی ہی اور اسی سے اسکی طرف استعانت ہی کہ بندہ مراد کو پہونچ جاتا ہی **قال المترجم** سلسلہ کلام یون ہی کہ ظلم و غدر یہود و اہل کتاب پھر قصۂ ہر دو پسر آدم علیہ السلام و نیک کا نیک و بد کا بد انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر نہونا اور وہی فساد و ظلم کیے جانا جسکا نتیجہ پہونچنا عین عدل ہوا پھر سزائے اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا سے منھ موڑ کر اوتعالےٰ کی طرف تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون ذرخ لیتے ہین اور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین اُنکے ہاتھ قلم کرو

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا اُنکی کمائی کی تنبیہ اللہ کی طرف سے اور اللہ زور آور حکمت والا ہی پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہی بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہی سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا ـ جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ دو ف سرقہ بکسر الراء اُس چیز کا نام ہی جو چُرائی جاوے اور سرق مصدر ہی اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہی کہ ظاہر کھلے ہوے لے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہو گئی پھر سرقہ مین سارق مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہی جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ـ مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورتون مین ہی پھر قولہ فاقطعوا ایدیہما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کردینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو لس یدیہما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہی جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ـ مین قلباکما ـ نہین آیا ہی اور مراد ید سے یہان داہنا ہاتھ ہی اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قراءۃ ابن مسعود رضہ کے کہ فاقطعوا ایمانہما یعنی دونون کے دائین ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہی **و قال ابن کثیر** یہ قراءت شاذ ہی صرف مؤید اس تفسیر کی ہی کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہی ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے یہ بات متعین ہو گئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہی پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہی اور جمہور سلف و فقہ کے چارون اماموں کے قول مین مراد پہونچا تک ہی کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہی کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہو جاوے اور یہی صحیح حدیثون مروی ہی قال المفسر و بینت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا ـ وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسرے من مفصل القدم ثم الید الیسری ثم الرجل الیمنی و بعد ذلک یعزر ـ اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرمادیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال لغت مین سب پر

کفر بڑی جہالت و اندھاپن ہی جس سے دنیا کی سمجھ جو حواس سے متعلق ہی چاہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت و راہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہی
اُسمین بالکل نادان ہوتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین فرقہ نصاری کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامو نمین کتنے ہوشیار اور ہوش و حواس والے ہین اور
دین کے معاملہ مین وہی تین خدا کہے جاتے ہین اور جب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لہذا اللہ تعالے نے قولہ
وما ہم بخارجین منہا۔ سے جو مفہوم تھا اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ اور اُنکے لیے عذاب دائمی ہے
ف مقیم بمعنے ٹھہرا ہوا کہ جنبش نہ کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہی اور اُسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کر دیا کہ یہ مخصوص کافرون کے
لیے ہی اور گنہگار مسلمانون کے حق مین ایسا نہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانونکا دوزخ سے نکلنا مصرح ثابت ہوا پس فرقہ معتزلہ وغیرہ
جو کہتے ہین کہ مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہی تو اُنکا قول مردود ہی جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور
احادیث سے مصرح ثابت ہوا اور تعجب ہی زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع وضعیف و غریب و منکر
ہین استدلال مین پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت وجماعت نے گڑھ لی ہین صاحب
فتح البیان نے سچ کہا کہ ایسے ناواقف و بیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہی وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے
فن سے وقوف نہین اور صحیح وضعیف و موضوع مین اُسکو تمیز نہین ہی یہ کتنی بڑی جہالت ہی کہ موضوع و منکر سے تو دلیل لاوے اور گنہگار
مسلمانونکے دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع بتلادے لیکن مترجم اہل ایمان و انصاف کی آگاہی کیواسطے
اختصار سے بیان کرتا ہی واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث و اخبار سے جو بتعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کچھ گنہگار اہل توحید و اسلام
اگلی امتونکے اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انس رض سے روایت
ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اُس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تو نے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی بُرا
ٹھکانا ہی حکم ہوگا کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہی کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا اور تعالے فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی اس سے بہت
آسان تجھسے کہا گیا مگر تو نے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاؤ رواہ مسلم والنسائی والبخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالے جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوین گے
تو ابن صہیب نے کہا کہ اللہ تعالے تو فرماتا ہی کہ یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا حضرت جابر رض نے جواب دیا کہ آیت کو
اول سے پڑھ یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض الی آخر الآیۃ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہی جو کافر ہین رواہ
ابن مردویہ واحمد ومسلم فی صحیحہ وابن ابی حاتم وابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابر رض
کی تحقیق کرنے اور قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق
کے جواب مین ابن عباس سے روایت کیا ہی بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات دین سے ہوگیا ہی اسواسطے کتب
عقائد مین بیان کیا جاتا ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اشارہ ہی کہ حسن تقوی ہی اچھا
وسیلہ ہی اور تقوی یہ کہ سوائے اللہ تعالے کے سب سے نظر اُٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقوی سے اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے
کہ سوائے حق تعالے کے بندون کا اُسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہی کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہی یہ عمدہ معنے مفہوم ہین
چنانچہ تو دیکھ کہ شاعر کہتا ہی ؎ ایا جود معن ناج معنا بحاجتی + فلیس الی معن سواہ شفیع + یعنے معن جو مرد کریم و سخی ہی اُسکی صفت کرم کو

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہی کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیر ان ائمہ صالحین سے مروی ہوئی اسی معنے کر ہی اور مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہی اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص منزلت جنت کا نام بھی ہی اور وہ منزلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہی یہان مراد نہین ہو سکتی ہی اور یہ عرش سے سب چیز سے زیادہ قریب ہی عمرو بن العاص رضی نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو تم بھی اُسکے مثل کہتے جاؤ پھر مجھپر درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالے اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہی پھر اُسکے بعد تم میرے واسطے درخواست کرو کہ اللہ تعالے وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہی کہ اللہ تعالے کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے ہو سکتا ہی اور مجھے امید ہی کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم اور یہ معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابوہریرہ رضی سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس اور ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہی معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ **وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ** - لاعلاء دینہ - یعنے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اُسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی اللہ تعالے کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان کرکے پوچھا کہ انہین سے اللہ تعالے کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہی الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالے سے تقوی رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** تفوزون تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالے نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام و ممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہی پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُن مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال و عقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مباین از اول فریق ہین اسیواسطے ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا** - جو لوگ کفر و شرک پر مرگئے۔ **لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا** - اگر یہ صورت فرض کیجائے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال و خزانہ وغیرہ ہی سب انکے لیے ہی۔ **وَمِثْلَهُ مَعَهُ** - اور اسیکے برابر اور بھی ہی۔ **لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ** - تاکہ قیامت کے عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ **مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ** - اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ۔ **وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** - اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولہم ای لا العصاۃ المسلمین - یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب الیم ہوگا اورون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا اور نیز گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھاکر نکالے جاوینگے برخلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا۔ **يُرِيدُونَ** ای یتمنون۔ **أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ** - تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے ولیکن حکم قطعی ہوچکا کہ۔ **وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا** - کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین۔ اسیواسطے جملۂ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید و استمرار سے بیان کیا تاکہ سمجھ لیا جاوے اور رجعہ نکہ

طرف نہیں ہی بین تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرکے آیا ہون تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سچا ہی اور اسکا ہاتھ پکڑ کے مروان بن الحکم کے پاس لائے اور وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کرکے آیا ہی تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہیں اور نہ قتل ہو سکتا ہی پس وہ سب مواخذہ سے چھوڑ گیا پھر علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر مین جہاد کو روانہ ہوے پس رومیون سے مقابلہ ہوا پس ان لوگون نے اپنی کشتی کو انکی کشتی سے قریب کردیا پس علی اسدی حملہ کرکے رومیون کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اسکے سامنے بھاگ کر کشتی کے دوسرے کنارے پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھا کر لوٹ گئی اور سب کے سب سمندر مین غرق ہوگئے **قال المترجم** اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اُس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُسکی راہ مین

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ

شاید تمہارا بھلا ہو جو کافر ہین اگر اُنکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہی سارا اور اُسکے

مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ساتھ اُتنا اور کہ چھڑوائی مین دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ اُنسے قبول نہ ہو اور اُنکو دُکھ کی

اَلِیْمٌ ○ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۚ وَلَهُمْ

مار ہی چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اور اُنکو

عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

عذاب دائم ہی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ - خافوا عقابہ بان تطیعوہ - یعنے تقوی کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ - یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو باین طور کہ اللہ تعالےٰ کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو **وَابْتَغُوْٓا** ای اطلبوا اور طلب کرو - **اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ** - اللہ تعالےٰ کی طرف وسیلہ - ای ما یقربکم الیہ من طاعتہ - یعنے وہ چیز ڈھونڈو جو تمکو اللہ تعالےٰ سے نزدیک کرے جو اُسکی بندگی ہی در اصل وسیلہ وہ چیز ہی جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی ہی اور مراد اس سے وہ چیز ہی جس سے قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ تقرب ہین انہین سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلی وسیلہ ہی اور بعضے صوفیہ کی عبارات جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ کافرون سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہی اور نفس کشی بڑا جہاد ہی تو مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہی اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات مین پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہی کیونکہ یہ دشمن سامنے نہیں اور چوٹ نہیں کھاتا اور حاوی ہو رہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جو بندے خالص نیت سے تقوی کے ساتھ جہاد کرتے ہین تو ظاہر ہی کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونو نکے جامع ہین اور سابق مین مختصر عبارت مین اسکے فضائل بیان ہو چکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباس رض سے مروی ہی وہی مجاہد و ابو وائل و ابن زید وبہتیرون سے مروی ہی اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیۃ قولہ اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ الآیۃ پڑھ دی اور قتادہ رح نے کہا یعنے اُسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو **قال الشیخ ابن کثیر** تقوی کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہی

رحیم ہی یعنے توبہ کرنے سے جو اُنھون نے بُرائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہی۔ عبر بذلک دون فلا تحدوہم لیفید انہ لا یسقط عنہ بتوبتہ الاحدود اللہ تعالے دون حقوق الآدمیین کذا ظہر لی ولم ار من تعرض لہ واللہ اعلم فاذا قتل واخذ المال یقتل ویقطع ولا یصلب ہو اصح قولی الشافعی ولا تقبل توبتہ بعد القدرۃ علیہ شیئا وہو اصح قولیہ ایضا۔ یعنے اللہ تعالے نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور رحیم ہی اور یون نہین فرمایا کہ تم اُنکو سزاے مذکور مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ اُسکے توبہ کرنے سے فقط اللہ تعالے کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خالص سزا گناہ کی اللہ تعالے نے مقرر کی ہی وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ساقط نہونگے چنانچہ جسکا مال لے لیا ہی یا تو اُسکا مال دیوے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کراوے پھر مفسرؒ نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ظاہر ہوا اور مین نے نہین دیکھا کہ کسی مفسرؒ نے اس سے تعرض کیا ہو واللہ اعلم اور مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آخر آیۃ السرقۃ مین اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیر نے متنبہ کر دیا ہی چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد اللہ قبل افادہ حضرت مفسرؒ کے اسی کلام پاک سے ظاہر ہوگیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسر کے قابل اعتماد ہوگیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہی کہ اُمین لوگون کو تنبیہ ہی کہ خلق الٰہی پر کاربند ہو کر وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے فان اللہ غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم فرمایا فافہم واللہ اعلم اب تلخیص افادہ شیخ الحافظ ابن کثیر یہ ہی کہ یہ عفو و مغفرت درصورتیکہ آیت دربارۂ اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہی تو ظاہر ہی اور رہے گنہگار مسلمان جنھون نے محاربہ کیا پس اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تو وجوب قتل و سولی و قطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین اور ظاہر آیت یہی کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضؓ کا عمل تھا چنانچہ شعبیؒ نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ و فساد ہوا پھر اُسنے حسن بن علی و ابن عباس و عبد اللہ بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علی رضؓ سے اسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علی رضؓ نے اسکو امان نہ دی پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین اللہ تعالے نے فرمایا کہ انما جزاء الذین تا قولہ ان اللہ غفور رحیم تو آپ اسمین کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعیدؒ نے کہا کہ یا امیر المومنین ایسا شخص جاریہ بن بدر ہی رواہ ابن جریر اور نیز شعبی نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابو موسیٰ رضؓ کے پاس جبکہ وہ زمانہ خلافت عثمان رضؓ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا اور ابو موسیٰ نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُنسے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہی مین فلان بن فلان المرادی ہون مین نے اللہ و رسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کر کے حاضر ہوگیا تب ابو موسیٰ کھڑے ہوگئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہی اور قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کر کے آیا اور پہلے محاربہ کر چکا ہی پس اب اس سے کوئی سواے بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہی تو سچی راہ پاویگا اور اگر جھوٹا ہی تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص جب تک اللہ تعالے نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہون مین ماخوذ ہو کر قتل ہوا رواہ ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی و محاربہ کیا اور راہ خوفناک کر دی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام و امام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اُسنے خود توبہ کر لی ورباب یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم پس ٹھہر گیا اور کہا کہ اے بندہ خدا اسکو دوہراؤ اُسنے پھر یہی آیت پڑھ دی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کر لی پھر تائب ہو کر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کر کے مسجد رسول اللہ صلعم مین آکر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابو ہریرہ کے گرد اُنکے اصحاب کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہوگیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اُسکی طرف کو کھڑے ہوے اُسنے کہا کہ تمھارے لیے کوئی راہ اب میری

خلاف جہت سے کاٹ دے یا ہاتھ کاٹے اور ابو یوسف و اوزاعی کے قول میں ہر صورت میں قتل ضرور ہے اور روایہ کہ یوں ہی زندہ
سولی دیا جاوے یا پیٹ میں نیزہ مار کر اور اُتار لیا جاوے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ میں مذکور ہے اور حنفیہ کے نزدیک باغی و رہزن کے
جنازہ پر نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آیت اُنکے نزدیک مسلمان راہزنوں کے واسطے ہے پھر قولہ تعالےٰ او ینفوا من الارض بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے
کہ نکلکر تلاش کیا جاوے تاکہ گرفتار ہو پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دار الاسلام سے نکلکر کافروں کے ملک میں چلا جاوے رواہ ابن جریر عن
ابن عباس و انس بن مالک و سعید بن جبیر و الضحاک و الربیع بن انس و الزہری و مالک و دوسروں نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر
یا صوبہ کو نکالا جاوے اور دوسروں نے کہا کہ نفی سے مراد یہاں قید خانہ میں بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب کا قول ہے اور زمین سے
نفی یا یہ معنے ہوئی کہ روے زمین کشادہ ہے اور اسپر کھلا پھرتا تھا اب بند ہو کر تنگی میں گیا پس روے زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا
کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر میں قید خانہ میں بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر اور قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ
اس امت میں حضرت عمر رضی نے پہلے قید خانہ میں قید کرنا نکالا اور کہا کہ میں بند رکھونگا اور دوسرے شہر میں نہ نکالونگا کہ وہاں لوگوں کو آزار پہونچاوے یہ
سزا اُن کاروں کی ہے جو محاربت کریں اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ اُن کے لیے دنیا میں
خواری ہے اور اسی خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم میں جو مسلمان مصلوب ہوا سپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ۔ اور آخرت میں اُنکے لیے عذاب دوزخ ہے۔ اسی سے بعض علما نے کہا کہ یہ آیت مشرکوں کے حق میں یا مرتدوں کے حق میں ہے
اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے ولیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکوں کے حق میں مخصوص ہے کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوے
تھے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا میں کوئی حد مقرر ہے اور وہ سزا اُسکو دیگئی تو یقینی نہیں کہ عاقبت میں
اسکے واسطے اب عذاب ہوگا چنانچہ اسی آیت میں آخرت میں عذاب عظیم کی تہدید ہے پھر اللہ تعالےٰ قادر مختار ہے چاہے اس مستحق کو وہاں عذاب کرے
اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہے اگرچہ ایک جماعت علما نے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہیں رہتا بدلیل چند
احادیث کے حالانکہ اُنسے حجت تمام نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اور اس آیت میں یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکوں کے واسطے ہے اور سے گنہگار
مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامت رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتوں سے عہد لیا ویسے ہی ہم سے
عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کریں اور چوری نہ کریں اور زنا نہ کریں اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور نیک کام میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکریں پس جسنے تم میں سے عہد وفا کیا اسکا ثواب اللہ تعالےٰ کے پاس ہے اور جسکو اس میں سے کوئی بات پہونچی
اور وہ سزا دیدیا گیا تو وہ اُسکا کفارہ ہوگیا اور جسکے حق میں اللہ تعالےٰ نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالےٰ کو اختیار ہے چاہے اُس کو
عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور
اللہ تعالےٰ نے اُسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالےٰ بڑا کریم ہے اُس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اُسپر دوبارہ مواخذہ کرے رواہ احمد
والترمذی و ابن ماجہ و قال الدارقطنی رفعہ صحیح و قد روی موقوفا اور پوشیدہ نہیں کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہو جاتا ہے پھر آیت میں
ایک تاویل یہ بھی ہے کہ قولہ ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اُسوقت ہے کہ توبہ نہوئی ہو ولیکن آگے خود فرمایا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
یعنے محاربہ کرنے والوں و رہزنوں میں سے جن لوگوں نے توبہ کرلی مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ
تم قابو پاؤ یعنے گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلی تو۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالےٰ غفور

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین تسمیل مذکور ہی اسکے یہی معنے بیان کیے کہ
اُنھون نے چرواہے کے ساتھ یہی کیا تھا پس اُسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت مین صریح مذکور ہی اور بعض نے کہا
کہ پھر نزول آیت سے عذاب منصوص ہو گیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا وہ دور ہوئی اور بعض نے کہا کہ جب حضرت
صلعم نے مثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیر رض سے کسی نے اونٹ کے پیشاب کا مسئلہ پوچھا تو
اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو پاک نرہے پس
صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ اُسکے پینے کا حکم تو بعض نے کہا کہ بدلیل
اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی اور جو منع ہی اُسمین شفا
نہین جیسا کہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی حدیث لینا ضرور ہی اور
بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر عرینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اُسکی تعریف مین صحیح حدیث مین ہی کہ وہ
پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلیدونکو یہ پاک ناموافق ہوا تو اُنکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا جس سے چنگے ہو گئے
لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستونمین ہو اور اسی عموم سے جمہور علما نے
استدلال کر کے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی مذہب امام مالک و اوزاعی و لیث
بن سعد و شافعی و احمد رح کا ہی یہانتک کہ مالک رح نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کر کے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس مسلمانونکا سردار
اُسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہوگا اور امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب نے کہا کہ محاربت فقط راستونمین ہو سکتی
ہی اور شہرون یعنی آبادیونکے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہونچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین
مالک رح نے بھی آبادی مین محاربت نہونا فرمایا ہی جیسا کہ ابن المنذر نے نقل کیا پھر قولہ تعالی ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر
کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صورتونمین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہ رض نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جسنے اسلام
مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے اور
چاہے سولی دے اور چاہے اُسکے ہاتھ پانوٴن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیب و مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی یہ سب
ابن جریر نے روایت کیا اور یہی انس بن مالک رض کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استنباط ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآن مین بھی لفظ او سے تخییر
مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک دربارہ ترفہ در احرام۔ اور جمہور علما نے کہا کہ آیت مین او مختلف صورتونمین
مختلف حکم کے واسطے ہی جیسا کہ امام شافعی رح نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوامۃ عن ابن عباس۔ رہزنونکے
حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کر کے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط
قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ و پانوٴن خلاف جہت سے کاٹے جاوین اور اگر مال
بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اُس سرزمین سے خارج کیے جاوین وقد رواہ ابن ابی شیبۃ ایضا بنحوہ اور ابو مجلز و سعید بن جبیر
و ابراہیم نخعی و حسن و قتادہ و سدی و عطاء خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف صالحین و ائمہ فقہ کا قول ہی ولیکن در صورتیکہ
اُسنے راہ گیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی دینے سے پہلے چاہے اُسکے ہاتھ و پانونکو

لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین بلکہ یہ تو عین اسکی دلیل ہی کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہی جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت مین یون فرمایا کہ فان تابوا من قبل ان تقدروا علیهم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم ۔ یعنے تمھارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو اللہ تعالے بخشنے والا ہی حالانکہ مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑکر اسلام لاوے تو معاف ہوجاتا ہی بدلیل آیت و حدیث و اجماع مذکورہ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانون کے حق مین ہی جو نکلکر راہزنی کرین اور یہی قول ابو حنیفہ و مالک و شافعی وغیرہم کا ہی اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہی پھر تفسیر ابن کثیرؒ مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رضہ ہی کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد و پیمان تھا اُنھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعہ نے آنحضرت صلعم کو اختیار دیا کہ عقوبتہاے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد عن ابیہ سعد بن ابی وقاص آنکہ نزول اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) **قال المترجم** یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین **قال ابن کثیر** صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہی اور **قرطبیؒ** نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا اُن مسلمانونکو بھی شامل ہی جو اسطرح محاربہ و فساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین ہی پھر واقعہ نزول جسکا حاصل **شیخ سیوطیؒ** نے ذکر کیا ہی تفسیر ابن کثیر مین اسطرح مذکور ہی کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر قبیلۂ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب و ہوا سے انکو اجتوا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پانون دُبلے پڑگئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ انکا موت اور دودھ پین اُنھون نے یہی کیا جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے پھر آنحضرت صلعم نے اُنکے نشان قدم پر لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑ آئے تو حضرت صلعم نے اُنکے ہاتھ پانون جانب خلاف سے کٹوائے اور آنکھون مین کیلین گڑوائین اور حرہ مین اُنکو ڈلوا دیا حضرت انس رضہ نے کہا کہ مین نے اُنکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی اُنکا زمین چاٹتا ہی یہانتک کہ سب مرگئے اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ ۔ رواہ البخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین ہی کہ یہ لوگ قبیلۂ عکل و عرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہی کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاؤا الذین الآیہ اور بعض روایات مین ہی کہ جریر بن عبد اللہ البجلی کو سردار کرکے بیس سوار انصاری اُنکے پیچھے روانہ کیے تھے اور اُنکے ساتھ ایک قیافہ دان کردیا تھا جو ان لوگون کے نشان قدم پر پیچھے جاتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے بھونکے تھے اسکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین کیلین چبھوئی تھین اور عبد الرزاق نے ابوہریرہ سے قصہ روایت کیا پھر ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ انھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاؤا الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی تسمیر چھوڑدی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمۃ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اسمین ہی کہ پھر جب اونٹون کا موت اور دودھ پی کر توانا و تندرست ہوے تو اُنھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹونکا نگہبان چرواہا تھا یہ ظلم کیا کہ پچھاڑکر اسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے تھے پھر اونٹ ہانک لیگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ ایک جماعت صحابہ رضہ سے مروی ہی اور سعید بن جبیر نے بھی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد کبھی کسیکو مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ مثلہ ست کرو (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعا صحاح مین

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور اُنکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر و تشریح ہے اور مترجم چاہتا ہے کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ **اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ**۔ محاربت لڑائی و جنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہے لیکن حقیقت مین آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہے تو مراد آنکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین۔ یعنے اللہ تعالے ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہے کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم و تشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت و عظیم ہونے کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ ورسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا ورسول سے تعدی و جدال کے ساتھ خلاف کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے و راہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد کرنے پر سعی کرنا کسی طرح کے شر و فساد پر صادق ہے یہان تک کہ سعید بن المسیبؒ بہتیرے سلفؒ نے کہا کہ درم و دینار کا قرض بھی ملک مین فساد کرنے مین شامل ہے تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہے قولہ۔ **وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا**۔ اور فسادًا کو نصب بنابر آنکہ حال ہے ای مفسدین یا مفعول لہ ہے یعنے لغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ نے فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہے چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہے اور خبر اسکی قولہ۔ **اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا**۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ **اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ** یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی وارجلہم الیسری۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے جاوین۔ **اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ**۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت واقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہے جو مقام دوم ہے پس اسمین دو وجہ ہین ایک کہ نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہے یا کسی گروہ سے مخصوص ہے یا منسوخ ہے پس تلخیص تفسیر **شیخ ابن کثیرؒ** ہے کہ عکرمہ و حسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہے کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کرلی تو سزاے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے سے سب گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی و ابوداؤد نے روایت کیا **قال المترجم** شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کرلینے سے سزا یاب ہونا جو آخر آیت ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ مشرک جب اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہوجاتا ہے وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو جرم کرچکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ۵۔ اور فی الحدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

مار ڈالا اور اسیطرح اسکے مقابلہ مین فرمایا۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا۔ اِن اتنع من قتلہا۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ
باقی رکھا بایں طور کہ اُسکے قتل سے باز رہا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا
اور کفر چھوڑ دیا اور مثلاً جو رہ و والا ہو کر شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنیوالا
شرع مین واجب القتل ہی اور لوگ کہتے ہین کہ یہ مفسد مرجاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے
اور جلتے کو بچاوے جب ایسا کرے۔ فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ گویا اس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت
نفس واحد کو معصوم و محفوظ رکھنا اُسکے سب ہم شکل کا حفظ ہی۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے
پاس۔ رُسُلُنَا۔ ہمارے بہت رسول۔ بِالْبَيِّنٰتِ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان ازلی
بدبختون کو کچھ فائدہ نہوا۔ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔ پھر اس کے بعد
بھی اُنمین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ و فسادات کے مرتکب ہو کر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے
ہین ف قال فی العرائس قولہ من احیاہا الخ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اس نے
بدکام پورا کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرمت تو نظر سے کھوئی پھر اگر سب شہوات و
گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کر ڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہی اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب
خیر اسکی نیت سے سرانجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کرلیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مومن کی بھلائی کی نیت اُسکے
کرنے سے بہتر ہی اسمین ایک اور اشارہ ہی کہ اوتعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلاف انمین از راہ استعداد پیدا کی
پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اُسکا اثر تمام نفوس مین پہنچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہو یا نہو اور جسنے نفس مومن کو یاد الٰہی
و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر و برکت تمام
نفوس مین پہنچتا ہی پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤن کو سخت تہدید ہی اور ہدایت کے پیشواؤن کو تشریف و تحسین ہی

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا
یہی سزا ہی اُنکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اُنکو قتل کرے
اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ
یا سولی چڑھائے یا کاٹے اُنکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اُس ملک سے
لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ
اُنکی رسوائی ہی دنیا مین اور اُنکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی
قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ع
تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی

ونزل فی العرنیین لما قدموا المدینۃ وہم مرضی فاذن لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الی الابل ویشربوا من ابوالہا والبانہا فلما صحوا قتلوا
الراعی واستاقوا الابل۔ اور نزول اس کلام کا عرینہ کے چند آدمیون کے بارہ مین ہوا جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

ملک مین تو گویا مار ڈالا سب لوگون کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگون کو

وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝

اور لاچکے اُن پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُنہین اسپر بے ملک مین دست درازی کرتے ہین

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۔ الذی فعلہ قابیل ۔ یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا ۔ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ہمنے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہے پس فرض کردینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہان اشکال پیش کیا کہ بنی اسرائیل پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہے تو اسمین اور واقعہ قابیل و ہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہے **مترجم** کہتا ہے کہ یہ اشکال فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کردی گئی کہ قاتل اس لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کرکے ہتک حرمت کی تو گویا اُس نے تمام جہان کو قتل کر ڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہے پس اس بیباک و بے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہے جیسا پہلے گذر چکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب ۔ بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین و اہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہے کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک ۔ یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لادے پھرنے سے خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہے کہ یہ کچھ نہین ہے اور صحیح قول جمہور ہے اور واضح رہے کہ **مترجم** نے جو تقریر کردی اُس سے یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا ۔ سے وہم ہوتا ہے کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق اُن کا حادث ہوتا ہے پس اس ایجاب و کتابت سے اظہار مقصود ہے نہ ایجاد اصل حکم فافہم **قال ابن کثیر** چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم و عدوان سے قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض مشروع کیا اور اُن کو آگاہ کردیا کہ ۔ اَنَّهٗ ای الشان ۔ بات یہ ہے کہ ۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ ۔ جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا ۔ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ ۔ یا بغیر فساد کے ارتکاب دوسرا النفس مرتکب ہوا ہو ۔ اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ گویا اُسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالے نے پیدا کیا اور اسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا اور اس کی حرمت رکھی کہ اسکو نہ مٹاوے پس جسنے اُسکو مار ڈالا اُسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمدًا قاتل و راہزن و زانی کا احترام نہین ہے یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمدًا ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے قاتل نفس کی حرمت اُٹھادی گئی ہے اور نیز خاص کردیا کہ بغیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہے لہذا جب اُسنے کفر کیا تو اللہ تعالے خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اُسنے مار ڈالا کیونکہ کافر مردہ برابر ہے پس اسی سے جہاد مشروع ہوا باوجودیکہ اگر کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی اُنکا قتل نہوگا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ مرد جورو والا ہو اور عورت خاوند والی ہے بلا عذر قتل نفس ہے پس اسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جامین ہلاک کرنا ہوا ایسے نفوس کی حرمت بھی اُٹھادی گئی حاصل آنکہ جن نفوس کی حرمت خود اُٹھادی گئی ہے اُنکے سوا باقی سب نفوس محفوظ و محترم ہین اُنمین اگر ایک کی ہتک حرمت کی تو گویا سبکو

اپنے بھائی کا قاتل ہوا وہ دوزخیون سے ٹھیک بٹوارہ کرتا ہی کہ دوزخیون کے عذاب کا آدھا اسپر ہوتا ہی اور ابن جریر نے ابن عمر رضہ سے اور ابراہیم نخعی سے معنے حدیث مرفوع کو بھی موقوفا روایت کیا ہی پھر جب قابیل قاتل قتل کر چکا تو اُسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطی رحمہ نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع بہ لانہ اول میت علی وجہ الارض من بنی آدم فحملہ علی ظہرہ۔ پھر قاتل مذکور کو کچھ نہین سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے زمین پر یہ پہلی میت تھی پس اُسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ اور سابق مین سدی رحمہ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو میدان مین پڑا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حیرت مین تھا کہ کیا کرے۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ۔ پس بھیجا اللہ تعالےٰ نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین مین ف اللہ تعالےٰ نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور چونچ و پنجون سے زمین کرید کر اسکی مٹی دوسرے کوے پر جو مرا ہوا اُسکے ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہی کہ دو کوے لڑے یہانتک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا۔ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ۔ تاکہ اُسکو دکھلاوے کہ اپنے بھائی کی سوأۃ کو کیونکر چھپاوے اور سوأۃ بمعنے جیفہ ہی یعنے مردہ بدن۔ اور نیز سوأۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہی کما قال تعالیٰ بدت لہما سوآتہما الآیہ۔ چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سوأۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو۔ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ۔ کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے کے مثل ہوتا۔ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ۔ تاکہ اپنے بھائی کے مردے کو پوشیدہ کر دیتا۔ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ۔ پس شرمندہ ہو گیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا واضح ہو کہ ندامت اُسکو اس بات پر نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسر رحمہ نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کہ کچھ حاصل نہ نکلا ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ اذ قربا قربانا فتقبل الخ۔ ازل مین جسکے واسطے عنایت الٰہی شامل نہین ہوئی تو اُسکی انتہائی نکوئی و طاعت سب بُرائی و معصیت ہو جاتی ہی ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالےٰ کے واسطے قربان کی اور قابیل نے بغاوت و حسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کر گیا۔ قولہ انما یتقبل اللہ من المتقین ہابیل نے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہو چکی ہی پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول و طاعت قبول ہی کہ بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہل رحمہ نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے کے لیے تقوی و اخلاص دو شرط ہین ابن عطا رحمہ نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون سلامی رحمہ نے کہا کہ قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ مین یاد الٰہی ہی چنانچہ فرمایا و اسجد و اقترب۔ یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر قال المترجم حدیث مین ہی کہ سب سے زیادہ نزدیک اللہ تعالےٰ کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہی کہ سجدہ مین ہوتا ہی اور اہل خوف کی علامت یہ ہی کہ وہ کسی سے قتال نہین کرتے کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کرکے وسیلہ ساقط رکھتے ہین قال المترجم قابیل نے جونکہ مطیع نفس و بندہ واسطہ تھا بخواہش نفس اُسنے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور جو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا اسکا ہتک کیا لہذا فرمایا

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

اسی سبب سے | لکھا ہمنے | بنی اسرائیل پر | کہ جو کوئی | مار ڈالے ایک جان سوا سے بدلے جان کے | یا فساد کرنے پر

قول سدی از ابن عباس و ابن مسعود و جماعۃ صحابہ جو ابتدائے قصہ مین بروایت ابن جریر تھوڑا مذکور ہوا اسکا تتمہ یہ ہی کہ پھر قابیل کے
نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی راے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش مین رہا اور ہابیل جسکی عمر بیس برس
کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑ و نکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک روز تلاش کر پایا اور وہ سوتا تھا اس پتھر اٹھا کر اسکا سر کچل دیا اور
میدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہی کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اسکے روبرو ایک جانور کو پتھر سے سر کچل کر مارا اسنے سیکھ لیا رواہ
ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہی کہ خود اسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام سے آکر ماجرا بیان کیا انھون
نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دوبار سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھپر اور تیری بیٹیون پر یہی چیخ رہے اور مین اور میرے
پسر اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہی کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور ہر چیز کا مزہ و رنگ متغیر ہوا اور
قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑ گیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل نے کہا کہ مین مارتا تو خون ظاہر ہوتا تبھی سے خون زمین مین جذب ہونا ممنوع ہوا
و من الواقدی حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین و عن محمد بن اسحٰق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھکر نہین چھپایا تو
حام کا جسم سیاہ ہو گیا اور حبشی اُسی کی اولاد ہین نقل ہی کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے ہی کہ جسنے
کہا کہ آدمؑ نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہی تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہی کہ ہابیل کے قتل سے پچاس برس بعد
اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے شیثؑ کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیثؑ کو اللہ تعالیٰ نے ساعات شب و روز و اوقات عبادت مخلوق
سکھلائے و پچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدمؑ کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود و مطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان کی
راے سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی و عن مجاہدؒ اولاد قابیل نے بربط و طنبورہ و مزامیر و ڈھول باجے وغیرہ آلات اہو
نکالے اور شراب خواری و آتش پرستی و زناکاری و فواحش مین منہمک ہوے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالیٰ نے سب کو
غرق کر دیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ
دانا تر ہی کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور اُنپر اعتماد کرنا نہین چاہیے
اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرزند آدم اور اُنکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کرنیکی
خبر فرمائی ہی وہ قطعی ہی اور جو فائدہ چاہیے وہ اُسی قدر سے حاصل ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور ہی خصوص جیسے یہ بات کہ کس
کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدمؑ موجود تھے کہ نہ تھے
ان سب باتون پر قطعی یقین نہین ہو سکتا اور دین مین اُسکی حاجت نہین کہ ہم اُسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر ہوئی ہی
اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم ۔ یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
بمطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہی چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا و آخرت مین خوار و خراب ہوا چنانچہ دنیا مین قیامت تک
بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی ستانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور آخرت مین عذاب جہنم کی
سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ و خواری وہ ہی جو امام احمدؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی نفس
نہین قتل کیا جاتا ہی ظلم سے مگر اسکے اول پسر آدمؑ پر اُسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہی کیونکہ اُسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا ہی و قد رواہ البخاری
و مسلم و بقیۃ الجماعۃ غیر ابی داؤد و بس یہ نہایت صحیح حدیث ہی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم یہ بات پاتے ہین کہ آدمؑ کا جو بیٹا

له البغوی یعنی اسکے اشرفا کی طرف سے ... ۱۲

نفس مطمئنہ انہین سے ہی اختیار کریگا کہ جہنمی ہونے سے بچے پس قولہ انی ارید ۔ کے معنے یہ کہ انی اختیر ۔ یعنے مین ان دونون باتومین سے یہ
اختیار کرتا ہون کہ توہی ای قاتل جہنمی ہو اور مین نہون اور یہان ایجاز لطیف بحسن بلاغت ہے کہ جو مذکور ہے وہ محذوف پر دلالت کرتا ہے پھر قولہ تعالے ان
تبوء باثمی واثمک ۔ کے معنے مین مفسرین نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالیٰ الاتزر
وازرۃ وزر اخری یعنے نہین اٹھائی کوئی جان کسی دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ پھر
اسکے گناہ اور قتل کرنیکا گناہ عظیم ہوتا ہے تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو پھرے اس گناہ کیساتھ جو
تجھپر ہو جاتا اگر مین تیرے قتل پر حریص ہوتا اور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ
جو میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہو چکے ہین وہ بھی تیرے تجھپر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جاوین اور اس سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول
کے گناہ لد جاتے ہین بلکہ باین معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی
نیکیان لیکر مظلوم کی نیکیون مین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہو جاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہون یا کافی نہون تو مظلوم کی برائیان لیکر
ظالم کے اوپر بڑھائی جاوینگی پس یہ حکم تو جملہ مظالم مین ہے پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا مظلمہ ہے اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع
اثقالہم الآیۃ ۔ مین انشاء اللہ تعالے آویگی اور اکثر علما نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی ۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ
واثمک ای وباثمک الذی ارتکبتہ من قبل ۔ اور اس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہو چکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامہ
مفسرین نے معنے بیان کیے ہین اور مترجم کہتا ہے کہ یہی شیخ سیوطی نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا ۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ
تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تتمہ قول ہابیل ہے ولیکن شیخ مفسر نے اسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے او تعالے فرماتا ہے کہ جہنمی ہونا ہی ان ظالمون کی
سزا ہے جو اسطرح قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا ہے صحیح ہے اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہے اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین
اسیواسطے رسم الخط مین جائز و مطلق و وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نہ کھاوین پھر فرمایا ۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ ۔ طوعت و طاوعت
بمعنے واحد ہین قال ابن کثیر ای فحسنت وسولت لہ نفسہ و شجعتہ ۔ اچھا کام جتایا اور طمع بنایا اور اسکو شجاعت دلائی وقال المفسر رح
کما قال قتادہ ای فزینت لہ ۔ اسکی نظر مین مزین دکھایا ۔ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ ۔ یعنے اسکے جی نے اسکو اپنا بھائی مار ڈالنا
اچھا کام دکھلایا ۔ پس اسنے بھائی کو قتل کر ڈالا مترجم کہتا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے و اسکے رسول کے احکام کو تحقیق
جاننا چاہیے ورنہ اگر اپنی رائے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بدباتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی رائے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار
و خراب ہوا اور واضح رہے کہ حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل و رائے کے ہین جنمین حواس ظاہرہ و دماغیہ کو دخل نہین ہے
انمین کبھی رائے پر اعتماد نہ کرے جیسے نیچریہ فرقے والے گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دوربین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذرا سی بات یہ ہے کہ
اگر وہ محض تاریکی و منتہاے نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہے باوجود یقین اس امر کے کہ سوا اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس
نہین پڑتا اسی طرح حواس کے لیے اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اٹھاویگا بہت سے نظر بندی و بھان متی سے عاجز ہو جاتے ہین
اور بدحواس ہو کر ہاتھ کی صفائی وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین ۔ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ ہو گیا بسبب قتل
کرنے اپنے بھائی کے ایسے لوگون مین سے جنکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہے یعنے بھائی کو قتل کر کے دونون جہان مین
خوار ہوا شیخ ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا کہ امام محمد باقر رضہ کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھار دار ہتھیار سے قتل کیا اور

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین - اور صحیح و سنن مین وہ حدیث ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر و عمر کو جنت کی بشارت دی اور پھر
عثمان آئے تو اُنکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہی کہ حضرت عثمان کو اشارہ سے فرمایا کہ اگر
اللہ تعالے تجکو کوئی خلعت پہنا دے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا اسی وجہ سے اُنھون نے فتنہ و غوغہ کے وقت خلافت سے دست بردار
ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے اُنکو صبر کی وصیت کی تھی جیسا کہ صحاح مین ثابت ہی لہذا باغیون سے قتال بھی نہین کیا اور صبر
کے ساتھ کلام اللہ تعالے پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے دو باتون کے نمونہ ہین چنانچہ
ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ اُنکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہی اور قابیل برائی و ظلم و قتل کا نمونہ ہوا چنانچہ اُسکا بدانجام آگے مذکور ہوگا
اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے دونون بیٹون مین سے
بھلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہوجا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھ دی اور کیون نہو کہ ہابیل نے سچے خوف الٰہی کے مقابلہ مین باوجود زبردست
ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد رح سے مروی ہی کہ اس زمانہ مین انپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے پر مار ڈالنے کا حربہ نکرے اور قاتل
کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علمانے کہا کہ اسطرح بندگی فرض
ہونا ممکن ہی اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو و لیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو اسکو دفع کرنا
اور روکنا بالاجماع جائز ہی پس جائز ہونے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہی کہ آیا دفع کرنا و روکنا واجب ہی یا نہین تو
اصح یہ ہی کہ روکنا واجب ہی کیونکہ ایسا حملہ آور ایسی بات کرنا چاہتا ہی جو شرع مین سخت حرام ہی اور حرام و منکر سے منع کرنا و روکنا واجب ہی
اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہی جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا نہین جائز ہی لیکن ہمارے
علمانے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب مسلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جس لڑائی مین شبہہ ہو وہان ہاتھ روک
کے جیسا کہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہی انتہی کلامہ علی ما فی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد و ابن جریج رحمہما اللہ تعالے کہ اُس زمانہ والون پر
فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے اسکو نہ روکے اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہی کہ قابیل نے ہابیل کو انکی بیداری و ہوشیاری
مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجکو مار ڈالونگا اور
ہابیل نے نصیحت کر دی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہی تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون پھر قابیل نے
سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکور کی ضرورت نہین ہی و لیکن عامہ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری مین مارا اور بعض اہل
علم مین ہی کہ سوتے مین مارا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے آتا ہی - آیت اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ
النَّارِ - یعنے مین چاہتا ہون کہ تو پھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ جنکا تو پہلے سے مرتکب ہوا ہے
پھر تو دوزخیون مین سے ہو جائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین پھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجکو قتل کرون اور دوزخیون مین سے
ہو جاؤن اس سے وہم ہوتا ہی کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا و ارادہ کیا تو زمخشری رح نے جواب دیا کہ یہ ارادہ بمعنے حقیقی نہین ہی بلکہ
بات یہ ہی کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی و خواہش ثواب کے
قتل ہونے و گردن جھکانے پر مضبوط کر لیا تو مجازاً گویا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ درحقیقت یہ ارادہ نہین تھا اور نیز اسمین
لطیف نصیحت ہی کہ یہان دو ہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہو اور یا قاتل کو جہنمی ہونے دے خود اس سے بچے پس

وعید کے تو جواب دیا کہ تجکو جو کچھ پہونچا وہ تیرے نفس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ لباس تقوی سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر نہین پہونچا پس تو مجھے کیون قتل کرتا ہی اور کیون اپنے نفس کو عذاب نہین کرتا اور اسکو اللہ تعالے کے تقوے پر آمادہ نہین کرتا جس سے قبولیت ہو جاتی ہی پس یہ جواب نہایت حلم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہی اور اسمین اشارہ ہی کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے دیکھے اور وہ بات کرے جس سے اُسکی وجہ محرومی کی زائل ہو جاوے اور اسمین دلالت ہی کہ طاعت اُسی بندے سے قبول ہوتی ہی جو مومن متقی ہو انتہی کلامہ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین کنف الرحمٰن مین ہو جاوینگے اُنسے حضرت باری تعالٰے کے درمیان کچھ حجاب نہوگا پھر معاذؓ سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین کو فرمایا وہ لوگ جو شرک سے اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالٰے ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن ابی حاتم۔ لَئِنۡ بَسَطۡتَّ اِلَیَّ یَدَکَ ۔ واللہ اگر تونے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ۔ لِتَقۡتُلَنِیۡ۔ تاکہ تو مجھے قتل کرے مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ تجکو قتل کرون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہی کہ مین بھی یہ فعل کر سکتا ہون ولیکن خالص بخوف خداے تعالٰے اسکو ترک کرتا ہون اور عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالٰے کی کہ آدم کے دونون بیٹون مین جو مقتول وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اُسکو تقوی اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھاوے (رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخی ہین تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا پھر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی کہ اُنھون نے حضرت عثمان بن عفانؓ کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہو جائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط الآیہ۔ رواہ احمد والترمذی وابوداود اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابوہریرہ و خباب بن الارت و ابوبکر و ابن مسعود و ابو واقد و ابوموسی و خرشۃ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہی اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسناد مین ایک مرد کو بڑھا یا ہی قال الحافظ ابن العساکر وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابوذرؓ کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد و مسلم و اہل سنن ثابت ہین چنانچہ اس حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے ابوذرؓ سے کہا کہ اے ابوذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالٰے و اُسکے رسول کو اسکا علم خوب ہی فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کر لے مین نے کہا کہ اگر مین نہ چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انمین جا جنمین تو ہی اور انمین رہ مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اُٹھاویگا تو جس حال مین وہ ہین اسمین تو بھی اُنکا شریک ہو جائیگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے رعب ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈال لے تاکہ قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے قال المترجم اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقہ تابعین سے ہین فرمایا کہ قولہ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ۔ پر اس امت مین سے جنھے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

زیادہ مستحق ہوں پھر دونوں نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا اور کھیتی والے یعنے قابیل کا قبول نہوا پس قابیل نے اُسکو قتل کر ڈالا رواہ ابن ابی حاتم **قال ابن کثیر** اسنادہ جید یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واتل علیہم نبا ابنی آدم - **اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا** - ای اللہ وہو کبش لہابیل و زرع لقابیل - جبکہ دونوں نے تذر پیش کیا قربان کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں ف اور وہ ہابیل کا تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیوں کا گٹھا تھا - اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تقرب چاہا جاوے اور اگلی امتوں میں یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہے کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی سبب نند عورت وغیرہ کے نکاح کے نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ جسکو صدقہ دیویں پھر ایک وقت ہابیل و قابیل دونوں بیٹھے تھے آپس میں کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کریں پس ہابیل نے اپنی بکریوں میں سے عمدہ مینڈھا دیا اور قابیل نے اپنی زرع میں سے اپنے نزدیک خراب کو دیا - **فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا** - پس ایک سے قربان قبول ہوئی ف وہ ہابیل تھا یعنے دونوں میں سے ایک جس سے قبول کیا گیا اُسکا نام ہابیل تھا اور قبول یوں ہوا کہ آسمان سے بے دھوئیں کی آگ اُتری اور اُسنے قربان ہابیل کو کھا لیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمۃ حدثنا حماد بن سلمۃ عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما - کہا ابن عباس نے کہ بکریوں والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھوں اور بڑے سینگ والا سپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالیٰ نے مینڈھا قبول فرمایا اور اُسکو جنت میں چالیس خریف تک محزون رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح میں فدیہ دیا گیا (اسناد صحیح) فدیہ اسمٰعیل علیہ السلام ہونا ابن جریر نے اسمٰعیل بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہے قولہ تعالیٰ - **وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ** اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے مقبول نہوا آگ نے نہیں کھایا اُسکا نام قابیل تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دل میں حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے **قال المترجم** ابن عباس و ابن عمر وغیرہما سلف سے تصریح آئی ہے کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان میں رکھا تھا یعنے آنکہ اُسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت ابن ابی حاتم میں ہے کہ آدمؑ نے دونوں سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میری ذریت میں ایسے بندے ہونے والے ہیں جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونوں قربان لاؤ تاکہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن عباسؓ میں بھی یہی دلالت ہے کہ قابیل کو حسد و غصہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا چنانچہ اسنے بھائی سے کہا کہ تو لوگوں میں نامور پھریگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور میں بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقر میں حضرت آدم کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہے اور مفسر سیوطیؒ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدمؑ جب حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا جو آگے فرمایا **قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ** - ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل قربانک دونی - یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے قتل کرونگا اُسنے کہا کہ کیوں تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو نامور ہوا اور میرا مردود ہوا - **قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ** - تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے ف پھر اگر تجھ سے قبول نہوا تو میرا اس میں کیا قصور ہے سراج میں لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قولہ لاقتلنک کا جواب - انما یتقبل اللہ من المتقین - کیونکر ہوا تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اُسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اسکو آمادہ کرتا تھا کہ اسنے بھائی کو قتل سے

احتراز کرین جیسے یہود مین ظلم و عہد شکنی کی خصلت ویسی ہر جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی۔ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ
خبر دو فرزند آدم کی بحق ف یعنے حقیقت کے ساتھ سنا دے اُنکو خبر دو بیٹون آدم کی ف جنکا نام ہابیل و قابیل تھا ابن کثیرؒ
کی تفسیر مین ہر کہ اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ بغاوت و حسد و ظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہر تو یہود و انکے مانند لوگ جو بغاوت و حسد و
عہد شکنی مین سرگرم ہین آدم کے دو بیٹون کا قصہ سنائے کہ دونون مین سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دونون
حضرت آدم کے نطفہ سے بیٹے تھے اور حسن و ضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل مین سے
جنکی مثل واسطے اظہار حسد و ظلم یہود کے بیان ہوئی ہر اور انھین کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آیندہ آیات مین تابع
اور یہ کلام بھی محتمل ہر اور اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہوا کہ ان دونون کا نام قابیل و ہابیل تھا سدیؒ نے ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و چند صحابہؓ
روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اُسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی ور دوسرے بطن کا لڑکا
بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ اُنکے دو لڑکے ہابیل و قابیل ہوئے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھین اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے
ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اُسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑیا لڑکی سے (جسکا نام لبوذا تھا) خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل
کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا۔ اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی ور میری جوڑیا ہوئی ہر مین ہی اُسکا مستحق ہون مگر باپ نے
حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نمانا اور دونون نے اللہ تعالےٰ کی نذر مین قربان رکھا کہ دونون مین سے کون اس لڑکی کا مستحق ہر۔
(بعض روایت مین قربان رکھنا اس سبب سے تھا بلکہ اس وقت مین کوئی فقیر نہ لیتا تھا ان دونون نے بغرض ثواب و رضاے الٰہی کے ایسا
کیا تھا اور یہی اصح و ظاہر قرآن مجید ہر) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہر عرض کیا کہ نہین تو ارشاد ہوا کہ مکہ مین ہر
وہان جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے
بھی اور پہاڑون سے کہا انھون نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا مین امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہون تم جاؤ اور لوٹکر
اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھوگے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ مین بھی حج کو گئے تھے کہ دونون نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیے جاتا کہ مین
ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہون اور اپنی جوڑیا کا زیادہ مستحق ہون پس ہابیل نے اپنے مواشی مین سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت نوجوان
مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیان لایا جسمین ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اُسکو توڑ کر کھا لیا (یعنے بدنیتی سے رکھا بدون اسکے کہ قربانی
عمل کرے بلکہ چاہے کچھ ہو اقلیما کو باوجودیکہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف مین لاویگا) پس جب دونون نے میدان مین قربان رکھا تو (بعض
روایت مین ہر کہ آدمؑ موجود تھے انھون نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوین کے لطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل
کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل مین جل گیا (بعض روایت مین آدمؑ سے کہا کہ آپنے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا
کہ مین تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نکریگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو پرہیزگارون ہی سے قبول کرتا ہر رواہ ابن جریر سعید
بن جبیر عن ابن عباسؓ کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد مین ایک ہی پیٹ کے جوڑیا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نکردین بلکہ
دوسری بار کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہین اور ہر بطن سے اُنکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑیا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر انکے
ایک بار ایک لڑکا و اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ
والے نے خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور مین تجھے اپنی بہن بیاہ دون اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مین اپنی بہن کا خود

تعالے پر متوکل ہی فافہم واللہ تعالے اعلم۔ قولہ رب انی لا املک الخ اشارہ ہی کہ ذرہ برابر بھی کوئی اپنے نفع وضرر کو نہین پہچانتا پس آگاہ کردیا کہ سلطان قہر الٰہی ہر چیز پر غالب ہی اور کبریائی کی ربوبیت مین حدوث کی ہستی کیا ہی **قال المترجم** توجیہ اشارہ یہ ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے سوائے نصیحت کے بنواسرائیل سے خطاب قدرت کچھ نہین کیا اور رسیدہ جناب الٰہی مین دست بدعا ہو کر ایسی طرح عرض کیا جو درحقیقت مشعر تعریف کبریا و جلال ہی فافہم واضح ہو کہ **شیخ ابن کثیر**رح نے قولہ تعالے فلا تاس علی القوم الفاسقین - مین کہا کہ اے موسی ہمنے جو کچھ اُنکے حق مین حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہین اس قصہ مین ان یہود کے لیے جو بالفعل موجود تھے اور اپنے تکبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلاتے تھے تو اُنکی واجبی سرکوبی و اُنکے فضائح و عیوب کا تحقیقی اظہار ہے کہ اللہ تعالے و رسول سے مخالفت اُنکا شیوہ قدیم ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جسکی ذات قدسی صفات سے فرعون کی غلامی و عذاب سے رہا ہو کر بجائے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور اُنکی آنکھوں دیکھتے فرعون دریائے الم مین غرق عذاب الیم ہوا اور ہنوز دیر نہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک مین پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لاشریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا اسپر بھی عمالقہ سے جو دسواں حصہ نہونگے باوجود وعدہ فتح و ظفر کے ڈر گئے اس جبلت والے کالانعام ہین اُنکے قبائح مانند نیچریون کے ظاہر خاص و عام ہین لیکن بہتان و افترا سے یہی کہے جاتے ہین کہ ہم ابناء اللہ و احباہین دنیا کی چندروزہ عیش و عشرت کے پیچھے دین کھویا اور مرتے ہی اپنے آپ کو قعر جہنم مین ڈبو یا اللّٰھم احفظنا ایانا و جمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ
اور سُنا اُنکو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ
دوسرے سے کہا مین تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سے اگر تو ہاتھ چلا دے گا

لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝
مجپر مارنیکو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجپر مارنے کو مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والون مین اور یہی ہی سزا

الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝
بے انصافونکی پھر اسکو راضی کیا اُسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اسکو مار ڈالا تو ہو گیا زیان والون مین

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ
پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اسکو دکھلاوے کسطرح چھپاتا ہی عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۝
بولا اے خرابی کہ مجسے اتنا نہ ہوسکا کہ ہون برابر اس کوے کے کہ مین چھپاؤن عیب اپنے بھائیکا پھر لگا پچھتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ - ای اتل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو مک ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سناؤ یعنے امت کو تنبیہ کر کہ ظلم اور بدخصلت سے

کہ سورج کیونکر حبس ہوا تو بعض نے کہا کہ پیچھے پھر گیا بعض نے کہا کہ ٹھہرا لیا گیا اور بعض نے کہا کہ اُسکی رفتار سست کردی گئی اور صحیحین مین رد
شمس کا قصہ بدون نام کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہی بروایت ابوہریرہؓ مرفوعًا اور اولی یہ ہی کہ سورج بمانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم و مجبور
چیز ہی جیسے ہوا کو جب حکم ہوتا ہی چلتی ہی اور ابر کو جب اور جہان کو حکم ہوا بتدبیر مقدر رو جاریہ الٰہی چلتا ہی اسیطرح سورج چلتا ہی اور جب حکم
ہوا تو نہین چلا اور غرض صرف یہ ہی کہ غروب نہین ہوا پس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہی جسطرح ہوا ہو جائز ہی اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہی پھر شیخ ابن جریر و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسٰےؑ نے فتح کیا تھا
اور یوشع اُن کے مقدمۃ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یون استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسٰی علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکور کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیون ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسٰی کے لشکر پر بددعا کی تھی قال ابن کثیر یہ شیخ ابن جریر کا استدلال ہی یعنے محض ہیچ و بے ثبوت ہی کیونکہ عوج و عنق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسٰی کا اُسکو قتل کرنا عوام مین مشہور ہی روایت کیا تو اُسکی اسناد مین راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہی اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہی پس عجب کہ بلا ثبوت بات پر اعتماد کرکے حدیث صحیح جس مین
موسٰےؑ کا تیہ مین وفات پانا مذکور ہی سہو ہوگئی۔ مگر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہی کہ واقعات ابتدا سے انتہا تک حضرت موسٰیؑ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے پیچیدگی پڑتی ہی اور نیز قولہ تعالٰے قال أتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر الآیہ۔ وغیرہ کو تیہ مین گرفتار ہونے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق مین تردد ہوتا ہی اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل مین چالیس برس پھنسے رہنے مین صریح غور
واقع ہوتا ہی کہ جبارین نے کیون تعرض نہ کیا وغیر ذلک بالجملہ حضرت موسٰےؑ نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
اُنکی عملداری مین تھے اور آخر جبارین کے معاملہ مین جو پانچ قلعون پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ اُنکے بیت المقدس بھی تھا جس سے محروم
ہے اور مترجم نے سورۂ بقرہ الٓمٓ کی تفسیر مین تحقیق لکھدی ہی جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالٰے
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہی اور نیز ملوک باین معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کردیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قرشیؒ نے کہا کہ بادشاہت تمھاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمھارے نفوس تمھارے مالک نہین ہین اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہین رکھتے ہو قولہ
تعالٰے واتاکم مالم یؤت احدًا الخ اسمین بھی کامل نعمت مشاہدۂ حضرت عزت اور آیات و معجزات ہین اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت دونون
کے آداب سے آراستہ کردیا اور جب اللہ تعالٰے کسی قوم کو دنیا مین اور دین مین سرفراز کرتا ہی تو آداب الہام کردیتا ہی قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالٰے سے امید وار رہو اور اگر عارف اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اُسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہی شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہی سہلؒ نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت مین پھنسانا یہی توکل ہی واسطیؒ نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالٰے پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالٰی پر
متوکل نہین کیونکہ اُسنے اپنے مقصود کی طرف اُسکو سبب کردیا اور اسمین معرفت الٰہی کی قلت ہی قال المترجم شاید مراد شیخ یہ ہی کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدین سبب توکل کیا کہ اللہ تعالٰے نے نوکری دیدی ہی تو یہ عامی ہی اور جسنے مثلاً رزاق سے اللہ تعالٰے پر
توکل کیا اسلیے کہ اللہ تعالٰے نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہی تو اُسنے درحقیقت اس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہی لہذا اللہ

قيل وكانوا استماتة الف - روایت ہی کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کرکے چلتے پھر جب صبح ہوتی تو اپنے آپ کو وہین دیکھتے جہان سے چلنا شروع
کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا اُنکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے (کما رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس)
پس ان سب کا یہی حال تھا اور درمیان مین من وسلوی اُترنا و ابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پرانے و میلے نہونا اور پتھر سے بارہ چشمے
بضرب عصاے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو اُنکے حواس و نظر کی بنیاد کو کاٹنے والے تھے جیسے ہمارے
زمانہ کے فرقۂ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ اوتعالے قادر مختار ہی ہر چیز ہر دم اسیکے حکم دتا ثیر سے
اپنا کام دیتی ہی جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس اوتعالے کی قدرت تمام مخلوقات ذلیل پر لطف و قہر ہر طرح
جاری ہی اور یہ بات کھلی ظاہر ہی بہر حال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہو گئے سوائے اُسقدر لوگونکے
جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہی کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا کہ فقط یوشع و کالب بچے
تھے اور باقی سب جنھون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلها ابدا انہین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ قال فانها محرمة عليهم
پر وقف تام ہی یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا - پھر اگر کہا جاوے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسة التی
کتب الله لکم - حالانکہ یہان محرمة علیہم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی کہ مر گئے اور داخل نہوے - تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اہل طاعت
بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت اُنھین لوگونکی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ اُنکی ذریات اس چالیس برس کی
مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی - اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانها محرمة عليهم اربعين سنة - پر وقف ہی اور قولہ يتيهون فی الارض
حال ہی پھر مفسرین نے لکھا - ومات هارون وموسى عليهما السلام فی التيه وكان رحمة لهما وعذابا لاولئك وسأل موسى ربه عند موته ان يدنيه
من الارض المقدسة رمية بحجر فادناه كما فی الحديث - یعنے ہارون و موسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین
رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی - اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدس سے
اسقدر نزدیک فرما دے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالے نے اسیقدر نزدیک کر دیا جیسا کہ حدیث صحیح مین ہی قال
المترجم اسمین اختلاف ہی کہ آیا موسیٰ و ہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہی کہ تھے پھر آیا وہ بھی
نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالے جانتا ہی اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے و لیکن ان دونون کو وہان ہونا اُنکے واسطے رحمت
تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسی علیہ السلام نے جس ترتیب سے
مفسرین نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہی صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہی اور اسمین نشان قبر حضرت موسےٰ
قریب بیت المقدس کے تودۂ ریگ احمر پاس مروی ہی اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا
پھر مفسرین نے لکھا کہ ونبئ یوشع بعد الاربعين وامر بقتال الجبارين فسار بمن بقی معه وقاتلهم وكان يوم الجمعة ووقفت له الشمس ساعة حتى فرغ
من قتالهم وروى احمد فی مسنده حديثا ان الشمس لم تحبس على بشر الا ليوشع ليالی سار الى بيت المقدس - یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے
بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور اُنکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور یہ جمعہ کا
روز تھا اور سورج اُنکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند مین ایک حدیث روایت کی کہ
آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سواے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے قال المترجم اسمین اختلاف ہی

بدر کے جانے مین مشورہ لیا تو عمرؓ نے مشورہ دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ انصار تم مین کون رسول اللہ صلعم کو چاہتا ہے تو وہ بولے کہ ہم سے مطمئن ہو کہ ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو بنو اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ۔ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون ۔ بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون ۔ بلکہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہو کر دشمنون سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت آنحضرت صلعم کو یہی جواب دیا تھا (کمارواہ احمد وقد رواہ عن عبد اللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی وتفسیر) پس اللہ تعالیٰ کے واسطے حمد وثنا مرضیہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور نہ اپنے قول کے پابند ہوے جبکہ عمالقہ کے ڈیل وڈول کو ہیبت سے دیکھا اور واضح رہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بہت سے تفسیر والون نے بدون تنقید وتحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی بیٹی تھی اور تین ہزار وچار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰؑ نے اسکو عصا سے قتل کیا ۔ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہے اور سراسر خلاف اس حدیث کے ہے جو صحیحین مین ثابت ہے چنانچہ اسمین ہے کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد وجسم مین کمی آتی گئی ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اسکے گھٹنون تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ وافترا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا نقل فرمائی کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ الآیہ فرمایا ۔ وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین ۔ یعنے او تعالیٰ نے نوح کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کردیا اور فرمایا ۔ لاعاصم الیوم من امر اللہ الامن رحم ۔ یعنے جسپر اللہ تعالیٰ کا رحم ہے اسکے سواے آج کوئی بچنے والا نہین ہے پھر جب نوح کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر وولد الزنا کیسے بچ سکتا ہے یہی بیہودہ باتین ہین کہ شرع وعقل کوئی اسکو جائز نہین رکھتی ہے فافہم بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کرلی ہین کہان تک انکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لایعنی باتون سے بچاوے اور انکو کلام خدا ورسول کے معانی کا شوق دلاوے جو انکے کام آوے اب تفسیر کیطرف رجوع ہے جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب دیا اور ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰؑ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا ۔ قَالَ ۔ موسیٰ حینئذٍ ۔ یعنے موسیٰؑ نے اسدم کہا کہ ۔ رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَ ۔ الا ۔ اَخِیۡ ۔ ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ ۔ ای پروردگار میرے مین نہین مالک ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونون کے سواے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کرلون ۔ فَافۡرُقۡ ۔ ای فافصل ۔ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ۔ پس تو فیصلہ کردے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین ۔ ف پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی ۔ قَالَ فَاِنَّہَا مُحَرَّمَۃٌ عَلَیۡہِمۡ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۔ یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین داخل ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا درحالیکہ ۔ یَتِیۡہُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۔ متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان پڑے ہین ف اور وہ نو فرسخ تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور پھنسے رہنا انپر عذاب تھا ۔ فَلَا تَاۡسَ ۔ ای فلا تحزن ۔ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ۔ پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو جیو ف روی انہم کانوا یسیرون اللیل جادین فاذا اصبحوا اذا ہم فی الموضع الذی ابتدؤا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الامن بلغ العشرین

بھیجا تھا اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمَا۔ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا تھا ف بایں طور کہ اُن کو گناہ
سے معصوم کر دیا تھا چنانچہ بعد حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوئے پس انھیں دونوں نے تو جو کچھ جبارین کے حال سے آگاہی پائی تھی اُس کو
چھپایا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ اُنھوں نے عمالقہ کے زبردست و نہایت قوی ہونے کو مع اُس کے جو گذرا
تھا فاش کر دیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھاگئی بالجملہ اُن دونوں بندوں نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے انعام کیے ہوئے
تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ۔ اُدْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ۔ ای بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے داخل ہو یعنی اس شہر کے
دروازے سے اُنپر گھس چلو اور اُنکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے جسم ہیں فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ
غٰلِبُوْنَ۔ سو جب تم اُنپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہوگے ف یہ بات کہ تمھیں غالب ہوگے ان دونوں نے بوجہ اسکے کہی کہ اُنکو
اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کر دینے پر یقین تھا پس اُنھوں نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہیں کہی تھی بلکہ عین ایمان و اعتقاد
کی بات تھی۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اور ان دونوں نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی پر
تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہو یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے پس جب
تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کر کے چلو گھسو اور لڑو۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ کو جواب دیا۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا۔ یعنے بنو اسرائیل کہنے لگے
کہ ای موسیٰ ہم ہرگز نہیں داخل ہونگے کبھی جب تک جبارہ لوگ اسمیں موجود ہیں۔ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ
سو تو جا اور تیرا رب اور جا کر دونوں لڑو ان عمالقہ سے۔ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں ف بنی اسرائیل نے سخت
بے تمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو انکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و حواس کو اُنہیں بہت وقعت ہوئی تھی اسی نے ظہور کیا
پس عمالقہ کے ظاہری ہیبت ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوئے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام
سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہی کہ اُنکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہوکر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باریتعالیٰ
مین سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا بلکہ کہا گیا کہ بنو اسرائیل نے دونوںکو
بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم۔ اور کمال و بے انتہا حمد و ثنا ہی اُس پاک پروردگار کو کہ اُسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو پاک جبلت پیدا
کیا اور ایسی ناپاک بات سے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب ایکہزار کے تمام خود و سامان و زرہ و تلوار
و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بے سامان تھے
مشورہ لیا تو اول ابوبکر رضی نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ ای لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے
کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبوں میں سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگوں کی طرف اشارہ رکھتے ہیں
تو قسم ہی اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کریں اور آپ اسمیں گھسیں تو ہم سب گھس
پڑینگے ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں پچھڑیگا اور یہ بات ہمکو بری نہیں لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑیں ہمکو آپ لڑائی میں صابر
و صادق پاوینگے امید ہی کہ اللہ تعالیٰ آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پس آپ ہمکو اللہ تعالیٰ کی برکت
کے ساتھ لے چلیں آنحضرت صلعم سعد رضی کے اس کلام سے بہت خوش ہوئے اور حضرت انس رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے

اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے لکھدی ہی ف یعنے اس پاک زمین مین داخل ہو جسمین داخل ہونے کا حکم دیا ہی اور وہ زمین شام تھی پس قولہ کتب اللہ
لکم کے یہ معنی بیان کیے کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے اسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہی اور قتادہؒ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کر دیا مانند
نماز وغیرہ کے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمھارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمھاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح
ازل مین مقدر کیا کہ تمھاری ہوگی جو تم مین سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہی پھر زمین مقدس کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین
اور جامع قول قتادہؒ ہی کہ وہ تمام ملک شام ہی اور احادیث صحیحہ مین ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہین اور توریت مین یہ بھی ہے
کہ بادشاہت امت محمدی دمین ہوگی اور صحیح ہوا ہی کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ مین رہیگا واللہ اعلم پس موسیٰ نے بنی اسرائیل کو اس
زمین موروثی مین داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ ۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پچھونڈی ف
والحاصل لاتہزموا خوف العدو۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ مین ملک شام مین عمالقہ بقیہ
قوم عاد بڑے زبردست زور آور لوگ قابض و ساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو انکے مقابلہ مین پائداری
کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہو کر مت بھاگنا۔ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۔ یعنے اگر بھاگو گے
تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش مین خوار ہو جاؤ گے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل
کو جہاد پر آمادہ کر کے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوے اور حدود شام مین قریب شہر اریحا کے اُترے تو اس لشکر مین سے بارہ آدمی وہی
جنکو اللہ تعالیٰ نے نقیب فرمایا ہی روانہ کیے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور رہ پہنچے تو انکو ایک مرد عمالقہ مین سے جوان تنومند
قوی ہیکل بڑا لنبا چوڑا ہولناک ملا اور اُسنے ان سب کو اپنی چادر مین باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر مین لاکر اپنی قوم والون کو جمع کیا
اُنھون نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقبا نے جواب دیا کہ ہم موسیٰ کے جاسوس ہین تو عمالقہ جبارین نے اُنکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے
کافی تھا پھر انکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جا کر اپنی قوم کو خبر کرو کہ انکے انگور کی یہ مقدار ہی الخ رواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ عن ابن
عباس) پھر ان نقبا نے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰ کو آگاہ کرین ورنہ قوم بد دل ہوگی لیکن آخر مین سوائے دو کے دس نے عہد
توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰ کو انکاری جواب دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا
قَوْمًا جَبَّارِينَ ۔ قوم نے کہا اے موسیٰ اس زمین مین قوم جبارین ہین ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوے قوم عاد کے دراز قد
بڑی قوت ور تھے اور یحیی بن عبد الرحمن سے روایت ہی کہ مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہین جانتا کہ کس قدر ناپا مگر زمین مین
پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قدونکی لنبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھین جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل
ڈر گئے اور کہا۔ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا ۔ اور ہم ہرگز نہین داخل ہوینگے اس زمین مین یہانتک کہ یہ لوگ
اسمین سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین۔ فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا
دَاخِلُونَ ۔ پھر اگر وہ لوگ اسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین مین داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے
تو ان لوگون کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہم سے اس حکم کی تعمیل نہین ہو سکتی ہی جب بنی اسرائیل نے یہ جوابدیا تو قَالَ
ہم۔ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ ۔ اُن لوگون سے کہا دو مرد نے منجملہ ان لوگون کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برخلاف
کرنے مین ف اور یہ دونون مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقبا کے جنکو حضرت موسیٰ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو

یعنی ڈرنے والون سے کہا ۱۲

اے قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو جبکہ تم میں انبیا بنا دیئے ف یہ یاد دہانی تو لیئے ہیاد ہی اور فیکم یعنے منکم بے لیئے
تمہیں میں سے یہ انبیا بنائے کیونکہ یہ تمام نعمت ہی ورنہ کسی قوم میں اور قوم کا نبی ہونا بھی اُنپر احسان ہی پھر اگر انہیں میں سے ہو
تو نعمت زیادہ ہوگئی جیسے عرب کو عجم پر بوجود باجود حضرت صلعم تفضیلت ہی اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء۔ آنکہ حضرت ابراہیم ہوکے
وقت سے حضرت موسےٰ تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد میں بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰ تک برابر یہ دستور رہا کہ جب کوئی نبی فوت
ہوا تو دوسرا نبی قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل میں سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے یہانتک کہ مجموعی تعداد
صدہا ہوجاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پر انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک مانہ الگ کرکے آنحضرت صلعم کو تمام
انبیا ورسولوں کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلوں سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ
وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا ۔ اور تمکو ملوک بنایا ف اور مفسرین نے ملوک کی تفسیر خدم وحشم والے بیان کی اور قتادہؒ سے مروی ہی کہ پہلے
پہل انہیں لوگوں کو خادم ملے ورنہ انہیں پہلے خادم والے نہیں ہوتے تھے اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ
بنی اسرائیل میں جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباسؓ سے بھی مثل اسکے مروی ہے
اور بجائے جورو کے مکان مذکور ہی پس حاصل معنے یہ ہوئے کہ اوتعالےٰ نے تمپر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا کہ
تمکو تمہاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد اسکے کہ تم فرعون کی غلامی میں ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینہ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہاں
بھی تقدیر کلام یوں ہی کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم میں ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینۂ مذکور کے اور بعض میں اشعار ہے کہ
انہیں بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہی کہ ہم وہ خاندان ہیں کہ ہماری بادشاہت ہی اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہیں اور یہی ظاہر ہی
بمقابلہ نبوت کے قائم اور بعض نے یہاں سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جواب
کہ انہیں ملوک بہت ہوئے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہی مترجم کہتا ہی کہ سوال ہی مہمل ہی اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہی جس قوم میں
اللہ تعالےٰ نے دیدیا سب پر احسان ہی لہذا غیروں پر بھی یہ احسان موجود ہی ہاں کمال نعمت یہ کہ بادشاہ دیانتدار عادل ہو اور یہی بنی
اسرائیل میں واقع ہوا فتامل۔ وَاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہیں دیا کسی کو عالمین میں سے
ف مفسرین نے اس مبہم کی تفسیر میں کہا کہ یہ من وسلویٰ تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتیں پس عالمین سے مراد اگلے
پچھلے سب عالم ہیں اور مفسرین نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا مگر شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا اور
اسمیں شک نہیں کہ اسمیں ایک علت ظاہر یہ موجود ہی کہ اوتعالےٰ نے اسکو بزبان موسیٰ علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی وقت
ورنہ انہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرمادیں علاوہ بریں بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزیں نہیں دی
گئیں جسسے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین میں سے کسیکو نہیں دی گئیں ولیکن اس سے افضل دی گئیں تو سوق کلام جب امتنان کیواسطے
ہی تو یہ جاتا رہتا ہی اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو میں وزیر سے یہ کہنا زیبا نہیں کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین میں سے کسی کو نہیں ملا پس
مرجح وہ ہی جو مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ۔ یعنے عالمین سے وہ سب مراد ہیں
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ وسامنے موجود تھے (رواہ الحاکم وصححہ) پھر اس احسان وامتنان الٰہی کو یاد دلا کر حرف مقصود بیان فرمایا
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ اے قوم تم اس زمین مقدسہ میں داخل ہوجو

بشیر ونذیر آچکا ہے یعنے اب تو تمھارے لیے کوئی عذر نہیں رہا یعنے لگتا ہوا عذر اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ۔ اور منجملہ ہر شے کے ہے کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول پاک صلعم کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شی کے یہ ہے کہ چاہے رسولونکو تترا یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے کموسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور چاہے علی فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علی کل شئ قدیر۔ مین قول شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کیا کہ اُسکے معنے یہ کہ او تعالےٰ بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندۂ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم مین نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ
اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہین دیا کسیکو جہان مین اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝
پاک مین جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان مین

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ
بولے اے موسےٰ وہان ایک لوگ ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان نجاوینگے جبتک وہ نکل جاوین وہان سے پھر

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا
اگر وہ نکلین وہان سے تو ہم داخل ہونگے کہا دو مرد نے ڈر والوں میں سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
اُن پر حملہ کر کر دروازے مین پھر جس وقت اُسمین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ
یقین رکھتے ہو بولے اے موسے ہم ہرگز نجاوین ساری عمر جب تک وہ رہینگے اُسمین سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ
رب دونوں لڑو ہم یہان ہی بیٹھے ہین بولا اے رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ
سو تو فرق کر ہم مین اور بے حکم قوم مین کہا تو وہ اُنسے بند ہوے چالیس

سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ع
برس سر مارتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگون پر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ تعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے پس یہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہے۔ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جس سے تم جاہل ہوگئے منجملہ اُسکے جو آج مجھے
تعلیم فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہی اور مین نے سب اپنے بندونکو حنفاء یعنے مسلمان مائل بحق پیدا
کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور اُنکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بتلایا اور اُنکو حکم کیا کہ میرے ساتھ
شرک کرین اس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب کو ممقوت
رکھا سوائے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے مبتلا کرون اور تیرے
سبب سے مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اسکو سوتے اور جاگتے پڑھے پھر اللہ تعالےٰ نے
مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کر ڈالینگے فرمایا کہ تو
اُنکو نکال باہر کر جیسے انھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر اور ہم اُسکے
پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہی جہاد کر اور جنتی بندے
تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابت دار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار
اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین
ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر اُسکی خیانت کرتا ہی یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہی چہارم وہ
مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر آنکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہی اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا
(رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمھارے پاس بعد زمانہ فترت کے جب دین سب مٹ گئے تھے اپنا رسول
برحق بھیجدیا ۔ اَنْ ۔ لا ۔ تقولوا ۔ تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ ۔ مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ
وَّلَا نَذِيْرٍ ۔ ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا ۔ ف ۔ اور واضح ہو کہ فترت کے بعد
بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ اے پروردگار تیری عبادت واجب ہی ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے کہ
خلط و خبط ہوگیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا ۔ ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر ۔ اور بقاعی نے
کہا کہ قولہ یبین لکم ۔ مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے
کبھی منقطع نہوگا اسوجہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کو معجزہ باقی کر دیا اور بقولہ و انا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہی پس برابر اس امت مین
اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلاویگا اور برابر
یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سوائے فتنہ دجال و یاجوج و ماجوج کے کہ عالمونکو اُسکے دفعیہ کی طاقت نہوگی ۔
(انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہی کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہین سے بعض اکابر نے استنباط
کیا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل ۔ اس امت کے عالم لوگ مانند بنی اسرائیل کے انبیا علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے بنی اسرائیل مین
نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مرحومہ مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی اور یہ استنباط صحیح ہی لیکن
عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہوگیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہی جو مترجم نے بیان کی واللہ تعالےٰ اعلم
بالجملہ اللہ تعالےٰ نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کر دی پھر فرمایا ۔ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۔ اب تمھارے پاس

سلہ یعنی مقصود و منشا ... ۱۲ سلہ یعنی امتحان مین ڈالون ... تیرے سبب سے کافرون کو ۱۲ منہ

تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ
کبھی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
ہر چیز کے قادر ہے

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ - یعنے اے یہود و نصاریٰ - قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا - تمہارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آگیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاریٰ کیواسطے ثابت فرمایا بہ خلاف نبوت موسیٰ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا - يُبَيِّنُ لَكُمْ - جو تمہارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے - عَلَىٰ فَتْرَةٍ - انقطاع - مِنَ الرُّسُلِ - یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولونکی آمد کا انقطاع درمیان میں ہو گیا تھا - اذ لم یکن بینہ وبین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمائۃ وتسع وستون سنۃ - کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان میں کوئی رسول نہیں ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انہتر سال تھی اور فترۃ در اصل بمعنے سکون ہے یعنی رکجانا اور ٹھہر جانا اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسرین نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولونکا انقطاع ہو گیا تھا اور یہانسے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ میں بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوئے تین بنی اسرائیل سے اور ایک بنام خالد بن سنان العبسی جزیرہ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی وبینہ نبی یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُسکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ فترت وانقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہؒ سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطیؒ نے ابن عباس رضؓ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نوسو برس کا فرق تھا مگر ان دونوں کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان میں ہزار نبی تو فقط بنی اسرائیل میں سے بھیجے گئے ماسوائے اُنکے جو اور نسل میں سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان پانچسو انہتر برس کا زمانہ تھا قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۷ء ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۵ھ ہے پس جسنے پانچ سو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال میں تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونوں کے مبعوث ہونے کیوقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہوگئیں اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری ارجح ہے اور اسمین کوئی بڑا فائدہ متعلق نہیں لہذا تطویل کلام بیفائدہ ہے مقصود یہ کہ اوتعالےٰ عز وجل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل وطموس سبل وتغیر ادیان وکثرۃ عبادۃ اوثان و نیران و صلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعظم تھی کہ فساد و طغیان جمیع بلاد میں اور جہل و فساد عام عباد میں پھیل گیا تھا سوائے چند بندوں کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور الشاذ کالمعدوم کے حکم میں تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعیؓ میں ہے کہ نبی صلعم

[Interlinear glosses: انقطاع ۱۲ — مٹ جانا ۱۲ — بت ۱۲ — آگ — صلیب ۱۲]

[Margin: ملاحظہ فترت ... ۱۲]

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا تو فقیہ عالم نے کچھ جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہی آیت پڑھ دی **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہی اور اسکا شاہد مسند امام احمد مین موجود ہی چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس رض کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے کہ ناگاہ راہ مین ایک لڑکا کھیلتا تھا سو جب اُسکی مان نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو ڈری کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا میرا لڑکا اور دوڑ کر اسکو لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عورت سے نہین ہو سکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی واللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اُسکو دنیا مین مبتلائے مصیبت کرتا ہی (یہ حدیث مرسل) اور مدارک مین کہا کہ قولہ فلم یعذبکم ۔ ای فلم عذب من قبلکم منکم بذنوبہم فمسخہم قردۃ وخنازیر ۔ یعنے کیون تمھارے اگلون کو اس سبب سے عذاب کیا تھا کہ اُن سے گناہ صادر ہوے پس اُنکو مسخ کر کے بندر و سور کر دیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمھارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو اُنکو بندر و سور کر دیا تھا پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو ۔ **بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ** ۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ اُن بشر کے جنکو پیدا کیا ہی ف سو بھلائی کی بات جیسے اُنکے لیے ویسی ہی تمھارے لیے اور برائی و عذاب جسطرح اُنپر ہوتا ہی ویسی ہی تمپر ہوتا ہی تم سب کا یکسان حال ہی ۔ **يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ** ۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہی بخشتا ہی ۔ **وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ** ۔ اور عذاب کرتا ہی جسکو عذاب دینا چاہتا ہی ف او تعالیٰ مالک مختار ہی اُسپر کچھ اعتراض نہین ہی جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہی کسی کا اجارہ نہین ۔ **وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا** ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہی ملک آسمانون و زمین کا و اُنکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اُسکا مملوک مخلوق ہی اُسکا کرم ہی کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے ۔ **وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** اور اُسکی طرف لوٹ کر ٹھکانا ہو گا ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ ۔ کافران یہود و نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجہ قدم سے مست ہو کر مجلس اُنس مین حالت انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور انس کی بیہوشی و حلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالیٰ نے اُنکی ناک گردن توڑ دی چنانچہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے حجت بھیجکر اُنکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۔ اسمین حق سبحانہ تعالیٰ نے آگاہ فرمادیا کہ جو بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کر گیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالیٰ بل انتم بشر ممن خلق ۔ یعنے او جھوٹ دعوی کرنیوالو ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور مقام محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہی جو ماسوائے حق عزوجل سے پاک ہو گیا ہی قولہ تعالیٰ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہی کہ اس مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس ولی کو چاہتا ہی پہونچاتا ہی اور اُسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہی اور اس مقام مقدس کی خوشبو بھی دشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہی اور عذاب کرنا عدل ہی

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ

اے کتاب والو آیا ہی تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہی واسطے تمھارے اوپر موقوف ہو جانے پیغمبرون کے

لہ یہ حدیث شیخین نے نکالا امام احمد سے بسند صحیح جید ہی کما لا یخفی ۱۲م

کہ مفسرین نے خیال کیا کہ یہود و نصاریٰ اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف
مضاف ہے اور معنے آنکہ نحن ابناء رسل اللہ۔ یعنے ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے رسولون کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاریٰ سے مراد بنی اسرائیل
کے یہود و نصاریٰ ہونگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیاء علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہ تھی کہ ہمارے باپ دادونکا
فخر ہمکو حاصل ہے مترجم کہتا ہے کہ انکی وہی مثل تھی کہ نسل چڑیلون کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سب ہی آدمی ہین دوم
آنکہ لفظ ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہے ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اسکو بھی کہتے ہین قال المترجم
اور مفسرین نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت
و رحمت فرمانے مین ہمارے باپ کے مانند ہے سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو
بھی زعم کیا اور چونکہ یہ دونون انھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین
حالانکہ یہ قول انپر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب
الٰہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ
ای ہم لوگ اسکے انبیاء سے نسبت رکھتے ہین جو اسکے بیٹے ہین جنپر اسکی عنایت مبذول ہے اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہے اور اپنی کتاب سے
نقل لائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوبؑ سے کہا کہ انت ابنی بکری۔ پس اسکو اسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنے
پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کر دی چنانچہ بہت سے انکے عقلا جو اسلام پر ہوئے انھون نے انکو رد کر دیا اور کہا کہ اسکا اطلاق انکے
عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاریٰ نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے انسے کہا کہ انی ذاہب الی ابی
وابیکم۔ یعنے ربی وربکم۔ یعنی عیسےٰ نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمہارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمہارے
پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہے کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعویٰ بیٹا ہونیکا نہین کیا جو عیسےٰ کے
واسطے دعویٰ کیا ہے پس انکی مراد یہی کہ ہملوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہود نے
توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری یعنی میرے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر یا ابناء ابکاری کر ڈالا یعنے کنواریونکی اولاد۔ پھر کہنے لگے کہ نحن ابناء اللہ
واحباؤہ۔ بہرحال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے واسطے بہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک
فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعویٰ کیا کہ ہم اسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسکو رد کر دیا کہ قُلْ
یا محمد کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے میرے رسول محمد صلعم۔ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ۔ پھر کیون تم کو تمہارے
گناہون پر عذاب کرتا ہے اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب
کرتا ہے حالانکہ اسنے تمکو عذاب کیا کہ مسخ کر کے بندر و سور کر دیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مر گئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور
امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہے کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہے اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا
محال ہے حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہے اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ
دنیا مین تو بندر و سور کیے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات۔ یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی
آگ لگیگی پس تم جھوٹے ہو یہ تمہارا دعویٰ خلاف ہے اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان تخلف کہلاتی ہے قال ابن کثیرؒ

وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝
اور جو دونون کے بیچ ہی اور اُسیکی طرف رجوع ہی

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ - اور قطعًا کفر کیا ان لوگون نے جنھون نے کہا کہ اللہ
وہی مسیح ابن مریم ہی ف حیث جعلوہ الٰہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاری - واضح ہو کہ نصاری بہت فرقے ہو گئے تھے اور اب بھی موجود ہین
اور بہت سے مٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہاے نصاری مین اول تین فرقے تھے چنانچہ اوپر بیان
گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون کے تین فریق ہوے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اُٹھا لیا
اور یہ لوگ معدودے چند تھے اور دوسرے فریق نے کہا کہ وہ اللہ تعالے کا بیٹا تھا اُسکو اپنے پاس بلا لیا اور تیسرے فریق نے کہا کہ نہین ہم مین
خدا تھا ہمکو معلوم نہ تھا سو جب ہمنے نافرمانی کی تو چلا گیا اور ان دونون کافر فریق نے ملکر فریق اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ
ابن کثیر اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ نصاری نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور اکثر مفسرین نے
کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہی کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو الٰہ معبود ٹھہرایا اور قطعًا معلوم ہی کہ الٰہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہی پس
گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی چنانچہ یہی تاویل کلام مفسرؒ سے ظاہر ہی ولیکن یہ جو مفسرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہی نصاری
مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی جیسا کہ ابتدائی تین فریق مین سے فریق سوم کا قول مذکور ہوا
اور یہی ظاہر آیت ہی اور سب نصاری کا یہ قول نہین بلکہ اُنہین سے کچھ لوگ ایسے ہین فافہم اور لقد کفر سے بتاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلا دیا پھر
اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہی اور واضح ہو کہ مسیحؑ کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ اسی سے اُنکو قائل
ان کافرون کا اندھا پن سمجھ لے کہ جو مریم کا بیٹا ہو وہ خالق و معبود بلکہ اپنی ماں کا کیونکر خالق ہو سکتا ہی اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی ماں کو
جنھون نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت و تکلیف سے بسر کیا کیون غم و رنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اسکو
اللہ عز و جل نے رد فرمایا بقولہ - قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا - یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کر سکتا ہی حکم
الٰہی سے - اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ - اگر اللہ تعالے چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح ابن مریم کو اور
اسکی ماں کو بلکہ - وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا - اور جو کوئی زمین مین ہی سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے
یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہی جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام الٰہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی - وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ - اور اللہ تعالے ہی کا ہی ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے بیچ کا
وہ جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی - ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک و خلق ہی وہ جو چاہتا ہی کرتا ہی جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر مسیح علیہ السلام
کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالے کی قدرت ہی - وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اور اللہ
تعالے ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسکی مخلوق و بندے ہین اور ہر مسلمان
و ہندو و نصرانی و یہودی پر فرض عین ہی کہ اُسکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور عذاب سے ڈرین جیسا
کرینگے پاوینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود و نصاری اتراتے ہین - وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى - یعنے انمین سے ہر ایک
فریق نے الگ الگ کہا کہ - نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ - ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین ف سراج وغیرہ مین ہی

چلنے والونکی جذب کرلینے کو ظاہر ہوئی ہین بعض نے فرمایا کہ تم نور توحید ونور کتاب کو اسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو **قال المترجم** شاید یہ تفسیر بنظر قولہ باذنہ ہی اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ - سے نکالا ہو کہ جار لازمی ہی یعنے آنا اُسکا محض لفضل حق سبحانہ ہی پس ازل مین جنکو مختار کرلیا تھا درحقیقت اس نور وکتاب کا آنا انھین کے واسطے ہی ورنہ دوسرون پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہی قولہ تعالے یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور وکتاب مین سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونون مقام عین الجمع یعنے معدن الصفات مین واحد ہین - اور اس کلام پاک مین اشارہ یہ ہی کہ اللہ تعالے سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہون کی طرف ہدایت فرماتا ہی اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہین بتاتا ہی **قال المترجم** توجیہ اس اشارہ کی یہ ہی کہ کتاب ونور جب صفات ازلی ہین تو اسی سے ہدایت فرمانے کے معنے یہ ہوے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت اس وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھہ ان لوگون کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ - سے سرفراز فرمایا ہی یعنے ایمان لانیوالون کو اور ایمان توحید ذات ہی پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ لطیف دقیق جید اگر مرد سلیم القلب اسکو غور سے دل مین اُتا لیوے تو بہت شیطانی وساوس دور ہوجاوین اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت درباب مسئلہ جبر واختیار وتقدیر وتوحید ذات اور یہ کہ ہدایت اسکی طرف سے ہی اور حجابہ حکمت ہی سب اُسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہون اور جو شخص ان مقامات مین وساوس شیطانی آنے سے تنگ ہو اسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہی اللہم اہدنا الصراط المستقیم - رضوان الٰہی وہ ہی جو اللہ تعالے نے انبیا واولیا کے واسطے ازل مین پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام مین پہونچگیا اور نشان یہ ہی کہ اسکی حسن تجلی مین اسکی مراد کے موافق ہدایت آداب سے زندگی بسر کرجاوے مگر متابعت نہین ملتی لیکن اسی شخص کو جسکے حق مین سابقہ ازل مین اُسکی رضامندی ہوچکی ہو بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہدایت فرماتا ہی نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہون مین سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کردیا تھا تاکہ یہ رضوان اُسکو محل رضا وتسلیم مین لاتا ہی پھر اللہ تعالے نے یہود ونصاری کے اندھے پن اور ہوسات اور شیطانی خیالات

اُسکے دعوے اور اُنکا بیہودہ ہونا بیان کرکے رد کردیا بقولہ تعالے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

بیشک کافر ہوے جنھون نے کہا اللہ . وہی مسیح ہی مریم کا بیٹا توکہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے

إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ

اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اُسکی ماں کو اور جتنے لوگ ہین زمین مین سارے اور اللہ کو ہی سلطنت

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

آسمان اور زمین کی اور جو دونون کے بیچ ہی بناتا ہی جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور کہتے ہین یہود

وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ

و نصارے ہم بیٹے ہین اللہ کے اور اُسکے پیارے توکہہ پھر کیون عذاب کرتا ہی تمکو تمھارے گناہون پر کوئی نہین تم بھی ایک انسان ہو

مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اُسکی پیدائش مین بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہی سلطنت آسمان اور زمین کی

و وضع و اخلاق و بعض مسائل اور یہود کو انپر ایمان لانے کا حکم مذکور ہی اور نصاری پر ظاہر کیا کہ عیسی علیہ السلام نے اپنے بعد احمد مصطفے صلعم
کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیون کو عام آگاہ فرمایا ہی اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود و نصاری پر ظاہر تھے ولیکن مستنے یہ ہین کہ تمھاری کتاب
مین ہونے کو کھلے کھلے بیان فرماتا ہی۔ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ اور ترک کرتا ہی کثیر کو اسمین سے ف پس بہت کو بیان نہین کرتا جب کہ
اسمین کوئی مصلحت متعلق نہین الا برلے اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا حال بطریق صفت ہی یعنے ایسا رسول آیا ہی کہ تم مین سے بہتونکو
عفو کرتا ہی مواخذہ نہین فرماتا لیکن اول ارجح ہی حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو اسمین سے بہت باتین ایسی ہین جنکے بیان سے کوئی فائدہ
متعلق نہین تو انکو چھوڑ کر باقی جن سے مصلحت و تعلق کا حکم ہی انکو بیان فرماتا ہی اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا
اسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالے نے فرماتا ہی کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب پس رجم اس چیز مین سے
تھا جسکو انھون نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ نور سے مراد آنحضرت اور یہ تفسیر نسبت
اسلام و حق کے زیادہ مربوط و ارجح ہی یعنے آگیا تمھارے پاس اللہ تعالے کیطرف سے نور یعنے محمد خاتم النبیین۔ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
اور قرآن ظاہر ف مبین بمعنے ظاہر ہی یا بمعنے حق کو باطل سے جدا کرنیوالا۔ تو اسمین اشارہ ہی کہ اہل کتاب نے جن باطل امور کو پھیلایا تھا
انکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہی اور حق کو لاتا ہی پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ۔ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ یعنے یہ کتاب ایسی ہی کہ اللہ تعالے
اُسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہی۔ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ۔ ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالے کے رضیات کی باینطور کہ ایمان لاوے
سُبُلَ السَّلَامِ۔ ای طرق السلامۃ۔ راہون سلامتی کی۔ حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہی کہ جو بندہ اللہ تعالے پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالے
سلامتی کی راہونکی ہدایت فرماتا ہی اور یہ راہین بھی شرائع اسلام ہین جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ ہین یہانسے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالے کی
مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالے کی خلاف مرضی چلنا ہی جسکا انجام جہنم ہی کیونکہ
مخالف تو باطل راہ پر ہی اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہی وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ۔ اور قرآن ایسے شخصونکو تاریکیون سے نور کیطرف لاتا ہی بارادۂ الٰہی ف یعنے اللہ تعالے کے ارادہ و تاثیر و
توفیق سے اللہ تعالے پر ایمان لانے والونکو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہی پس جسکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا وہ
اندھیرے سے نکلتا ہی نہین کہ اُسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہین لاتا اور نیز مسلمانونکو مژدہ ہی کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھین اور اُسکے
حکمون پر عمل کرین انکے دل روشن ہو جائینگے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین وہ نور و حجت ہی اور نیز ثابت ہی کہ پڑھنے و عمل کرنیوالا قرآن کا
خوشبودار پھول کا درخت ہی اور ثابت ہوا کہ قرآن ہی الاعارف بالکمال ور اُسکا دل منور اور ایمان و یقین روشن ہوتا ہی اور خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَيَهْدِيهِمْ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ اور یہ کتاب اللہ تعالے کی مرضیات کی متبعین بندونکو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہی اور صراط مستقیم
جیسا کہ مفسر رح نے کہا کہ وہ دین اسلام ہی پھر معلوم ہی کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ہی جب وہ ہر وقت نماز مین صراط مستقیم کی ہدایت مانگی اور قرآن پڑھے
اور اُسپر عمل کرے تو کسقدر اُسکے دل کو انوار حاصل ہونگے اور اُسکا یقین جو پہنچا ہوا بند ہوا ہو رہا ہی کسقدر تاریکی دور ہونے سے منور ہوگا جیسے کہ بندۂ مومن
بسبب گناہونکے جب اُسکے دلی یقین کے گرد ہجوم کرتے ہین آخر کار ایسا ہو جاتا ہی کہ اُسکے دل کو گویا یقین ہی نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ ایمان
گھٹتا بڑھتا رہتا ہی ف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ اسمین اشارہ ہی کہ اہل ایمان کو اللہ تعالے کی طرف سے
نور معرفت بدون کسی حیلہ و سبب کے حاصل ہوتا ہی پھر نور و کتاب دونون ازل کے صفات مین سے دو صفت ہین کہ اللہ تعالی کیطرف راہ

ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر وعمر ہین وقد مر مشرحًا قولہ فبما نقضہم میثاقہم لعنّاہم ۔ حسب اللہ تعالےٰ غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا ہی تو اُنکے نفوس کو ایسے امور کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ جنپر قہر کے احکام طاری ہوتے ہین اور اُنسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ دور ہوجاتے ہین پھر اُسکے بعد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح عہد کو توڑنا اور میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا اور وہ یہ ہی کہ او تعالےٰ نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہوجانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر قیاس کرنے سے ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہووے وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہوگیا اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا حق ادا کرنے پر عہد کیا تو اُسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض و واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کر لیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح جید ہی واللہ اعلم اور معلوم کہ عہد سے سوال ہوگا جیساکہ آویگا انشاء اللہ تعالےٰ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سواے کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالےٰ نے یہود ونصاری کی عہد شکنی کو بیان کرکے پھر انکو ارشاد و ہدایت اپنے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ اُنکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ

اى کتاب والوں ‏ آیا ہے تم پاس ‏ رسول ہمارا ‏ کھولتا ہی ‏ تمپر بہت چیزین ‏ جو تم ‏ چھپاتے تھے

الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ

کتاب کی ‏ اور درگذر کرتا ہی بہت چیزسے ‏ تم پاس آئی ہی ‏ اللہ کی طرف سے ‏ روشنی ‏ اور کتاب بیان کرتی ‏ جس سے اللہ

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہو اسکی رضا کا ‏ بچاؤ کی راہ پر ‏ اور اُنکو نکالتا ہی ‏ اندھیرون سے ‏ روشنی مین

بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اپنے حکم سے ‏ اور انکو ‏ چلاتا ہی ‏ سیدھی راہ

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ ۔ خطاب عام ہی یہود و نصاری دونونکو شامل ہی یہی مفسر نے موافق دوسرونکے اختیار کیا ہی اور الکتاب میں الف لام جنس شامل ہی توریت وانجیل دونون کو حاصل آنکہ ای یہود و نصاری **قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا** ۔ آیا تمہارے پاس ہمارا رسول ف یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ ۔ **يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ** ظاہر کرتا ہی تمپر بہت باتونکو جو تم کتاب مین سے یعنے توریت و انجیل مین سے چھپاتے تھے ف مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی مین حکم تھا کہ محصن مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کرڈالو جیسے ہماری شریعت مین حکم ہی مگر یہودی اسکو چھپاتے اور کہتے کہ منھ کالا کرکے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرانے کے بعد کوڑے مارو پس آیۃ الرجم کو چھپاڈالا اور مانند ان آیات کے جو اس رسول کی صفت مین تھین انکو بھی اس رسول صلعم نے ظاہر کردیا پس یہود کو بتلایا کہ تمہاری توریت مین محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و اُنکی امت کے فضائل

نہین تاکہ اُسکے ثبوت پر دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کہنے والا نعوذ باللہ مدعی ایسے امر کا ہوا جاتا ہی جو شان نبی ہے
اسلیے کہ ثواب وعذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہے اور راست والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان چیز مین ثواب یا عذاب ہے مگر
اسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ نہوا اور ظاہر ہی کہ ائمہ
کبار اور اولیا ابرار جنکی صلاحیت پر اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انہین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنوی رکھ دیے گئے ہین تو انکی
طرف نیک گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب اور مراد میری اولیاء کبار سے وہ بزرگ ہین جو
عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار عارف باللہ تعالے صابر و شاکر مجتنب جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت امام علامہ
نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین اچھے کلمات لکھے ہین اور انکی پیروی پر آمادگی دلائی ہی اور ماسوا اُنکے گیارہ اقسام جہلہ
شمراخیہ وغیرہ کے احوال کو مفصل لکھکر اہل ایمان کو اُنکے مکر و فریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز اُنکے اقوال
و افعال پر کاربند ہون اور ایک علامہ نسفی کیا سبھی اس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ہے ۵ اے بسا ابلیس آدم
روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہرگز کسی کے معتقد ہون جب تک اسکو شرع پر
نہ پاوین اور اللہ تعالے سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپ نے کس کوشش سے شرع پاک پر لوگونکو راست
کیا اور یہ وہی شرع ہی جسپر شیطان یا کوئی شیطانی پیرو نہین چل سکتا ہی پس جو شرع پر ٹھیک ولی نظر آوے وہ گویا یقینی ولی ہی اور جو شرع پر نہو
وہ اگر مجذوب ہو گیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہنچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھدیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے
یا اور کسی حال پر ہی بہر حال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر دیانتدار سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم و پاک صحابہ
و اچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللہ تعالے فرمان و حکم و چال چلن سے برخلاف ہو کر اس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال
چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے سچ و خوب فرمایا ۵ خلاف پیمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت
صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود جنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللہ منہ
اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللہ تعالے کے اُن باتون ہی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے
ہین وہ لوگ عدل و انصاف و حق کی پیروی سے درگذر نکرین والسلام شیخ ابو عثمان مغربی رح نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور اُمنا
سات ہین اور خلفاے ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پر مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو
کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب اولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات
جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین
اور اولیا مین سے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللہ تعالے اُسکی کو قائم مقام فرماتا
ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے
سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اُسکے قائم مقام ہوتا ہی اور یہی
حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب و قہت کے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین اور حدیث ترمذی مین
ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دو نون وزیر آسمانی جبرئیل و میکائیل

اور ہر امت مین اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے پیدا کیے جو معارف وکواشف کا بار اُٹھائے ہوئے تھے اور وہی بلا و امتحان کے میدان مین
در آئے اور منظور نظر ازل تھے اور یہ خود اقسام ہین کہ نقیب و ابدال ونجیب و اولیا و اصفیا و مقربین و عارفین و موحدین و صدیقین و شہداء و صالحین و
اخیار و ابرار وغیرہ ہوتے ہین اُن سب کا رئیس بنام غوث ہی اور پیشوا اُنکے مختار ہین اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہین اور نقیب اُن کے دس
عدد اور نجیب اُنہین چالیس عدد اور خلفا اُنہین ستر عدد اور اُمنا اُنہین تین سو عدد ہوتے ہین اور اُنہین سے ہر ایک کی صورت انبیاء علیہم السلام
مین سے کسی کی صورت پر اور رسولون علیہم السلام مین سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہی اور قلب اُن کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر
اُنکو کوئی پہچان نہین سکتا مگر وہی جو اُنکے مثل ہو اور وے خود در حقیقت سواے حق عز وجل کے کچھ نہین پہچانتے ہین چنانچہ بقول معروف
اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی - میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین اُنکو میرے سوا کوئی نہین پہچانتا ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے
مرفوعاً روایت ہی کہ زمین مین اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہین اور چالیس بندے حضرت موسیٰ کے قلب پر
ہین اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہین اور پانچ بندے حضرت جبرئیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور تین بندے حضرت
میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہی پھر جب اُنہین سے یہ ایک جو قلب اسرافیلؑ ہے مرا تو
اللہ تعالیٰ بجائے اُسکے تین مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی مرا تو اُسکی جگہ پانچ والون مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور
جب پانچ والون مین سے مرا تو سات والون مین سے ایک اسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب سات مین سے مرا تو چالیس والون مین سے ایک اسکا
قائم مقام کر دیتا ہی اور جب چالیس مین سے مرا تو تین سو مین سے ایک اُسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب تین سو مین سے کوئی مرا تو عام مین سے
کوئی سرفراز ہو کر اُسکا قائم مقام ہوتا ہی اور یہ لوگ امت کے بڑھتی کی دعا مانگتے ہین سو انہین زیادتی وکثرت ہوتی ہی اور جبر وظلم کرنیوالون پر بددعا
کرتے ہین کہ انکی کمر ٹوٹ جاتی ہی اور مینہہ کا پانی مانگتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہین تو مخلوق کے واسطے کھیتی اگتی ہی اور دعا کرتے ہین تو
مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہی شیخ **ابو بکر الوراق** نے کہا کہ برابر اگلی امتون سے اخیار و ابدال ونجیب و اوتاد ہوتے چلے آئے ہین چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا - اور یہی وہ لوگ ہین کہ ضرورتون اور حاجات ومصیبتون مین اُن کی طرف رجوع لائی جاتی
ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ اس امت مین چالیس بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور سات بندے خلق موسیٰ پر
ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا رہیگا پس یہی لوگ اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق تمام مخلوق کے سردار ہین **قال المترجم** جو حدیث اوپر حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی وہ محدثین اہل تنقید کے
نزدیک ثابت نہین ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدون ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا سخت گناہ ہی چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر
مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو عمداً مجپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے یعنے وہ جہنمی ہی اور ظاہر ا شیخ رحمہ اللہ کو یہ بات
ظاہر نہوئی ہوگی کہ حدیث بدرجہ ثبوت نہین پہونچی ہی واللہ اعلم پھر **مترجم** کہتا ہی کہ بدون تعداد کے بیان کے معجم طبرانی بلکہ صحاح
کی روایات مین وجود بندگان خاص آلہی کا ذکر ہی اور نیز پانچ سو اولیاء خاص کا وجود ہر زمانہ مین حدیث مرفوع مین مروی ہی اور اس حدیث
مین اگرچہ اہل تنقید نے کلام کیا ہی چنانچہ شیخ **ابن الجوزی وصاغانی** نے افراط کیا ولیکن حدیث درجہ حسن سے نازل نہین ہی اور
شوکانی نے اسکے حسن ہونیکا اقرار کیا ہی بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علماء ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث و ابدال وغیرہ مین
میرے نزدیک کچھ نہین ہی اس واسطے کہ مرجع اسکا بحث لفظی کی طرف ہوا جاتا ہی کیونکہ اسکا کوئی ثواب بیان کرنے کے معنے مین

انکی یہ تھی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالیٰ کی نہین بیان کرتے اور ساتھ ہی الگ کتابین لکھتے اُنکو توریت بتلاتے۔ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۔ ای ترکوا نصیبا مما اُمروا بہ فی التوراۃ من اتباع محمد صلعم۔ یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ اُس چیز کا جس کا توریت مین حکم کیے گئے تھے ف اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم مبعوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے پیروی کیجیو۔ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ ۔ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی کہ برابر تو اُنکی خیانتون پر اور چوریون پر مطلع ہوتا رہے گا ف کہ عہد شکنی وغیرہ کرینگے۔ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۔ سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی خائن ہین سوا انہین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہوگئے کہ وہ ایسے نہین تھے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔ پس اُنسے عفو و درگذر کر اللہ تعالیٰ نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی ف مفسرین نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم آیۃ السیف سے منسوخ ہی یعنے قولہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہؓ کا قول ہی اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہی اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہی جنکے ساتھ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہی واللہ اعلم۔ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۔ یعنے اُن لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا بالجملہ یہ متعلق ہی بقولہ۔ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ ہمنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان مدعیون سے عہد ویسا ہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال۔ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۔ پس فراموش کر دیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین پڑ گئے فَأَغْرَيْنَا ۔ اوقعنا۔ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت و بغض ڈالدیا قیامت تک ف بایطور کہ آپسمین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر جو پسند کرتا ہی اُسکو دین سمجھتا ہی پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہی کہ کثرت سے فرقے ہین اور بعضے بعض کو کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے اسمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کام پر متفق ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن اُنکی ہمت دنیا پر مقصور ہی تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے آپکو نصرانی کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہی اُنمین ضرور بغض و عداوت قائم رہیگی اور اغراء یعنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہی کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے۔ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۔ اور قریب اُنکو اللہ تعالیٰ تبلاویگا جو وے کرتے رہے ف پس ان اعمال پر انکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالیٰ کو منظور ہی ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ ولقد اخذ اللہ تا قولہ تقیبا۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے جب امر عظیم کو اپنے بندون مین چاہا تو پہلے اُسکو اولیاء پر رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد کے موافق قیام کرین اسوجہ سے کہ خلق ضعیف ہی اور اُنکی نیابت مین قصور ہی پھر جب اولیاء الٰہی نے اسمین بقدر حیثیت اسکی عبودیت کو بصفت رضا و تسلیم ادا کیا تو اُسکے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے عوام پر اسکو آسان کر دیا کیونکہ عوام کی پیدایش بصفت ضعف ہی اور اولیاء کی پیدایش بصفت قوت ہے

کہ برابر لوگون کا کام چلتا رہیگا جب تک انہین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے اسمین بشارت ہی کہ آپ کی امت مین بارہ مرد خلیفہ عادل وحق قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انہین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین سے ہین اور یہ نہین ہی کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہی انھین مین سے ہونگے اور **مترجم** کہتا ہی کہ انکے پیدا ہونیکے نشانات جو روایات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا اور نیز مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بن جاوینگے سو مبارک اسکو جسکو انپر جان ومال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین اسپر اللہ تعالے ہمکو تمکو ثابت وقائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہی کہ وہ سرداب سامرا سے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہی تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر ہونگے تو اس اعتقاد والے غالبًا اُنسے منحرف ہوکر نہ مانینگے اللہم احفظنا اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے بعد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی جو مسلمان ہوے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ یہی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ وہم کے بندے اسکو مان گئے اعوذ باللہ من الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالے **فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيثَٰقَهُمۡ لَعَنَّٰهُمۡ** پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کردیا ف یعنے دور کردیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے **وَجَعَلۡنَا قُلُوبَهُمۡ قَٰسِيَةٗ** ۔ اور انکے دل سخت کردیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہوسکتے اور یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہی وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیث مین مضمون ہی کہ دل سب اللہ تعالے کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہی پھیرتا ہی اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ حضرت باریتعالے عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ او تعالے عزوجل نے آپکو تمام عالم اول وآخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔ اہل ایمان کو لازم ہی کہ پانچون وقت نماز مین ۔ اہدنا الصراط المستقیم ۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہی عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بنی اسرائیل باستثناے اُنکے جنکو خود حق تعالے نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بدحرکت بدافعال ہوگئے کہ منھ سے ایمان کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا ۔ **يُحَرِّفُونَ ٱلۡكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ** ۔ کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلمات کو جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے جہان اللہ تعالے نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسرؒ کے نزدیک صحیح ہی کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریف وتبدیل کی ہی اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علیحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہی اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالے عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ ۔ اور قولہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیہ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباسؓ کے کہ تحریف فقط تاویل مین تھی اس بات کو صحیح نہین سمجھا کہ اُنھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہی کہ اُنھون نے توریت مین سے ابتدا مین کچھ نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک لفظی اور دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسٰی علیہ السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ لاحق کردیا اور معنوی تحریف ہر فرقہ نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علما نے کہا کہ تمام تحریف

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب بمعنے کفیل و شاہد ہے اور یہاں دیگر اقوال بھی ہین اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم مین بزرگ و انکا کارپرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کرلی تھی کہ وہ لوگ ایمان اور تقویٰ پر رہینگے۔ وَقَالَ اللّٰهُ۔ اور اُن لوگون سے اللہ تعالےٰ نے بتاکید فرمایا کہ۔ اِنِّىْ مَعَكُمْ۔ مین تمھارے ساتھ ہون ف یعنے تمھارا حامی و معاون ہون۔ لَئِنْ۔ لام قسم قسم ہے مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم۔ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ قائم رکھوگے نماز کو ف اور مروی ہوا کہ پچاس وقت کی نماز اُنپر مفروض تھی و حدیث معراج اسکی مؤید ہے۔ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ۔ اور ادا کروگے فرض زکوٰۃ کو۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ۔ اور ایمان لاؤگے میرے رسولون پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہوگے جو بحکہ نجات کے لیے نماز و زکوٰۃ کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولون کے جھٹلانے پر اڑے ہوئے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز و زکوٰۃ جبھی کہ میرے رسولون پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل نہو چنانچہ فرمایا۔ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ نصرتموہم اور انکی مدد کروگے ف یعنے رسولون کی مدد کروگے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے و عن ابن عباس انکی اعانت کروگے اور تعزیر بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم و توقیر پس بنا براول معنے آنکہ رسولون سے دشمنون و کافرون کو رد کروگے یا ہر بُری بات اُنسے دور کردوگے اور بنا بر دوم اُنکی توقیر رکھوگے۔ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ تعالےٰ کو قرض حسنہ دوگے ف اس طرح کہ اُسکی راہ جہاد مین خرچ کروگے کہا گیا کہ ادا رزکوٰۃ سے فرض مراد ہے اور اس سے مستحب و مندوب عام ہے پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہے اور فرائض کے جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہے اور شاید کہ یہ جان و مال کو شامل ہو بمانند قول تعالےٰ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ الآیۃ۔ حاصل یہ کہ اگر یہ سب امور ادا کروگے تو۔ لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ تمپر سے تمھارے گناہ کفارہ کر دونگا ف یعنے بخشدونگا پس جہنم سے بیخوف ہوجاؤگے۔ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اور تمکو ایسے باغات مین داخل کرونگا جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف تو اس بے شل و بے مثال نعمت مین سرفراز ہوجاؤگے اور یہ انتہائے مراد ہے بلکہ مزید یہ کہ دنیا مین بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام و مصر کردیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم مین اکثر لوگ عہد پر رہے۔ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ۔ پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم مین سے کافر ہوا۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔ تو وہ راہ حق سے بھٹکا ف اور سواء در اصل بمعنے وسط ہے اور ثابت ہولیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہے اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالےٰ نے اپنی شرع و رسولون علیہم السلام سے واضح کردی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہورہا اور اسیکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہے پس جو یہان صراط مستقیم پر ہے وہ اس پل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیساکہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبون کا قائم کیا جانا اُسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو عمالقہ شام کے جہاد کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل مین ان نقیبون کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلۃ العقبہ مین جب انصار سے بیعت و عہد لیا تو اُنمین بارہ نقیب تھے اُسید بن حضیر۔ سعد بن خیثمہ رفاعۃ بن عبد المنذر و قیل ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہم یہ تین نقیب تو قبیلۂ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ سعد بن الربیع عبد اللہ بن رواحہ رافع بن مالک براء بن معرور عبادہ بن الصامت سعد بن عبادہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام منذر بن عمرو بن خنیس یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود آنکہ یہی لوگ اپنی قوم کے کارپرداز عارف اور اُنکی طرف سے سمع و طاعت پر حضرت صلعم سے بیعت و معاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ سے صحیحین مین روایت ہے

بندون کو جنھون نے اپنے وہم سے اللہ تعالے پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوے اور بھروسا کیا تو آبرودار ہوے اور اللہ تعالے جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی وہی یہان ذکر فرمایا اور تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا اُنھون نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کرکے عہد توڑا تو خوار ہوے اور جنھون نے اللہ تعالے پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ

اور لے چکا ہی اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اُٹھائے ہمنے اُنمین بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

مین تمھارے ساتھ ہون اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر اور اُنکی مدد کروگے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرحکا قرض تو مین اُتاروںگا تمسے بُرائیان تمھاری اور داخل کرونگا تمکو باغون مین

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ

کہ بہتی نیچے اُن کے نہرین پھر جو منکر ہوا تم مین اُسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

سو اُنکے عہد توڑنے پر ہمنے اُنکو لعنت کی اور کردیے اُنکے دل سیاہ بدلتے ہین کلام کو

مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے اُنکی ایک دغا کی

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَمِنَ

مگر تھوڑے لوگ اُنمین سو معاف کر اور درگذر اُنسے اللہ چاہتا ہی نیکی والون کو اور وہ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا

جو کہتے ہین آپ کو نصاری اُنسے بھی لیا تھا ہمنے عہد اُنکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی پھر لگا دی ہمنے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اُنکے آپسمین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دیگا اُنکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ - اور بیشک اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا ف یعنے ہو سے عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہی جو مابعد مین بقولہ لئن اقمتم الصلوۃ الخ مذکور ہی کذا فی الکمالین اور ظاہر یہ ہی کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین وجہاد وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر اُنھون نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ملعون ہوے یہان سے اگلی امتون یہود ونصاری سے عہد لینے اور اُنکے توڑنے اور معذب ملعون ہونیکا بیان ہی تاکہ عبرت ہو اور حدیث مین ہی کہ سعید وہ ہی جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالے - وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا - اور ہمنے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب مقرر کیے ف یعنے ہر قبیلۂ بنی اسرائیل مین سے جو بارہ ١٢ بیٹون حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

چھوڑ دیا- اور بعض نے کہا کہ صلوۃ الخوف کا سبب نزول واالاقصہ ہی جو قولہ تعالے- واذ کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الآیات کی تفسیر مین گذر چکا اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کرڈالا تھا اور حضرت صلعم مع خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے یہود بنو قریظہ سے دیت مین شرکت کو لینے گئے جنھون نے دیت مین شرکت و نلڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور ان خبیثون نے اوپر سے پتھر آپ پر گرانیکا قصد کیا اور جبرئیل نے آپ کو خبردار کردیا کہ آپ مدینہ کو یہان سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی مین ہی پس یہ آیت اس قصہ کیطرف اشارہ ہے اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہی جو جابر رض سے روایت ہی اور نبی صلعم ایک منزل پر اترے اور لوگ متفرق ہوکر درختون کے سایہ مین ہوگئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے گھسیٹکر آنحضرت صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچاویگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجھے محفوظ رکھیگا- اعرابی نے دو یا تین بار یہی کہا اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خود بخود تلوار میان مین کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے اصحاب کو بلایا اور انکو اعرابی کی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا آپ نے اسکو کچھ عذاب نہین کیا (رواہ عبد الرزاق و ابن جریر و ابن المنذر والبیہقی) اور معمر رح نے کہا کہ قتادہ رح اسکے مانند ذکر کرتے اور یہ بھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بچاویگا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجکو مجھسے کون بچاویگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ رحم کرنیوالے ہوجائیے پھر اسنے گواہی دی کہ لا الٰہ الا اللہ قال المترجم ایسا ہی ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق مین یہی روایت مذکور ہوچکی اور اسمین یون ہی کہ جب اعرابی نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہوجائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ لا الٰہ الا اللہ- اسنے کہا کہ نہین تو لیکن مین یہ عہد کرتا ہون کہ کبھی آپ سے نلڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اسنے قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس آدمیون مین سب سے بہتر آدمی کے پاس سے آتا ہون قال المترجم یہ روایت صحیح ہی اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہوگیا ہو اور معالم وغیرہ مین ہی کہ جبرئیل نے اسکو مارا کہ اوندھا جھکا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت مین بھی اسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہی اور اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کرکے صحیح کہا اور اسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ اعرابی کا قصہ ایک نہین ہی بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا واقع ہوا ہی پھر یہان تفسیر کی وجہ یہ ہی کہ جو معمر کی روایت قتادہ رح مین ہی کہ عرب مین سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصۂ اعرابی مذکور کا خود صحیحین مین موجود ہی پھر ان وجوہ تاویل مین سے ہر ایک مین قصد قوم ظاہر ہی لیکن اقرب وارجح وہی معلوم ہوتا ہی جو مفسر سیوطی رح نے اختیار فرمایا ہی کہ قولہ اذ ہم قوم- مین قوم سے مراد قریش ہین پھر قوم کا قصد بیان فرمایا بقولہ- اَنۡ يَّبۡسُطُوۡۤا اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ- وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھاوین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کرین اور فتک یعنی غفلت مین قتل کرنا- فَكَفَّ اَيۡدِيَهُمۡ عَنۡكُمۡ- پس اللہ تعالے نے تم سے انکے ہاتھ روک دیے ف اور تمکو انکے مکر سے بچالیا- وَاتَّقُوا اللّٰهَ- تقوی کرو اللہ تعالے سے وہی بچانے والا ہی اسی پر بھروسا کرو- وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ- اور اللہ تعالے ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہی ف مومنون کو یقین ہی کہ اسکے قبضۂ قدرت مین سب چیز ہی جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی خود کسیکے فعل مین کوئی تاثیر نہین پس جو کچھ اللہ تعالے فرماوے اسمین اسکی اطاعت بیقین و خوشی کیساتھ بسر رسپر اور منجملہ ان امور کے جہاد ہی جسکے واسطے اوتعالے نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعاً اللہ تعالے کے بھروسے پر پورا کرنا فرض ہی اور یہ سب امتحان ہی پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہین ہی مگر ظاہر مین آزمایش ہی پھر بنی اسرائیل و اگلے عہد شکن

اور حق یہ ہی کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہی خلاصہ یہ کہ عدل ایک حق الٰہی ہی خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل حق کو چھوڑنا نچاہیے اگرچہ اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو پس تم اُنکے مثل مت ہوجیو۔ اِعْدِلُوا۔ عدل کرو دشمن اور دوست دونوں کے حق مین ف یہ تصریح زیادہ تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا۔ هُوَ۔ اے العدل۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی عدل کرنا تقوی سے بہت نزدیک ہی ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہی کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہی یہان افعل التفضیل کا استعمال ایسے محل مین ہی کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہی اور غیر عدل قریب تقوی ہی حالانکہ غیر عدلی خلاف تقوی ہی اور یہ استعمال بہت آیا ہی جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرًا واحسن مقیلا۔ کیونکہ بروز قیامت اہل جنت کے سوائے کسی کو مستقر احسن وحسن کچھ نہین ہی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اور ڈرو اللہ تعالے سے ف اُسکے حکم کے برخلاف ست کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ تعالے تمہارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمھاری نیکیون پر ثواب دیگا۔ اس مین تاکید کے ساتھ وعدۂ ثواب بھی ہی کہ تقوی کرنا اللہ تعالے پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرما دیگا اور اسمین خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہی

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ

وعدہ دیا اللہ نے ایمان والون کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ انکو بخشنا ہی اور بڑا ثواب ہی اور جو لوگ

کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا

منکر ہوئے اور جھٹلائین ہماری آیتین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو

نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ

احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تمپر ہاتھ چلاوین پھر روک لیے تمسے اُنکے ہاتھ

عَنْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والون کو

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ وعدہ دیا اللہ تعالے نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے اچھا وعدہ۔ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی ف یہ بہت اچھا وعدہ ہے اور وہ جنت ہے اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار ہین تو اُنکا حال سنو لقولہ تعالے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔ اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین خوار عذاب ہونگے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ۔ اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اس سے مراد صلح کے موقع کا حال ہی کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف مائل ہوے ولیکن قریب اسّی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالے نے انکو اسقدر مخبوط کر دیا کہ صحابہ مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کرکے بٹھلایا پھر حضرت صلعم نے رحم کرکے اُن سب کو

تھا وہ کسی طرح ہنسے اور انہوں اور شرم سے سر در گریبان رہین سہ باز آی کز شرم گنہ سر تا قدم بگداختم + گو ہی کہ در سر داشتم از گریہ ہامون گردش + اور یہی وہ شکر ہی جو قولہ لعلکم تشکرون سے بندون کو ارشاد ہوا ہی حضرت استاد رح نے فرمایا کہ تمام نعمت ایک قوم کے واسطے تو اُنکے نفوس کی نجات ہی اور دوسری قوم کے واسطے اُنکے نفوس سے اُنکی نجات ہی اور دونون مین بڑا تفاوت ہی قولہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الآیۃ نعمت الٰہی یہان ازلی ہدایت ہی جو اہل معرفت کے واسطے اُنکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ و دیدار کا شوق اُنکے دلون مین بھر دیا اور میثاق جس سے بندون کو مضبوط عہد مین لیا ہی یہ ہی کہ کبھی اُسکے سوا اے غیر سے مشغول نہون اگرچہ جنت اُس کی نعمتین ہون **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتین بہت کثرت سے ہین جنکا شمار نہین ہو سکتا ہان یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھکر نعمت معرفت ہے اور مواثیق بہت ہین اور سب سے بڑا میثاق و عہد یہ ہی کہ ایمان لاوین **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہی اور واجب ہی کہ آب زر سے لکھکر تفسیر مین داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق پر نعمتین فرمائین تاکہ نعمتون سے منعم پر شاہد ہون **قال المترجم** یہ قول بھی اچھا استنباط ہی چنانچہ او تعالےٰ نے فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیئ شہید۔ جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہو سکتا ہی اگر ایک دم غور کرین اور قلب مین توفیق الٰہی کی درخواست کرین اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہی تو سب حق و سب یقین ایسے عقلی برہان و دلائل اذعان سے اُسکے سامنے آئینہ ہوتا ہی کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہین اُسکے سامنے بالکل اوہام کے بندے معلوم ہوتے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہی تقوی سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

یا ایہا الذین آمنوا خطاب عام ہی کسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہی۔ **کونوا قوامین للہ** ۔ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ کے واسطے خوب قائم ہو جاؤ ف یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے مین اللہ تعالی کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ لغرض تاکید ہی اور اللہ تعالی ہونیکے یہ معنی ہین کہ اُسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالی ہی کیواسطے قیام کرو لوگونکے دکھلانے سنانیکو نہو **شہداء بالقسط** بالعدل شاہد ہو عدل کیساتھ ف یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین مین روایت ہی کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری ماں نے کہا کہ مین اسقدر پر اکتفا نہین کرتی ہون جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرا دے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت صلعم کے حضور مین آیا تاکہ آپکو اس عطیہ پر گواہ کرے تو آپنے فرمایا کہ تو نے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہی میرے باپ نے عرض کیا کہ نہین تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالےٰ سے اور عدل کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ مین جور پر گواہ نہین ہوتا ہون پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کر دیا۔ **ولا یجرمنکم شنآن قوم** ۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بعض کسی قوم کا **علی ان لا تعدلوا** اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو ف پس اُس نے کسر نکالو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاو کرو۔ بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق مین نازل ہوئی جنہون نے حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانون نے فتح کر لیا تھا پس تنبیہ کر دی کہ جو حکم حق ہی اس سے درگزر نہ کرو اور بعض نے کہا کہ قریش کے حق مین نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق مین ایذائین دی تھین تو حکم دیا کہ انسے خلاف عدل کوئی برتاو مت کرو

پس جب وہ چہرے پر پہونچیگا تو سوائے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر میل آگیا ہی پانی کے نور و برکت سے وہ اس کثافت سے پاکیزہ ہو جائیگا اور یہی حال دیگر اعضا کا بھی ہی پس جبکہ بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لائق ہی کہ اس چہرہ سے اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائین اُسکے جسم سے حتی کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال المترجم** روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابوہریرہ وغیرہ مطول مذکور ہے اگرچہ اسمین تصریح کل جسم کی نہین ہی ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعاً ہی کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالے کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہو جاتا ہی اور جسنے اللہ تعالے کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضا پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ **قال الشیخ** اور آیت مین اشارہ ہی کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا غم محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہی پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہوا تب نماز اُس کی مواصلت ہی اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرأت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہی اور رکوع اسکا خشیۃ ہی اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور مناجات اُسکی انبساط ہی اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہو کر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوے تو دریاے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سوا اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہی اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہوسکتا ہی حکم بجا لاتے ہین اور **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہی کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک ہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑ کر فقط عزیمتون ہی پر جم جانا یہ حرج سخت ہی مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ما سوا سے بے رغبت اور فقط اللہ عزوجل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہی کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہی پس محبین سے حرج اُٹھا دیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کر دیے باین طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عزوجل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکے اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہی کہ اللہ تعالے نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم۔ پس اُنکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہو جاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہی اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ مین اُنکو مستغرق کرتا ہی بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ او تعالے تمکو تمہارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہی تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استاد رح نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہی کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو صحن عبادت مین اپنا بستر جماوے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف پر برابر جما رہے اور جب احکام عبودیت پورے نہوسکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہی پھر اس سے گر کر حرام و شبہہ میں آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمہارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہی اور اپنی رحمت سے تمہارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہی۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا بیان یہ ہی کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ اس سے اپنے انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

مِّنۡهُ - پس اس پاک زمین سے اپنے چہرون وہاتھون پر مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہی - اور مفسر رح نے ظاہر کردیا کہ مسح بدو ضرب ہے یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مار کر چہرے پر پھیرو اور دوسری دفعہ مار کر ہاتھون پر کہنیون سمیت مسح کرو جیسا کہ معروف اور سنت ہے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہی یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون کو مسح کرنا چاہیے ہی اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہی اور یہی احوط ہی اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھون پہونچون تک مسح کرنا تیمم ہی اور ابن حجر رح نے اسکو بھی قوی کہا ہی اور یہین سے ظاہر ہوا کہ شعبی رح سے جو وضو مین پیرون کے مسح کا قول غریب مذکور ہوا با این تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہین کیونکہ بنا بر قول محدثین رحمہم اللہ تعالےٰ وابن عباس رض وعمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہ رض کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہی حالانکہ وضو مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا پھر واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا قوی و اصح ہی چنانچہ ابن حجر رح نے اسپر ایک حدیث حسن پیش کی اور طحاوی رح نے حدیث بیر جمل مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہی یعنی محمد بن ثابت العبدی متفرد راوی ہی ولیکن اسکی متابعت موجود ہی تو روایت حسن الاسناد سے کم نہو گی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - مَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیَجۡعَلَ عَلَیۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ - اللہ تعالےٰ نہین چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضو و غسل کی فرضیت کے ساتھ تیمم بھی شروع فرمادیا حالانکہ وضو و غسل و تیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا - وَلٰكِنۡ یُّرِیۡدُ لِیُطَهِّرَكُمۡ - ولیکن اللہ تعالےٰ چاہتا ہی کہ تمکو پاک کردے ف حدث و گناہون سے - وَلِیُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَیۡكُمۡ - اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے باین طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان کردے - لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ - شاید تم شکر کرو اسکی نعمتون کا - وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ - اور تم لوگ یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو - وَمِیۡثَاقَهُ - عہدہ - اور اللہ تعالےٰ کے عہد کو - الَّذِیۡ وَاثَقَكُمۡ بِهٖۤ - عاہدتم علیہ - جسکو تمنے باندھا تھا - اِذۡ قُلۡتُمۡ - جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ - سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا - ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہوگی جو ہمارے جی کو پسند ہی یا ایسی نہوگی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے اسکو اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو بحکم اللہ تعالےٰ لیا تھا اور اسمین یہود کو یاد دہانی ہی کہ انھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑ بیٹھے تھے کہ محمد صلعم کے اوصاف چھپاتے اور انپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے ف یعنے اللہ تعالےٰ کے عہد توڑنے سے ڈرو - اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ - اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہی جو دلون مین پوشیدہ ہی ف پس جو پوشیدہ نہین ہی وہ بدرجہ اولیٰ جانتا ہی ف اشارات عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہی جو ارواح کیواسطے حدیث سے ظاہر ہوئی پس اسکے لطائف کا عکس چہرون پر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہی کہ غبار شہوات سے گرد آلودہ و حدیث سے میلا ہی اور جوہر آب کی خاصیت یہ ہی کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدس و عظمت سے تجلی فرمائی تھی

اس آیت کریمہ سے ہو پاؤن دھونا فرض ہونے پر دلیل ہی مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل مخالفت کرتے ہین حالانکہ اپنے اصلی طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہی اور اہل حق واہل سنت نے جو اللہ تعالےٰ ورسول اللہ صلعم کے حکم وطریق کے پابند ہین اُسکو بدلیل قطعی ثابت کر دیا والحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح کے قائل ہو کر کعبین کے معنی اپنی طرف سے تراشے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہی حالانکہ جمہور امت کے نزدیک ساق وقدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اُردو مین ٹخنے کہلاتے ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالےٰ نے ہر قدم مین ذکر فرمایا ہی یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہی اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہی پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا نعمان بن بشیر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اس کو تین مرتبہ فرما کر کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دلون مین پھوٹ ڈال دیگا کہا نعمانؓ نے کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہی (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ وابوداؤد وعلقہ البخاری جزما) یہ صریح ہی کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمٰعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن الحرث التیمی الجابر یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنمین سے بعض کی کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہوگئی تھی اور یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا کہ یعنے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالےٰ نے دنیا مین اُنکو فضیحت کر دیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہی اور متبع راہ سنت ومطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہو گیا کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہی اور بعد اس تفصیل وتوضیح وتحقیق کے گمراہ نہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی وضلالت مقدر ہو چکی ہے اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل وتیمم کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے بیان فرمایا۔ **وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا**۔ فاغتسلوا۔ اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب نکھر لو یعنے غسل کر لو۔ اور چونکہ اطّہر و تشدید مبالغہ ہی اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطاً واجب ہے پھر تیمم سے آسانی دیدی بقولہ تعالےٰ۔ **وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى**۔ اور اگر تم بیمار ہو یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہنچاتا ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہی۔ **اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ**۔ یا تم مسافر ہو یعنے راہ راہ منزل بیابان طی کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہی۔ **اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ**۔ یا کوئی تم مین سے پاخانہ سے آیا ف یعنے اُسکو حدث ہوا پس پاخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہی اور مراد یہ کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پاخانہ جانے سے یا پیشاب سے یا ریح صادر ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ**۔ یا تمنے ملامسہ کیا عورتونکو۔ جماع کیا یا فقط چھوا بہر حال اگر مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً**۔ پھر تمنے پانی نہ پایا ف اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہین ہی کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لاسکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہی تو ایسی صور تو نمین یہ حکم ہے کہ **فَتَيَمَّمُوۡا** پس قصد کرو۔ **صَعِيۡدًا طَيِّبًا**۔ روے زمین پاک کا۔ **فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ**

گناہ اُسکے منھ اور نتھنوں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر وہ اپنا چہرہ دھووے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اسکے
چہرے کے گناہ اُسکے جبڑونکے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھوئے دونوں ہاتھ کہنیوں تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اُسکے دونو
ہاتھوں کے گناہ اسکی انگلیوں کے پوروں کے سروں سے گر جاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر آنکہ اُسکے سر کے گناہ اُسکے بالونکے اطراف سے پانی
کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھووے دونوں قدم ٹخنوں تک جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا مگر آنکہ اُسکے قدمونکے گناہ اُسکی انگلیونکے کناروں سے
پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اُسکے لائق ہی پھر دو رکعتیں پڑھے مگر آنکہ وہ اپنے گناہوں سے
ایسا نکل جائیگا جیسے اُس دن تھا کہ جس دن اُسکی ماں اُسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہی کہ میں نے اُسکو رسول اللہ صلعم سے
سنا ہی بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہ رضہ نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہو گیا اور ہڈیاں رقیق ہو گئیں اور
موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہیں کہ میں اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھوں پھر اگر میں نے ایک و تین بار
ہی سنا ہوتا میں تو اسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہی (رواہ احمد و ہذا اسناد صحیح و ہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم**
اور اسی معنی کے قریب حضرت ابو ہریرہ رضہ سے صحیحین میں ثابت ہی اور صحیح مسلم کی اس روایت میں ہی کہ پھر اپنے دونوں پانوں دھووے جیسے
اُسکو اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہی پس دلیل ظاہر ہی کہ قرآن مجید میں پاؤں دھونیکا حکم ہی اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث الاعور ۱۲ کے طریق سے
علی بن ابی طالب رضہ سے روایت کی کہ علی رضہ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدمونکو ٹخنوں تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہیں سے اس حدیث کی
مراد ظاہر ہوتی ہی جو عبد خیر رح کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں قدمونپر
پانی چھڑکا حالانکہ دونوں پانوں میں جوتیاں تھیں پس اُنکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیونکے اندر اُنکو خفیف دھویا پس اسمیں تو کوئی تامل نہیں
کہ جوتی کے اندر پاؤں کو دھووے خصوص جبکہ عرب کی جوتیاں ہوں لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والوں کا رد ہی جنکو اپنے وسوسہ میں
تعمق ہوتا ہی اور یہی حال اُس حدیث کا ہی جو ابن جریر رح نے حضرت حذیفہ رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھورے پر گئے اور کھڑے
پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونوں نعلین پر مسح کیا (ہذا حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش
کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمیں بجائے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزوں پر مسح کیا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے لکھا
کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعل ار یعنی موزوں پر نعلین تھیں پس مراد ایک ہی ہی اور ایسی ہی حدیث امام احمد از حضرت اوس بن اوس
کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے (وقد رواہ ابو داؤد ایضاً) اور معنی یہ کہ موزوں پر مسح
کیا یا موزے منعل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورۂ مائدہ سے موزوں پر مسح منسوخ ہو گیا تو یہ وہم ہی چنانچہ جریر بن عبد اللہ
البجلی سے روایت ہے کہ جریر رضہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا تو اُنسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ
پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت میں ہی کہ اعمش رح نے کہا کہ ابراہیم رح نے فرمایا کہ سلف
صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آئی تھی کیونکہ جریر رضہ بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوئے تھے اور یہی معنی امام احمد کی روایت جریر میں
خود جریر رضہ سے مصرح ہیں اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہوا ہی بقول و بفعل پس روافض نے جو اسمیں خلاف
کیا وہ جہل و گمراہی سے ہی اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم
نے متعہ حرام کیا مگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہیں اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ میں جیسے یہ مخالف ہیں ایسے ہی

موجود ہے اور صحیح مسلم مین یہی حدیث عائشہ رضؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم سے ہے کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار - اور عبد اللہ بن الحرث
بن الجزء سے ہے کہ رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب وبطون الاقدم من النار - ایڑیون اور تلوون کے لیے آگ سے
عذاب ہے (رواہ البیہقی والحاکم) اور **ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہے - جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ
فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار رواہ احمد اور نیز جابر ابن عبد اللہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پانوئین بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو
اُسنے نہین دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابر رضؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے
دیکھا جنکی ایڑیونکو پانی نہین پہونچا تھا تو فرمایا - ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیب رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی کرر
بتاکید فرمایا پس مسجد مین کوئی شریف ووضیع نہ باقی رہا مگر آنکہ مین نے دیکھا تو وہ ایڑیونکو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے
بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنمین سے ایک کی ایڑی مین یا ایک ٹخنے مین بقدر ایک درم کے
یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہین چھوا تھا تو فرمایا - ویل للاعقاب من النار - کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی
ایڑی مین ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہین پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا - (رواہ ابن جریر) **ابن کثیر** رح نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر
ہے کہ اگر پانون پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح سے تمام پانون بالاستیعاب
نہین تر ہوتا ہے اسباغ درکنار رہا بلکہ مسح مین تو اسیقدر کافی ہے جیسے موزہ پر مسح کرنے مین ہوتا ہے - **اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر** نے
فرقہ شیعہ پر یہی حجت وارد کی ہے اور عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم مین خشک چھوڑ دی
تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹ کر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضؓ سے روایت کی کہ ایک
شخص وضو کر کے اسیوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا
کہ واپس جاکر اچھی طرح وضو کر او کذا (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلہم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے
سب راوی ثقہ ہین ولیکن ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہین ہے اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہے حالانکہ مجھسے موسیٰ بن اسمٰعیل نے
باسناد خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کیے ہین اور امام احمد رح نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیۃ
حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسکے پشت قدم پر ایک
خشک ٹپا بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہین پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کو اعادہ کرلے اور ابو داؤد نے اس کو حدیث
بقیہ سے روایت کیا جسمین اسقدر زائد ہے کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (وہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمان رضؓ مین جو دربارہ
صفت وضو آنحضرت صلعم ہے موجود ہے کہ پانون کی انگلیون مین خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے
خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیون مین خلال کر اور ناک مین پانی چڑھانے مین اچھی طرح مبالغہ کر مگر آنکہ تو روزہ دار ہو (رواہ
اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبد اللہ بن یزید ابو عبد الرحمن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبد اللہ الدمشقی - کہا شداد نے
کہ ہمسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے
آپ وضوئسے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ نہین کوئی تم مین سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر آنکہ اُسکے

سلہ یعنے تفصیلات مصنف ١٢

ہین اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر مستقیم ہر لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہین روایت ہوا اور نہ وہ سنت کے نام سے مروی ہر اور نہ انمین پوری توضیح ہر اور نہ
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین وناقدین مین سے کسی کی تصریح ہر کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہر لیکن اسمین تنقید کرنیوالے عارف
حدیث کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہین جیسا کہ اصول حدیث مین مصرح ہر چنانچہ انھین آثار کو ظاہر علت کے ساتھ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان آثار مین
غرابت ہر اور سخت غریب ہین اور اگر نے لیے جاوین باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث وسنت نہین ہر تو اس طرح محمول کر کے لیلین کہ انمین مسح سے مراد
خفیف دھونا ہر کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پانون دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراءۃ بالجر کو بعض نے کہا کہ پانونمین موزہ ہونیکی
صورت مین مسح کرنے پر محمول ہر یہ قول امام شافعیؒ کا ہر **قال المترجم** اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو قراءۃ ثابت ہین پس قرآن مجید جو سات حرف پر
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہر کہ قراءۃ بالنصب و بالجر یہان مفید دو احکام ہر اور مفسرؒ نے مقدمہ مین اسکو مشرح لکھا ہر پس اسکو غلط وخلاف صواب ٹھہرانا
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہر بعید ہر اسلیے کہ قراءۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہین اور قراءۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
وسنت نہین تو لامحالہ قراءۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہییے ہین تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراءۃ بالجر اگرچہ دلالت کرتی ہر مسح پر
ولیکن دوسری قراءۃ سے واحادیث مذکورہ سے یہان مسح بمعنے خفیف دھونا **وقال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہر کہ جر کی صورت مین عطف
رؤسکم پر ہر اور وہان مسح سے غسل خفیف مراد نہین ہر تو جواب ہر کہ اسجا مین مسح سے ایک معنی اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے وخفیف دھونے دونونکو شامل ہین
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہین پس اشکال مندفع ہوگیا فافہم اور **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونے کیواسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہر جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہ رح سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
مین لوگونکے حوائج ومقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا پھر اُنکے پاس ایک چھوٹے برتن مین پانی آیا اُس سے لپ بھر کر منھ و ہاتھون
وسر و پانونکو مسح کیا پھر کھڑے ہو کر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے مین نے
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہر جسکو حدث نہو (صحیح بخاری مین بھی اسکے بعض معنی مروی ہین) بالجملہ بدلیل آیت احادیث متواترہ
پانون دھونا ضرور واجب ہر اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ وگمراہ کرنے والا ہر اور ایسے ہی جسنے دونونکا مسح و دونونکا دھونا تجویز کیا اُسنے
بھی خطا کی ہر اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اُسنے آیت سے پانونپر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اُس کو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر مین شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہر کہ اُسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیرونکا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ وہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہین پس ملنا ضرور ہر تاکہ اُنپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا پس
جسنے غور نہین کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے مین غلط کر گیا۔ بالجملہ اعلی واولی واصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہر جو قراءۃ
بالنصب کے معنے ہین تو وہی مذہب ہر پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم ووجود برابر ہر اور قراءۃ بالجر ضرور ماؤل ہر پس **ابن کثیر**ؒ نے ان احادیث کو اسطرح
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی وعثمان وابن عباس ومعاویہ وعبداللہ بن زید بن عاصم ومقداد بن معدی کرب پہلے گذرین کہ رسول اللہ
صلعم وضو مین پانون دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو مین پانون دھوئے پھر فرمایا کہ
یہی وضو ہر کہ اللہ تعالے نہین قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث جسمین صحابہؓ سفر مین آگے بڑھکر وضو کرتے تھے
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب ہان پہونچے تو عبداللہ بن عمرو کہتے ہین کہ ہم لوگون نے اپنے پیرونکو چپڑنا شروع کیا پس آپ نے بلند آواز سے
فرمایا کہ بھرپور وضو کرو ایڑیون کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہر (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین مین یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے

ہو جائیگا یعنے اُس سے نماز ادا ہو جائیگی بخلاف نماز کے کہ اگر اسمین خالص نیت نہوئی تو وہ کچھ بھی نہو گی کیونکہ اسمین ایک ہی جہت ہے پھر واضح ہو کہ مفسر رحؒ نے اکلیل مین کہا
کہ ارجلکم مین قراءۃ نصب تو پاؤن دھونیکے واسطے ہے اور جر کی قراءۃ موزہ و نیز مسح کرنیکے واسطے ہے کیونکہ قراءتونکا متعدد ہونا بمنزلہ تعدد آیات کے ہے اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ
ٹھیک صواب یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ قراءتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہانسے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر مین کہ
آنحضرت صلعم و صحابہ رضی اللہ عنہم پاؤن دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھونیمین تو اُنکی سزا ایک
دوزخ کی آگ سے جلین گی اس حدیث کو ایک جماعت نے صحابہؓ مین سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچگئی ہے اور **حافظ المحدثین ابن حجرؒ** نے کہا کہ صحابہؓ مین سے
کسی سے پاؤن دھونیمین اختلاف ثابت نہین سواے حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک کے کہ اُنسے مسح کا قول ملتا ہے اگرچہ اُنکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پاؤن پر
کبھی اُنھون نے مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونیمین وضو کرنیوالے
کو اختیار ہے انتہی کلامہ **ابن العربیؒ** نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہے کہ پاؤن دھونا وضو مین واجب ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سواے
ابن جریرؒ کے جو فقہاے مسلمینؒ سے تھے اور ماسواے انکے اور لوگون مین سے فرقہ رافضہ نے خلاف کیا ہے **قال ابن کثیرؒ** قولہ تعالی وارجلکم الی الکعبین اسمین ارجلکم نصب
پڑھا گیا کہ عطف ہے وجوہکم و ایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے وارجلکم پڑھا نصب سے پھر کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پاؤن
دھونا واجب ہے اور عبد اللہ بن مسعود و عروہ و عطا و عکرمہ و حسن و مجاہد و ابراہیم و ضحاک و سدی و مقاتل و زہریؒ و ابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہے و اس قراءۃ پر پاؤن
دھونیکا واجب ہونا ظاہر ہے جیسا کہ سلف کا قول ہے اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہے ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہے نظر برینکہ چہرہ و ہاتھ جنکا دھونا واجب
ہے انکے بیچ مین مسح سر کو بیان کرکے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے مگر امام ابو حنیفہؒ نے
اسمین خلاف کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہے کیونکہ آیۃ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہے اور واؤ کو ترتیب پر دلالت نہین ہے پھر دوسری قراءۃ اسمین ارجلکم بالجر ہے اور
اسی سے فرقہ شیعہ نے مسح راس پر عطف کرکے پاؤنکا مسح نکالا ہے اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی پاؤن پر مسح کے قائل تھے
حالانکہ اُنکے قول کا یہ مطلب نہین ہے جیسا کہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریرؒ نے موسی بن انس سے روایت کی کہ موسی نے انس سے کہا کہ اے ابو حمزہ
ہمکو اہواز مین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منھ و ہاتھ دھو و سر و نیز مسح کرو اور پاؤن دھو اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خبث سے بہ نسبت اُسکے پاؤنکے نہین
ہے سو تم پیرونکے تلوے اور اوپر اور ایڑیان مع اُسکی جانب کے دھویا کرو تو انسؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وامسحوا برؤسکم
وارجلکم موسی بن انس نے کہا اور انسؓ جب اپنے پاؤنکو مسح کرتے تو دونونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** یعنی اس روایت مین یہ ہین کہ حجاج نے لوگونکو پاؤن دھونے
مین مبالغہ کرنے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انسؓ نے رد کر دیا کہ اللہ تعالی نے تو ارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد فرما کر ارشاد کیا ہے کہ پاؤن دھونے
کے وقت بقدر ضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہے اور اسراف نکرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا قریب بمسح کے ہے اسیواسطے حضرت انس اپنے پاؤن تر کر دیتے تھے
اور یہین سے زمخشری وغیرہ نے جواب دیا کہ مسح سر کے بعد پاؤن دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہے جیسا کہ شافعیہؒ نے گمان کیا بلکہ اس افادہ کیواسطے
ہے کہ پاؤن دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی مت ہلا ہلاؤ پھر **ابن کثیرؒ** نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نازل ہوا
قرآن بمسح اور سنت بغسل (اسنادہ صحیح ایضا) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن
مہران عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ کہا کہ یہ مسح ہے پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمرؓ و علقمہ و ابو جعفر محمد باقر و حسن البصری فی روایۃ
و جابر بن زید و مجاہد فی روایۃ سے اسکے مانند مروی ہے اور ایوب نے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پاؤن پر مسح کرتے تھے شعبی نے کہا کہ جبرئیل مسح کا حکم لائے
اور کہا کہ تو یہ نہین دیکھتا کہ تیمم یہ ہے کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاوے اور جسپر مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا۔ رواہ ابن جریر۔ **قال المترجم** یہ چند آثار

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کم تر اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی مذہب شافعیؒ کا ہے اور **مترجم** کہتا ہے کہ مفسرؒ نے فقط اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک بار زائدہ ہے آی امسحوا روسکم پس تمام سر کا مسح ہوا کما فی قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق۔ اور قولہ تعالیٰ فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ یعنی تیمم میں مسح اور یہی مالکؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ با واسطے الصاق کے ہے اور یہی مذہب سیبویہ کا اور یہی **زمخشری** نے کہا اور شرح مہذب میں ایک جماعت سے ہے کہ با جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت میں اور جب متعدی پر داخل ہو جیسے آیت میں تو تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب میں ایسی صورتمیں جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمر کو حکم دیا کہ بکر کو مار یا چھووے تو یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مارے یا چھووے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آوے کافی ہے اسیطرح یہاں بھی جسقدر پر مسح صادق آوے کافی ہے اب شافعیہ نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہیں کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت میں جسپر مدار ہے اسکو مسح نہیں کہتے لہذا سنت کیطرف رجوع کرنیسے بعض حصہ سر کا ادنیٰ درجہ معلوم ہوا جیساکہ حدیث مغیرہؓ میں ناصیہ پر کہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر لیا گیا اور اس سے کم پر اگرچہ صادق ہوتا ممنوع نہیں جیساکہ **ابن کثیرؒ** نے اعتراض کیا لیکن شرع میں فرض مقدر ہے اور مقدار متعین نہیں پس ادنیٰ مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہیں ہوئی لہذا اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمیں مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث میں تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کیا کرے کہ اس اختلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمانؓ سے صحاح میں جو احادیث ہیں وہ دلالت کرتی ہیں کہ مسح تمام سر کا ایک بار ہے اور بعض روایات میں تین بار آیا ہے اور اول یعنی ایکبار مختار ہے اور تین بار منع نہیں ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہیں بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانیکو غسل کہتے ہیں پھر جو تھا فرق قولہ **وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ** ۔ اور دھو اپنے پانوں کو ٹخنوں تک۔ **وارجلکم** ایک قراءۃ میں نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوہکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ میں وامسحوا برؤسکم سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراءۃ میں ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس دراصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی میں نصب کے صورت والے معنے مراد ہیں اسلیے کہ مسح یہاں ٹخنوں تک کہنے سے مقصود نہیں ہے چنانچہ دونوں قراءۃ پر معنی یہ ہیں کہ دھو تم اپنے پانوں کو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیساکہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو ہڈیاں ابھری ہوئی ہر پیر میں پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر ادھر ہوئی ہیں اور یہی چاروں اماموں و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پانوں کا کعبین تک شیعہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہاں انگلیوں کی نسیں جاکر ملگئی ہیں اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ ذکر دیا گیا اسطرح کہ وہ تو ہر پانوں میں ایک ہی ہے حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر وہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعب ہوتا جیسے وجوہ و مرافق و رؤس میں جمع کا صیغہ ہے علاوہ بریں اہل اللغۃ کے بالکل خلاف ہے اگر وہم ہو کہ پھر جب پانوں کو دھونا مقصود تھا تو منہ و ہاتھوں کے ساتھ بیان کر دیا جاتا مفسرؒ نے جواب دیا کہ قال المفسرؒ آیت میں جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا مذکور ہے یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منہ و ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور پانوں بھی دھوئے جاتے ہیں لیکن انکے بیچ میں سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کہ ان عضا کے پاک کرنے میں ترتیب رکھو اگر وہم ہو کہ اس سے پانوں پر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہاں یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح تو سیدھا ساق تک نہ تھا اس معنے یہ کہ دھو الی الکعبین تک پھر ترتیب کو مفسرؒ نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ کا قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ترتیب سنت مؤکدہ ہے اور واؤ ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہیں ہے پس فصل کر دینے میں اور ممسوح کے بعد پانوں دھونا بیان کرنے میں تنبیہ و ارشاد ہے کہ پانوں پر پانی بہانے میں اسراف نہ کریں کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہیں۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسرؒ اور سنت سے یہ بات نکالی گئی کہ وضو میں پہلے سے نیت کرنا واجب ہے جیسے و عبادات میں ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات میں بدون نیت کے ثواب نہیں لیکن وضو میں دو جہتیں ہیں ایک تو وہ خود عبادت ہے اور دوم یہ کہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کرلی تو وضو میں عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جائیگا اگر نیت نہ کی تو ثواب نہوگا و لیکن نماز کیواسطے صحیح

نماز کی طرف ارادہ کرو اور یہ دونون معنی قریب ہی قریب ہین ۔ اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت مین یہ حکم ہے کہ نماز کیطرف قیام کے ارادہ کیوقت وضو کرو سو اگر ارادہ کرنا بحدث ہو تو اُسپر وضو واجب ہے اور اگر طاہر ہے یعنی اُسکا وضو موجود ہے تو اُسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہے اور کہا گیا کہ ابتدائے اسلام مین واجب تھا پھر جو طاہر ہو اُسکے حق مین منسوخ ہوا بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالے نماز قبول نہین فرماتا اسپر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نمازونکو ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہمکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا کرتے تھے پھر جبکہ فتح مکہ کا روز ہوا تو آپنے وضو کیا اور اپنے دونون موزونپر مسح فرمایا اور نمازون کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہین کرتے تھے تو فرمایا کہ اے عمر مین نے اسکو عمداً کیا ہے (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور فتح مکہ سے پہلے غزوۂ خندق مین بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازین ایک ہی وضو سے ادا کین اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہان کثرت سے احادیث نقل کی ہین بالجملہ یہ متقرر ہو گیا کہ مراد آیت مین وہی معنی ہین جو مفسرؒ نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہے اور وضو ایک طہارت ہے جو فضیلت خود بھی ہے پس اس راہ سے نیت ضرور ہے تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن مین جس وضو کا حکم ہے وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے واسطے جو طہارت شرط ہے وہ پائی جاویگی پس نماز اُس سے ادا ہو جایگی اور یہی امام ابو حنیفہ کے مذہب مین صحیح ہے اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے وضو نہوگا پھر اللہ تعالے نے فرائض وضو مین سے چار باتین ذکر فرمائی ہین اول قولہ **فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ** ۔ دھوؤ تم لوگ اپنے چہرونکو ف اور مستحب ہے کہ برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھووے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین مرتبہ ناک مین اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہین پھر چہرہ دھووے تو ایک مرتبہ تو فرض ہے اور چاہیے کہ دو مرتبہ بدرجۂ اوسط ہو یہی امام محمد رح نے موطا مین کہا اور ابن الہمام نے اسمین کلام کیا ہے اور اعلی واولی یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنتو یہین اگر دو مرتبہ کرے تو بھی کافی ہے لیکن تین مرتبہ اسمین بھی اعلی ہے اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہے اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ مین ہے اور ڈاڑھی کی تمام تحقیق مین الہدایہ مین ہے **بیہقی**ؒ نے کہا کہ ڈاڑھی مین خلال کرنا عمار و عائشہؓ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علیؓ وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور اُسکے ترک کی اجازت ابن عمر و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے جنمین نخعی بھی ہین مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک مین پانی دینا غسل مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور وضو مین سنت ہے پھر فرض دوم قولہ ۔ **وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ** ۔ اور دھو ہاتھونکو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت سے اُسکا بیان وارد ہوا ہے ظاہر یہ کہ مفسرؒ نے اسمین خلاف پایا کہ الی کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم مین داخل ہوتا ہے یا نہین تو سنت کیطرف مرجع قرار دیا اور **سیبویہ** اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہے ورنہ نہین اور ایک قوم نے کہا کہ الی فقط غایت کیواسطے ہے اور مابعد کا داخل ہونا یا نہونا دلیل پر ہے جہان جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مابعد نہین داخل ہوتا ہے اور **جمل**ؒ نے کہا کہ نحویون کے نزدیک یہی اصح ہے اور بعض نے کہا کہ الی بمعنے مع ہے اور یہی **ابن کثیر**ؒ نے تفسیر مین اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہے **دارقطنی**ؒ نے باسناد حسن از عثمان رضی اللہ عنہ روایت کی اور اُسمین ہے کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور بعد وضو کے کہا کہ وضو رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی تھا اور ضعیف اسناد سے جابرؓ سے مرفوعاً ایسی روایت ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے خلیل [یعنی محبوب و عشق] صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور وہانتک پہونچیگا جہانتک اُسکا وضو پہونچا ہے (رواہ مسلم) و نیز ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت مین وضو بڑھانیکی تاکید ہے پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو مین اصل ہی نہین ہے پھر فرض سوم قولہ ۔ **وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ** ۔ اور مسح کرو اپنے سرونکو ف مفسرؒ نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سرونکے ساتھ بدون پانی بہانے کے اور یہ

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہوتی قال فی العرائس قولہ تعالے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہو کہ ایمان یہان معرفت ہو یعنی جو شخص کہ معرفت کے بعد نکرت
مین خوار ہوکر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو اور اُسکے لیے عقد
محبت و معرفت بندھا ہی نہین اور جو کچھ اسنے راہ طریقت مین پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ دقیق اشارہ یہ ہو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اُسکی حرفت کو پہنچا پھر
انوار توحید سے مست ہوکر مستی مین انانیت کا دعویٰ کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور خوار کرنیوالی ہو تو وہ محجوب ہے کیونکہ اُسنے بسبب انانیت کے ربوبیت کے کفر کیا پس جو کچھ اعمال معرفت کے
لیے تھے سب باطل ہوے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہی تو پھر جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور ربوبیت پہچانے تو از سر نو عبودیت کیواسطے عمل
کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرچکا تھا وہ تو سب اُسکے دعوی باطل کے مٹگئے بعض نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت ویقین عطا فرمانے پر اُسکا شکر ادا نہ کیا تو اُسنے اعلیٰ درجہ ایمان سے اپنے
آپکو گرادیا جس سے اُسکے اعلیٰ ریاضات و اجتہادات مٹجا دینگے اور بعض نے فرمایا کہ جسنے خصائص ایمان مین سابقہ احسان الٰہی عزوجل کو نہ دیکھا وہ محل شکر سے نکل گیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا
اے ایمان والو جب تم اُٹھو نماز کو تو دھوڈالو اپنے منھون کو اور ہاتھونکو کہنیون تک اور مسح کرو

بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى
اپنے سرون کو اور دھوڈالو پانون ٹخنون تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا

سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
سفر مین ہو یا کوئی تم مین سے آیا جاے ضرور سے یا لگے ہو عورتونسے پھر تمکو پانی نملے تو قصد کرو زمین

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ
پاک کا سو مسح کرلو اپنے منھون کو اور ہاتھونکو اسمین سے اللہ تعالے نہین چاہتا کہ تم پر رکھے کچھ مشکل

لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لیکن چاہتا ہو کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنا احسان پورا کردے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا

عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اپنے اوپر اور عہد اسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جب تم نے کہا تھا کہ ہمنے سُنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالے

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○
جانتا ہی جیون کی بات کو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنے جب تم قیام کا ارادہ کرو اِلَى الصَّلٰوةِ نماز کیطرف
وانتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حدث ہو یعنے پیشاب پاخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہین اور مفسر نے اشارہ کیا
کہ قمتم یہان بمعنے ارادہ قیام ہو اور مراد قیام سے یہ کہ نماز مین مشغول ہونا اور اعلیٰ رکن اُسکا قیام ہو جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا ہی کہ بیٹھکر پڑھتے مین
پھر اگر درمیان نماز مین مثلاً قعدہ مین وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے اُسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کرنیکے وقت وضو کا حکم دیا پس
ایک جماعت اسی طرف گئی ہی کہ جب ارادہ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہے خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ بہت بزرگان سلف یعنی صحابہؓ نے کہا
کہ مراد یہ ہی کہ جب تم ایسے حال مین نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہے اور دوسرون نے کہا کہ اذا قمتم من النوم الی الصلوۃ یعنی نیند سے اٹھکر

دوسری آیت مین فرمایا محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان پھر لکھا کہ علماء نے اختلاف کیا ہی کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہی خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے ایک گروہ سلف سے جنھون نے محصنات کی عفیفہ سے تفسیر کی ہی یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتون سے یہان بنی اسرائیل کی عورتین مراد ہین اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتین مراد ہین بقولہ تعالی قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر مین اہل کتاب مذکور ہی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہین جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے کہ عیسیٰ میرا پروردگار ہی حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیۃ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیہ نازل ہوئی تو کتابیہ عورتون سے لوگ باز رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری یعنے قولہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ پس لوگون نے اہل کتاب کی عورتون سے نکاح کیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور صحابہؓ مین سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتون یہودیہ ونصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ مضائقہ نہین سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت مین زنان اہل کتاب بھی مشرکات مین شامل ہون کیونکہ یہود و نصاری بھی مشرک ہین ولیکن عرف قرآن مجید مین اکثر اطلاق مشرک کا ایسے فرقہ پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہون ورنہ اسکو اہل کتاب فرمایا ہی اور صحیح ہو کہ محصنات کی تفسیر عفیفہ عورتون سے بھی قول جمہور وارجح ہی پس عام ہی خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت اہل حدیث کی ہی کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا ہی اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجۂ اولی نکاح روا ہی اور امام شافعیہ کا قول ضعیف ہی کہ کتابیہ باندی سے نکاح نہین جائز ہی اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہین الحاصل یہان اجازت دی کہ تمکو محصنات مومنات حلال ہین اور کتابیہ محصنات بھی حلال ہین۔ **إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ** ای حل لکم ان تنکحوھن یعنی حلال ہی تمکو انسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم انکے اجور یعنے مہور جمع مہر پس اذا شرطیہ نہین ہی کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہی کہ مہر دیدینا شرط جواز ہی حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہی گو مہر مقدر ٹھہر دیگا اور یہ وہم بر تقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ متاکد ہوتا تھا لہذا مفسرؒ نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور **ابن کثیرؒ** نے کہا یعنے جیسے وہ عفائف ہین ویسے ہی خوشی خاطر سے انکے مہر انکو دیدو اور جابر بن عبد اللہ اور عامر شعبی ابراہیم نخعیؒ و حسن بصریؒ نے فتوی دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر سب دیا یا کچھ دیا پھر اسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونون مین تفریق کر دیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہی واپس کر دے (رواہ ابن جریر) پھر یہ حلت عورتون سے بطریق نکاح و عفت ہی اور بطور متعہ و کسب نہین ہی لہذا مصرح فرمایا بقولہ **مُحْصِنِينَ** متزوجین **غَيْرَ مُسَافِحِينَ** درحالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو یعنے انسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ **وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ** اور نہ یار بنانیوالے ہو کہ پوشیدہ انسے زنا کرو۔ اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح انسے زناکاری و عشقبازی مین نہ پڑے ہو **قال ابن کثیرؒ** پس جیسے عورتون مین احصان و عفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہون ویسے ہی مردون مین بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ زانی جو گناہ سے پروا نہ کرے اور جو سامنے آوے اس سے اپنے کو نہ بچاوے اور متخذی اخدان یہ کہ عورت سے آشنائی کر کے خفیہ زنا کرے اور ہر عورت مین مرد بدکار و عورت بھی بدکارہ ہوئی اور یہ اجرت کچھ مہر نہین ہی اور دوسری آیت مین ایسی عورتون کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا ہون یہین سے امام احمد کا مذہب ہے کہ جبتک عورت کار ہو تبتک اسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہین ہوتا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار توبہ نکرے اسکا نکاح عورت عفیفہ سے صحیح نہین ہوتا۔ **وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ** اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنے مرتد ہوگیا تو ٹوٹ گیا اسکا عمل یعنی جو عمل صالح کہ مرتد ہونیسے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اسکا کچھ شمار نہین اور نہ اسپر کچھ ثواب ملیگا۔ **وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ** اور وہ آخرت مین برے حال خسارہ والو نمین ہوگا جبھی ایسا ہوگا کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کافر مرجاوے

[illegible] (۱۲)

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست اچھا معلوم ہوتا تھا اسمیں آپ نے دست سے لیکر نوچا پھر دست نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے نہ کھائیں مجھمیں زہر ملا ہوا ہے تو آپ نے پھینک دیا اور آپکے ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مر گئے اور زینب نامی یہودیہ جسنے زہر ملایا تھا اُس سے پوچھا گیا کہ تو نے کیوں ملایا اُسنے کہا میں سوچی کہ نبی ہونگے تو مرجاوینگے اور ہمکو نجات ہوگی اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص میں قتل کیگئی اور ایسے ہی دیگر احادیث میں اہل کتاب کے یہانکا گوشت کھانا مذکور ہے اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاریٰ یہاں مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر امم سے جو کوئی اُنکے دین پر باوہ بھی مجفین کے حکم میں ہے لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین میں داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود کا ہے اور شافعی کے نزدیک جو بعد نزول قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاریٰ عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور پڑھا قولہ ومن یتولہم منکم فانہ منہم الآیہ اور یہی قول حسن و عطاء بن ابی رباح و شعبی و عکرمہ کا اور مذہب ابو حنیفہ کا ہے **شیخ ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کے سوائے سامرہ و صابئہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاریٰ مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ وغیرہ کے ان سب کا ذبیحہ جمہور کے نزدیک نہ کھایا جائیگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول در باب بنو تغلب روایت ابن جریر ذکر کرکے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف میں سے بہتیروں کا قول ہے اور سعید بن المسیب و حسنؒ کے نزدیک نصاریٰ بنی تغلب کے ذبیحہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **قرطبیؒ** نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب میں سے ہو یا کوئی دوسرا اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں جو نصاریٰ دیکھے جاتے ہیں وہ گردن مروڑنا مرغی و کبوتر وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہیں اور یہ کچھ بھی متمسک بکتاب آسمانی نہیں ہیں اسیواسطے فتویٰ اسپر دیا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہیں واللہ اعلم اور تفسیر **ابن کثیرؒ** میں ہے کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہنود وغیرہ اہل شرک) تو اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے میں اُنکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری میں عبد الرحمن بن عوف سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ اُنکے ذبیحے نہ کھائے جاویں اور نہ اُنکی عورتوں سے نکاح کیا جاوے اور اسمیں مخالفت کرنیوالے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہیں سو جب انکا یہ قول ظاہر ہوا تو فقہا نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمد نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے میں اپنے نام پر گیا ہے بالجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہیں ہے **قال المترجم** اس زمانہ میں بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح میں ہے کہ آخر زمانہ میں پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ و لوگوں کو گمراہ کرینگے اب آنکھوں دیکھے جاتے ہیں جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب قرار دیکر بیہودہ باتیں لکھتے و گمراہ کرتے ہیں پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلعم سے جو کتب حدیث میں موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اُسکو گمراہ جانیں **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاہم حل لہم اور طعام تمھارا اُن کیلیے حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ اُنکو کھانا کھلاؤ **زجاجؒ** نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ ویحل لکم ان تطعموہم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم اُنکو اپنے طعام سے کھلاؤ پس خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات و مجازات کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ تو طرفین سے حلال ہے اُنکا ہمکو اور ہمارا اُنکو اور آگے جو حکم اُنکی عورتوں سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہیں ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور یہ روا نہیں ہے کہ عورت مسلمہ کسی کتابی مرد کو دیجاوے پس متنبہ رہنا چاہیے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے۔ **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ** یعنی حلال کردیں تمہارے واسطے مومنہ عورتوں سے آزادہ پاکدامن عورتیں اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ۔ **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ** حلال کردی گئیں تمکو اہل کتاب میں سے محصنات۔ **ف** مفسرؒ نے یہاں محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی جو جمع حرہ بمعنی آزادہ عورت ہے بنابر آنکہ شافعیؒ کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہیں ہے اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے ساتھ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتیں نہ باندیاں اور شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنے پاکدامن عورتیں نہ بدکار جیسا کہ مجاہد سے دوسری روایت نقل کی اور یہی اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں اور کہا کہ آیت سے ظاہر یہ کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زنا سے پاکدامن ہوں جیسے

حق سبحانہ تعالی رزاق ہی۔ حدیث صحیحین وغیرہ مین ہی کہ اللہ تعالی مجھے کھلاتا پلاتا ہی یہ اول دلیل ہی کہ حیات انسانی اس اوہام سے بالاتر ہی ولیکن جبتک شریعت حقہ ورا
نبوت پر قیام نکرے تبتک اُن اوہام سے نہ نکلیگا اور حدیث الدجال مین ہی کہ اُس وقت مین کہ پانی و دانہ کچھ نہ ملیگا تو یاد آلہی و اسکی ثنا و صفت اہل ایمان کو کھانے و پانی
کا کام دیگی اقول بغیر آب و دانہ ہمارے **شیخ عارف** محدث رحمۃ اللہ تعالے نے قریب یک ہفتہ کے یا زیادہ بسر فرمایا اور خود مجھے قریب چھ ماہ تک دوسرے شخص کا تذکرہ
فرمایا اور یہ فضائح و اشارات ہین واللہ الہادی الی الصواب الیہ المرجع والمآب **شیخ یوسف بن الحسین** نے فرمایا کہ پاکیزہ رزق تیرے لیے وہ ہی جو بدون تکلف کے
اور بدون حرص نفس کے تجکو ملجاوے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ

آج حلال ہوئین تکو سب چیزین ستھری اور کتاب والونکا کھانا تکو حلال ہے اور تمھارا کھانا اُنکو حلال ہی اور قید والی

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

عورتین مسلمان اور قید والی عورتین اُن لوگون سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب تم اُنکو اُنکے مہر دیدو

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ

قید مین ہوجانیکو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہوجاوے ایمان سے اُسکی محنت ضائع ہوئی

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور آخرت مین وہ خسارہ والون مین سے ہے

ع ۵ / ۵

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۔ الیوم سے وہ دن مراد ہی جسمین نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا اور مراد الیوم اکملت۔ کا دن ہی بعض نے کہا کہ
یوم معین مراد نہین بلکہ اب ایسا کر دیا گیا کہ تمھارے لیے حلال کیگئین طیبات حلال پاکیزہ چیزین۔ **وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ**
اور یہود و نصاری کے ذبح کیے ہوے جانور تمکو حلال ہین پس مفسر نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتوا الکتاب عام تھا جو صحف ابراہیم کے متبع وغیرہ کو
شامل تھا اُسکو فقط یہود و نصاری یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص لیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہی کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہین اسواسطے
کہ باقی اطعمہ حلال ہونکی خصوصیت اہل کتاب سے نہین اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہی اور اس دعوی اجماع مین تامل ہی اور طعام اُس
چیز کا نام ہی جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہون کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہین اور **شیخ ابن کثیر** رح نے لکھا کہ
ابن عباس و ابو امامہ رضی اللہ عنہما و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطا و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل نے کہا کہ طعام سے مراد اُنکے ذبائح ہین اور علماء کے
درمیان اس امر پر اجماع ہی کہ اُنکے ذبائح مسلمانونکے لیے حلال ہین اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالی کیواسطے ذبیحہ حرام ہونیکے قائل ہین اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ
تعالی کا نام لیتے ہین اگرچہ جناب باریتعالے مین ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہو جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہی تعالی اللہ علوا کبیرا۔ پس جو **شیخ ابن کثیر** رح نے
ذکر کیا یہی اہل کتاب کے ساتھ گمان کیا جائیگا کیونکہ وہ آسمانی کتابونکے معتقد اور ظاہر مین مدعی ہین جنمین ذبائح کا حکم مذکور ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہی کہ فرمایا تم لوگ ذبیحہ بنی تغلب کا مت کھاؤ کہ وے لوگ نصرانیت کے دین مین سے کسی چیز کو نہین پکڑتے ہین سوائے شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان
نے نقل کیا کہ حضرت عائشہؓ و ابن عمرؓ و علیؓ نے فرمایا کہ جب تو سنے کسی کو اہل کتاب مین سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالے کے سوائے کسی غیر کا نام لیتا ہی تو اُس ذبیحہ کو
مت کھا اور یہی قول طاؤس و حسن بصری کا ہی اور تمسک اُنکا بقول اللہ تعالے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہی۔ **قال المترجم** اور یہی اصحاب
حنفیہ کا مذہب ہے جیسا کہ کتب فقہ مین مصرح ہی اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک بکری بھنی ہوئی بھیجی اور رانُسکے دست مین

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول اور مزنیؒ کا مختار و بقول ابن الصباغؒ مرجح ہی اور یہی امام ابو یوسف و محمد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا اور یہی مشہور از امام احمد بن حنبل اور یہی اشبہ بصواب موافق اصول شرع ہی اور ابن الصباغ نے اسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کل دشمن سے بھڑنیوالے ہین اور ہمارے پاس چھری نہین سو بھلا ہم قصب سے ذبح کرین فرمایا کہ جو چیز خون بہا دے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے اُسکو کھا او الحدیث بتمامہ جو صحیحین مین ہی پس ورود اگرچہ سبب خاص مین ہی لیکن جمہور علماء کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہی پھر اس مسئلہ مین کتے سے خون بہانا پایا گیا تو شکار حلال ہوا اگر کہا جاوے کہ آلۂ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن و الظفر۔ حدیث مین استثنا موجود ہی یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرلو سوائے دانت و ناخن کے پس کتا جو آلۂ ذبح نہین بلکہ ذکوٰۃ کیواسطے شکار مین ایک چیز ہی اُسمین دخل ہوگا تو جواب یہ کہ لفظ حدیث عام جامع ہی **وقال المزنی** نیز مین خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہی اور کہتے ہین کوئی شرط نہین ہی پس شکار مین دونون متحد ہوے تو کتے مین بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب مین مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے **قال المترجم** یہ بنا بر اصل اتفاقی کے ہی پس ہماری طرف سے جواب یہ کہ تیرنے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال نہین پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہی اور علت جامعہ دونون مین یہ کہ دونون آلۂ صید ہین اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم ثابت ہی پھر قیاس کیون کیا تو جواب یہ کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہی جیسا کہ چارون ائمۂ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور نیز قولہ فکلوا مما امسکن علیکم۔ اپنے عموم پر قطعاً نہین ہی کیونکہ اگر اُسنے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہین ہی تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہی کہ عموم نہین رہا اور موقوذہ عموماً حرام ہی پس جبکا عموم باقی ہی وہ اسپر مقدم ہی اور وہ قولہ والموقوذة والمتردیة والنطیحة الآیہ ہی اور نیز صید مسئلہ مذکورہ مین سے دم مسفوح نہین نکلا تو مردار پر قیاس کیسے حرام ہوا نیز۔ آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتة والدم الی آخرہا۔ محکم ہی کچھ بھی اسمین سے نسخ نہین ہوا اور نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لهم الآیۃ۔ ہونا چاہیے پس ان دونون بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت اُسکے بیان کے واسطے ہی پس تیر کے مسئلہ مین جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کردیا کہ داخل آیۃ التحریم ہی اور جو گھائل ہو کر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہی پس کتے کی صورت مین بھی یونہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہی اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ مین بحث ہے تو داخل آیۃ التحریم ہی مگر بوجہ نادر الوقوع ہونیکے اسکی تفصیل نہین فرمائی اسیواسطے شکار مین سے جب کتا کھالیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم مین جو صحیحین وغیرہ مین ہی بیان فرمادیا اور یہی عموم آیۃ التحلیل سے اکثرون کے نزدیک تخصیص ہی کیونکہ صحیح یہ کہ اکثرون کے نزدیک اگر پکڑے ہوے شکار سے کتے نے کچھ کھالیا تو پھر اسکا کھانا حلال نہین چنانچہ یہی حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین اور احمد و مشہور شافعیؒ کا مذہب ہی واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالےٰ نے تاکید فرمائی بقولہ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** یعنی ڈرو اللہ سے **ف** یعنی جو حدود مقرر فرمائے ہین اُنسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو۔ **اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ** اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنیوالا ہی **ف** اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے بندونکی ماہیت و حقیقت ظاہری و باطنی جسکی انکو خود خبر نہین سب جانتا ہی اور تمام عالم جس علم سے نادان ہی سب اللہ تعالےٰ جل جلالہ کے علم مین ہی پس یہ سب بندونکی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جلد حساب کرنیوالا ہے چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدھے دنکی مقدار پر ہوجائیگا جیسا کہ حدیث مین ہی **ف** عرائس البیان مین ہی قولہ یسئلونک ماذا احل لهم الآیہ۔ یہان سالکونپر صدقہ ہی جو درگاہ الٰہی مین رخصت لیکے دروازہ پر پڑے ہین دنیا و آخرت مین طیبات ان بندون کیواسطے جو حضرت خالق عز و جل کی محبت مین غرق ہین وہ مشاہدہ ہی اور ماسواے اُسکے حرام ہی کیونکہ ان لوگونکو سوال یہ ہی کہ کیا حلال ہی اور حلال فقط مشاہدہ ہی اور سواے اسکے درحقیقت حلال نہین ہی اور تصدیق اُسکی اس مشہور قول سے ہے کہ دنیا ان لوگونپر حرام ہی جو اہل آخرت ہین اور آخرت ان لوگونپر حرام ہی جو اللہ والے ہین **شیخ نوریؒ** سے پوچھا گیا کہ عارف کا رزق کیا ہی فرمایا

رفع کے سلمان رضی کا کلام روایت کرتے ہیں قال ابن کثیر یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یہ معنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعاً مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہ یعنی خشنی رضی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھدے تو شکار کھا اگرچہ کتے نے اسمیں سے کھا لیا ہو (رواہ ابوداؤد والنسائی) شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اسکے مانند جانور کے کھا لینے سے شکار حرام نہیں ہوتا یہی احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر پکڑتے ہی کھا لیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتم رض اور اگر دیر تک منتظر رہا کہ اسنے مالک کیلیے پکڑا تھا حتی کہ حلال ہوا پھر بھوک وغیرہ کیوجہ سے کھا لیا تو حلال رہیگا حرام نہو جائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانے سے حرام ہو جاتا ہے بدلیل حدیث عدی رض وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانے سے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباس رض سے بھی ابن جریر نے روایت کی جسمیں ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھا لیا تو شکار کھانا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور ابن کثیر رح نے کہا کہ انکے واسطے یہ بھی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ حدثنا سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم کہا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو اسمیں سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمكم الله فكلوا مما امسكن عليكم واذكروا اسم الله عليه پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا میں نے کہا اگرچہ قتل کر ڈالے فرمایا اگرچہ قتل کر ڈالے جبتک کہ اسمیں سے نہ کھاوے میں نے کہا یا رسول اللہ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ غیر کتے ملجاویں فرمایا کہ تو مت کھا یہانتک کہ تجکو معلوم ہو جاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے میں نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تو نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر مارا اور اسنے خرق کیا تو اس شکار کو کھا قال ابن کثیر پس وجہ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق میں یہ شرط لگائی کہ وہ شکار میں سے نہ کھاوے اور بازمیں یہ شرط نہیں لگائی پس دلالت پائی گئی کہ ان دونوں حکما فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم قال المترجم پہلے مذکور ہوا کہ امام ابو حنیفہ رح نے یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں دو مسئلہ باقی رہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانوروں کا تعلیم کرنا و رکھنا اور سوائے کھانیکے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ میں سکھے ہوئے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے ولیکن حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے ہیں اس سے توفیق یہ کہ سکونت کیجگہ سے الگ رکھے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسر اوقات میں اسکے شکار کی احتیاج ہے کیونکہ حدیث صحیح میں یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتے کو پالے ہر روز اسکی پانچ نیکیاں گھٹ جاتی ہیں ولیکن صحیح ہوا کہ چرواہے و کھیت والے اور باغ والیکو اسکی نگہبانی و شکار و ایسی معاش کی ضرورت سے کتا پالنا روا ہے اور فتاوی میں بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور جہاں چوروں کا خوف ہو اسکو اس ضرورت سے پالنے کا جواز فتاوی میں مصرح ہے پس یہ قیاس مذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتوی ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر سیاہ نہو اور مسلمان نے اسکو سکھلایا اور مسلمان نے اسکو شکار پر چھوڑنیکے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اسنے شکار اسکے لیے پکڑ رکھا اسمیں سے خود کچھ نہ کھایا اور شکار کو مجروح کرکے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا خلاف یہ جانور شکار کیا حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آجائیگا اور مذکورہ بالا سے اسکی تفصیل معلوم ہو چکی ہے فتدبر مسئلہ دوم آنکہ اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا پس اسنے بدون زخمی کرنیکے بوجھ یا دھکے کی چوٹ سے قتل کیا پس آیا حلال ہے یا نہیں و تلخیص ما قال ابن کثیر اسمیں علما کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالیٰ فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عمومات حدیث عدی بن حاتم وغیرہ اسیکو نووی و رافعی وغیرہ متاخرین نے شافعی رح سے نقل کرکے تصحیح کیا مگر میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے کلامہ یحتمل الوجہین اور ابن الصباغ نے بروایت حسن بن زیاد از ابو حنیفہ رح بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریر رح نے سلمان و ابو ہریرہ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر رضی اللہ عنہم حکایت کیا ولیکن یہ غریب ہے کہ ان بزرگوں سے اسکی تصریح نہیں پائی گئی شاید ابن جریر رح نے تصرف سے استنباط کیا ہو قول دوم اس مسئلہ میں یہ کہ جو جانور بدون زخم و جرح کے ملال نہیں اور

جوارح کو درحالیکہ تم مکلب ہو چھوڑنیوالے ہو شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ اُنکو ادب سکھلانیوالے ہو وہ آداب شکار جو تمکو اللہ تعالیٰ نے عقل دیکر تعلیم فرمائے ہیں۔ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ اس شکار میں سے جو تمھارے جوارح نے تمھارے لیے رکھ لیا ہے صرف تمھارے واسطے رکھنا باینطور کہ مار کر آپ اُسمیں سے خود نہ کھاویں۔ پس حلال ان جوارح کا شکار ہوا جو اسطرح سکھلائے گئے ہوں کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑیں برخلاف ایسے جوارح کے جو سکھے ہوئے ہوں کہ اُنکا شکار مارا ہوا حلال نہیں ہے پھر سکھے ہوئے ہوجانیکی پہچان یہ ہے کہ جب تو چھوٹے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے تو باز رہے اور شکار کو پکڑے و مارے مگر اُسمیں سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب ہے امام مالک کے باقی تینوں ائمہ کا ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ نے شکاری پرندوں میں اس شرط کو تنزیہ کیواسطے قرار دیا کیونکہ اُنکی تعلیم اس حد تک متعذر ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک جانور و پرند کسی میں یہ شرط نہیں کہ نہ کھاوے لیکن اصح یہ ہے کہ شکاری جانوروں میں شرط مذکور معتبر ہے پھر جب تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو یہ سب سے کم تعداد ہے جس سے اسکا سیکھ جانا پہچانا جاتا ہے پھر اگر جارح نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو ظاہر ہوا کہ اُسنے اپنے مالک کیواسطے نہیں پکڑا تھا پس اُس شکار کو کھانا حلال نہیں جیساکہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دیا تو جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے تم اسکو کھاؤ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہاں اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اُسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہیں ہے شریک نہ ہوگیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر نہیں پڑھا ہے پھر اگر اُسنے پکڑ کر اُسمیں سے کھالیا تو اُسمیں سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہے کہ اُسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہو یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل حلال ہے اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہے بقولہ تعالیٰ۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور چھوڑنے و روان کرتے کے وقت بسم اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دو ف اور یہی جمہور کا مذہب ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مما امسکن فرمایا یعنے من تبعیضیہ سے باینوجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانوروں سے بعض اجزا حرام ہوتے ہیں مانند کھال و ہڈی وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ میں سات شمار کیے ہیں اور مولف فتح البیان نے لکھا کہ اگر سکھے ہوئے جارح نے بدون روان کرنیکے خود کوئی شکار مارا تو جمہور علمائے سلف و خلف کے نزدیک اُسکا کھانا حلال نہیں ہے اور ایک جماعت صحابہؓ و تابعینؒ فقہا کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگوں نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک مولف مذکور سے یہ خطائے فاحش سرزد ہوئی اور مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہووے تو قولہ تعالیٰ واذکروا اسم اللہ بالکل لعدم ہوا جاتا ہے بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اُسکو روان نہیں کیا تو جانور خود تسمیہ نہیں کہہ سکتا ہے پھر مترجم یہاں تلخیص کلام شیخ ابن کثیرؒ لاتا ہے جس سے مولف مذکور کا منشا غلط ظاہر ہوجائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہے واضح ہو کہ شیخؒ نے حدیث عدی بن حاتمؓ کو صحیحین سے ذکر کرکے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون امسک علی نفسہ یعنی آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو کہا کہ پھر سکھے ہوئے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اُسنے شکار پکڑا ہے اگر شکار میں سے کھالیا تو اُسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جارح نے اُسکو اپنے واسطے پکڑا ہو پھر شیخؒ نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہے اور شافعیؒ کا یہی صحیح قول ہے کہ جب کتے نے شکار میں سے کھالیا تو وہ مطلقاً حرام ہوتا ہے اور اسمیں کوئی تفصیل نہیں ہے جیساکہ حدیث میں وارد ہے اور سلف کے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مطلقاً حرام نہیں ہوتا ہے پھر بروایت ابن جریرؒ از سلمان فارسیؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابوہریرہؓ و عبداللہ بن عمرؓ وارد کیا کہ کتا اس شکار میں سے کھاوے یا نہ کھاوے اُسکا کھانا حلال ہے اور لکھا کہ اسانید ان آثار کے ثابت ہیں اور کہا کہ حضرت علیؓ و ابن عباسؓ سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہے اور عطا و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہے اور یہی قول شیخ زہریؒ و ربیعہ و مالک کا ہے اور یہی شافعیؒ کا قدیم قول ہے پھر ابن جریرؒ کی اسناد بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسیؓ مرفوعاً وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا شکار پر چھوڑا پھر اُسکو پایا درحالیکہ اُسنے شکار میں سے کھالیا ہے تو چاہیے کہ باقی کو کھاوے قال ابن جریرؒ اس حدیث کی اسناد میں نظر ہے اور سعید کا سلمانؓ سے سننا معلوم نہیں اور ثقات راوی اسکو بدون

ابن کثیرؒ میں ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ عدی بن حاتم و زید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حضرت باری تعالیٰ نے مردار حرام فرمایا پھر ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو
نازل ہوا یسئلونک ماذا احل لھم الآیۃ۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت میں سورۂ اعراف میں
فرمایا ہے کہ بندوں کیلیے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث انپر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن شناخت طیب و خبیث
میں لوگوں پر مدار نہیں ہو سکتا اور قولہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ۔ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے
مگر وہ کہ مخصوص بکتاب و سنت و اجماع ہو پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکال لینے کے بعد حلت ہے۔ **وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ** اور جو
سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے مگر چونکہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسرؒ نے صید مقرر کیا یعنے شکار پکڑا ہوا ان جانوروں کا
جنکو تمنے سکھلایا اور وہ جوارح ہیں شیخ **ابن کثیرؒ** نے اوپر کی آیت سے ملاکر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہیں وہ ذبائح جنپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں سے
طیبات اور حلال کیا گیا تمھارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنے کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانوروں و پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہؓ
و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خثیمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحیی بن ابی کثیر سے
مروی ہے اور امام علی بن الحسین (زین العابدینؒ) رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے و مثلہ عن الحسن البصری ایضاً۔ اور ابن عمرؓ سے بسند جیدؒ روایت کی کہ باز وغیرہ
شکاری پرندوں سے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پا وے وہ تجکو حلال ہے ورنہ اسکو مت کھا اور کراہت سعید بن جبیر و مجاہد سے مروی و منقول از ضحاکؒ و سدی ہے
قال ابن کثیر جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑتے ہیں کتوں کے مانند کلب
میں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقیہاموں و غیرہم کا ہے اور اسکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا و قال حدثنا ھناد و حدثنا عیسی بن یونس عن مجالد عن الشعبی
عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا۔ **قال ابن کثیر**
اور امام احمدؒ نے سیاہ کتے کو مستثنے کیا کیونکہ انکے نزدیک واجب القتل ہے اس کا رکھنا نہیں جائز ہے و فی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کما فی صحیح
مسلم وغیرہ۔ اور ان حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لخیر ا یعنی اسکے واسطے
بھلی کمائی کردی۔ و یقولون لا جارح لہ یعنی اسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے و قال اللہ تعالیٰ و یعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ تم بھلائی و برائی
دنمیں کماؤ۔ پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولی رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں
نے آکر عرض کیا کہ اس امت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہمکو کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لھم الآیۃ۔ پس حضرت صلعم
نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ دی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اسکے واسطے روک لیا تو جبتک اس نے نہیں کھایا تبتک کھاوے (رواہ
ابن ابی حاتم و ابن جریر و الحاکم و صححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعب سے بھی اسیکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسرؒ نے قولہ من الجوارح کی تفسیر میں کہا اسے
الکواسب من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کواسب جمع کاسب بمعنے کمانیوالا اسمیں سے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنے چیتا سیاہ گوش وغیرہ
ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا۔ **مُكَلِّبِيْنَ** مکلبین صیغۂ اسم فاعل از تکلیب و در یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا
تمنے درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلانے اور ادب دینے میں شکار پر چھوڑنے کے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب
میں نے کتے کو شکار پر چھوڑا۔ **قال ابن کثیر** احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی درحالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منھ سے دبوچ لینے
والے ہوں۔ و قال ایضاً اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہوگا و سیاتی کلام فیہ۔ چونکہ اسوجہ کا ضعف
پوشیدہ نہیں لہذا مفسرؒ نے وجہ اول پر اکتفا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے تعلیم جوارح کی بقید تاکید فرمائی۔ **تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ** یعنی سکھلایا تم نے

بھی نہ ملے تو پھر تمکو مردار مین اختیار ہے (رواہ احمد وتفرد بھذا الوجہ وھو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) وعن ابن عون قال وجدت عند الحسن کتاب سمرۃ فقرأتہ علیہ فکان فیہ ویجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنے ابن عون نے کہا کہ مین نے حسن بصری کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا وہ مین نے حسن کو پڑھ سنایا اور اسمین یہی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح کو ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہے یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا۔ رواہ ابن جریر اور صطباح سے صبح کا کھانا اور اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہے اور بعض روایات سے ایک پیالہ دودھ ان دونون وقت مین کفایت نہین ہے چنانچہ ابوداؤد کے سنن مین فجیع عامری سے روایت ہے کہ فجیع نے آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یا رسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہے فرمایا کہ تمہارا طعام کیا ہے عرض کیا کہ نغتبق ونصطبح یعنی صبح کو اور شام کو دودھ کچھ ملجاتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہے اور اس حال پر انکو مردار حلال کردی (تفرد بہ ابوداؤد) ابو نعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح ونغتبق کی تفسیر فرمائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک شام کو ابن کثیر نے فرمایا کہ شاید صبح وشام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی نہو سکتا تھا اس قدر کفایت تک انکے لیے حلال کردیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہے کہ سد رمق جائز ہے یا سیری بھر جائز ہے یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہے پس یہ اقوال ہین اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سد رمق جائز ہے واللہ تعالی اعلم فائدہ قال فی العرائس قولہ فلا تخشوھم واخشون خوف الٰہی یہان حوالہ ہے اس بیدار کیطرف جو ازل مین عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنے جب امر امتحان تمیز بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کیساتھ میری طرف متوجہ ہو اور انسے خوف وگھبراہٹ مت رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کیجگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہہ تمکو حلال ہین ستھری چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

انکو سکھاتے ہو اس سے جو اللہ تعالے نے تمکو سکھایا ہے سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمہارے واسطے اور اللہ کا نام لو اسپر اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ من الطعام مفسر رح نے من الطعام سے ماذا کا بیان بتلایا کہ مراد انکی اس سوال سے یہی تھی کہ کھانیکی چیزون مین انکو کیا حلال ہے بقرینہ مابعد کے اور جواب سکا تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو باافراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیزونکو فرمایا کہ **قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ** المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اسکو نجس نجانے اور یہ بنابر قول امام شافعی رح کے ہے چنانچہ جن چیزونکو عرب والے نجس جانتے ہین وہ انکے نزدیک حرام ہین ولیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے انکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار وخون قبل تحریم کے عرب والے حتی کہ قریش انکو استعمال کرتے وکھاتے تھے اور نیز اسکا موکول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہے کیونکہ اہل بادیہ عرب تو بہت سی چیزونکو جنکا طیبات مین سے ہونا قطعی ہے طیبات مین سے جانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونمین سے قریش کا حال بیان ہوا پھر اُنمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہے اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہے اسکی شناخت دشوار ہے اور نیز اختلاف طبائع ممکن بلکہ قطعاً موجود ہے اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون ومردار پر یہ اطلاق نہ تھا تو یہ کیسی دشواری ہے کہ دور ودراز والے اطلاق عرب کے محتاج رہے باوجودیکہ بعثت عام ہے اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہے کہ جسکی حرمت یا کراہت تحریمی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتل رح نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہے پس ہر چیز سے انکو حلال لینے کا حکم کیا اور تفسیر

مرسل فرمایا پس وہی حلال ہے جسکو حلال کیا اور وہی حرام ہے جسکو حرام کیا اور وہی دین ہے جو شریعت محمدی ہے اور جو خبر دی وہی سچ ہے اسمین کچھ دروغ نہین و
قال تعالےٰ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا جو خبرین ہین سب سچ ہین اور جو امر و نواہی ہین سب عدل ہین لہذا قال الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ۔ علی ابن ابی طلحہ نے
ابن عباس سے روایت کی کہ دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالےٰ نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کبھی اُسپر زیادتی کے محتاج نہونگے اور تمام کر دیا کہ کبھی ناقص
نہ فرماویگا اور پسند کیا کہ کبھی اُس سے ناخوش نہوگا انتہی اور دین مین تمامی احکام کی ضرورت ہے یا خصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اُسی کا نام
ہے کہ جو فرد کسی عموم کے تحت مین شامل ہے اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالےٰ عزوجل نے دین کو باینمعنے کامل کر دیا کہ اہل ایمان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے
ہین بعض موریں جو صریح نہین تو انمین صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو چھوڑ رکھین جنھون نے جد و جہد سے ان احکام کو اجتہاد کیا وباللہ التوفیق پھر بیان
محرمات کے بعد فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف پس اُسنے کھایا۔ **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
لِّإِثْمٍ** درحالیکہ وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہے یعنی اس کھانیمین اُسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہے۔ **فَإِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ** - بخلاف المائل لاثم ای المتلبس کقاطع الطریق والباغی مثلا فانہ لایحل لہ الاکل۔ تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے اسکو جو اُسنے کھا لیا اور
رحم کرنیوالا ہے اُسپر اُسکے حق مین کہ اسقدر مباح کر دیا ف یہ شیخ **سیوطیؒ** کا قول ہے اور ہمارے علماے حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہوکر حرام چیز کھالے
تو یہ جائز ہونا کسطرح ہے آیا اُسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہوجاتی ہے یا یہ چیز تو حرام رہتی مگر اُسپر سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے پس بعض نے کہا
کہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہوجاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اُسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہوا اب
رہا یہ کہ غیر متجانف لاثم کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اس کھانیمین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور
شافعیہ نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ مفسر **سیوطیؒ** نے کہا کہ مخمصہ مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہوجاتی ہین جو گناہ کا مائل
نہو یہ خلاف اُس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہو یعنی گناہ مین متلبس ہو جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان
حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہے اور اگر کھائیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورۂ بقر مین بقولہ غیر باغ ولا عاد - سے ایسونکو نکالا جو
بغاوت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون پھر واضح ہو کہ یہ معنی فقہاے حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہاے عراق کے نزدیک
معنے غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نہ کھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قراۃ غیر متجنف بھی اُسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد
کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اُسکو تناول روا ہے بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش
نکرے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے اُسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہے پس اُسکو عفو فرماتا ہے مسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے کہ اُسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہے کہ معصیت کیجاوے اور ایک روایت احمد مین ہے کہ
جو اللہ تعالےٰ کی رخصت قبول نکرے اُسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا۔ اسیواسطے فقہاؒ نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہوجاتا ہے جبکہ اپنی جان جانیکا خوف
ہو اور سواے مردار کے کچھ نپاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح ہوتا ہے اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہے کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا
نملے جیسے کہ بہتیرے عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہے چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہوجاوے اُسیوقت اُسکو یہ روا ہوجائیگا کذا قال ابن کثیرؒ
ثم ذکر حدیثا عن ابی واقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصۃ فمتی تحل لنا بہا المیتۃ فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا۔ یعنے
ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہے یعنی کھانے پانی کی تکلیف و فاقہ
پہونچتا ہے تو مخمصہ کیوجہ سے کب ہمکو مردار حلال ہوجاتا ہے آپنے فرمایا کہ جب تمکو اصطباح نہ ملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

رل وغیرہ کو اسی مین داخل کیا۔ **ذٰلِكُمْ فِسْقٌ** ۔ یہ امر فسق ہے ف فسق سے شرک مراد ہے کیونکہ فسق تو فرمانبرداری سے خروج ہے پس جسنے اسکو کیا وہ گمراہی ہے
و شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ عزوجل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہو سکتا ہان اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے آگاہ کر دیتا ہے **قال ابن القیم**
اور اللہ تعالیٰ نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین متردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا بانیطور کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ہمکو
کامون مین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ
لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ
وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ ۔ الٰہی مین استخارہ و بھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیرا ہی
فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہے اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہے اور مین نہین اور تو ہی سب غیب کا جاننے والا ہے۔ الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام (کام
بیان کرے) میرے حق مین میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال و انجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کر دے پھر مجھے اس مین
برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین بد ہے تو اسکو مجھسے اور مجھکو اس سے پھیر دے اور جہان بہتری ہو میرے
لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کر دے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات و محرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع
مین عرفہ کے روز نازل ہوا۔ **اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ** ۔ آج کافر لوگ تمہارے دین سے ناامید ہوئے ف اسطرح کہ
تم اب اس دین سے نہین پھرو گے حالانکہ پہلے انکو اسکی طمع تھی تو یا سوجہ سے کہ انھون نے تمھارے دین کی قوت دیکھ لی (کذا روی عن ابن عباس وغیر واحد) اور
صحیح حدیث مین ہے کہ شیطان ناامید ہو گیا کہ جزیرۂ عرب مین نمازی اسکو پوجین ولیکن انمین جھگڑے ڈالوانیکی امید رکھتا ہے (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک وقت
خاص تک ہے ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہے چنانچہ فرمایا کہ یہ رات و دن ختم نہونگے کہ پھر لات و عزیٰ پوجے جاوینگے اور ایک حدیث
مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین شامل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلۂ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد مٹکینگی علماء نے فرمایا کہ آخر زمانے مین
بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا۔ بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمھارے دین سے مایوسی ہوئی۔ **فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ**
پس تم انسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علماء نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک و کفر سے نہ ڈرتے تو
اللہ تعالیٰ انکو دنیا مین بھی اونچا و بلند رکھتا **مترجم** کہتا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرونپر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی انکی مدد کرے یا نہ
انکو کچھ ضرر نہوگا۔ **اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ** ۔ آج مین نے تمھارے لیے تمھارا دین پورا کر دیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کر دیا چنانچہ اسکے
بعد کوئی حلال و حرام کا حکم نہین اترا۔ اگرچہ اسکے بعد وحی اتری چنانچہ قولہ تعالیٰ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ۔ اتری جسکے بعد نو
راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ وسلاما زاکیۃ تامۃ الی یوم القیامۃ و
الحمد للہ رب العالمین۔ **وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ** اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کر دی ف ازانجملہ یہ کہ دین تمھارا پورا کر دیا اور بعض نے کہا اسطرح
کہ مکہ مین تم بے کھٹکے امن سے داخل ہوئے **وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا** ۔ اور مین نے تمھارے لیے دین اسلام کو اپنی پسند پر دیا ف
شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتون سے بڑی عظیم نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لیے انکا دین کامل کر دیا کہ کسی دوسرے دین
کے محتاج نہین اور سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسیواسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کر کے جن و انسان سب کیطرف

اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** - اور تمپر متردیہ حرام کیا گیا یعنے جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ **قال ابن عباس** متردیہ وہ جو پہاڑ سے نیچے گر کر مرے (رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادہؒ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود گر پڑے یا کوئی گراوے۔ **وَالنَّطِيحَةُ** - اور تمپر نطیحہ حرام کیگئی فنطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ آپسمیں لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے **وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ** منہ - اور وہ جانور کہ جسمیں سے درندہ نے کھا یا فنعنی اُسمیں سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اُسکو زندہ نہ پایا ہو کہ ذبح کر لو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** - باستثناے اسکے جسکو تمنے ذبح کر لیا فنعنی موقوذہ و نطیحہ و متردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر انمیں سے کسیکو تمنے زندہ پاکر ذبح کر لیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے۔ **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کر لیا ہو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے پھر انمیں ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو انمیں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہ واحد علماے تابعین سے مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ انمیں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ و شافعی و احمد کا ہے اور امام مالک کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنے کے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہوگا لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابو حنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالک نے جس زندگی کی شرط لگائی تو اسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور لبہ و حلق سے ذبح و نحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراءؒ عن ابیہ میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اسکی ران میں نیزہ مارتا تو تجکو کافی تھا (رواہ احمد و اہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن نہ تھا مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے۔ اور عنقریب شکار کے مسئلہ میں بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ** - اور تمپر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو۔ ف نصب بضمتین جمع نصاب بمعنے اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنے بت ہے۔ مجاہد و ابن جریج نے فرمایا کہ گرد خانۂ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں بتوں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے خونوں کو رخ خانۂ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علماے تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کیوقت ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے یہ شرک اللہ تعالیٰ نے سخت بدتر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے (الشیخ ابن کثیرؒ) **وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تمپر اے ایمان والو یہ کہ طلب کرو تم قسم یعنی حکم کو ازلام سے (کذا قال ابن جریر) اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم و فتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں نہ ریش تھے اور نہ لوہے اور یہ دربان خانۂ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتیں بنی تھیں اور عرب والے اُنکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اُسکی فرمانبرداری سے کرتے تھے اور اگر اُسمیں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا) اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہُبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد و ابراہیم و حسن وغیرہم سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب والے اسی پر قطعی یقین کرتے اور یہ شرک تھا اور مومنوں پر اُسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون دیکھکر سفر باز رہے (رواہ ابن مردویہ) اور **زجاجؒ** نے کہا کہ اسمیں اور نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نکرو یا کرو کچھ فرق نہیں ہے اور امام نوویؒ وغیرہ نے

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہی اور اگر شیطان کے نام پر دیا تو گنہگار ہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **وَالْمُنْخَنِقَةُ**
المیتہ خنقًا یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے **ف** یعنی گلا گھٹ جانیسے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانہ جاہلیت والے کرتے تھے اور اس زمانہ
مین نصاری کی عورتون مین مرغی معروف ہی اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندھن وغیرہ مین اسطرح پھنسائے کہ گھٹکر مرجاوے یس درحقیقت مردار
ہی اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلا کسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہی۔ **وَالْمَوْقُوذَةُ** المقتولۃ ضربا یعنی حرام کیا گیا تمپر وہ جانور جو کہ چوٹ سے مارا گیا یعنی
کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہین ہی مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولی یہ کہ بھاری کا لفظ نکالا جاوے اور ابن عباس وغیرہم نے کہا کہ لکڑی کی چوٹ
سے مار ڈالے اور مراد وہی ہی جو شیخ نے بیان کی ور زمانہ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کرکے کھاتے تھے کما قال قتادہؒ اور صحیح بخاری مین عدیؓ بن حاتم سے ہی کہ مین
نے کہا کہ یا رسول اللہ مین معراض سے شکار مار لیتا ہون تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اسکو کھا اور اگر اسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ
وقیذ ہی اسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہوکر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھائے مردار
کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہی اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی پھر جاننا چاہیے کہ **شیخ ابن عبد البر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علماء مین بندقہ و پتھر و معراض
و عصا جسکا سر دھاردار ہی انکے شکار مین اختلاف ہی اور بندقہ سے مراد غلہ ہی جو معروف ہی اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے اوپر پھل نہین ہی پس جو علماء اسطرف گئے ہین
کہ وہ وقیذ ہی تو اسکا کھانا حرام ہی مگر اس صورت مین حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اسکو ذبح کرپاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور یہی قول امام مالکؒ کا اور امام ابو حنیفہؒ
و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہی **یقول المترجم** اس زمانہ مین بندوق سے شکار مارنیکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہین ہی کیونکہ
کلام اسمین متاخرین بلکہ ہجری دسوین صدی و مابعد کے علماء سے ہوسکتا ہی پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اسکے زندہ حلال کرڈالنے
پر قابو پاوے تو کیا حکم ہی مؤلف فتح البیان نے **شیخ شوکانیؒ** سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حلال ہی کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار
ہوجاتی ہی اور حدیث عدی بن حاتم مین شکار کے حلال ہوجانے مین خرق معتبر فرمایا ہی انتہی اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم**
کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہین ہی بلکہ مین نے پایا کہ **شیخ شوکانیؒ** نے خود نیل الاوطار مین اسکو حرام لکھا ہی اور تحقیق مسئلہ مین یہ ہی کہ بندقہ یعنے غلہ کا اور بندوق
کی گولی کا ایک حکم ہی پس غلیل مین ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہی اس سے چھوٹی چڑیان اکثر مرجاتی ہین اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہوجاتا
ہی لیکن اسمین اتنی قوت نہین ہوتی کہ پار نکلجاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود کی ترکیب سے اسکا زور ایسا زائد ہوتا ہی جو مشاہدہ ہی پس خرق اسکا بوجہ دھار
کے نہین ہی حاصل آنکہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہی پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہی اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکلجاتی ہی مگر دونون
مین دھار نہین ہی پس دونونکا حکم یکسان ہی اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدیؓ بن حاتم مین مذکور ہی
چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ما ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوے شکار سے مت کھا مگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے غلہ سے مارے ہوے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہی یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہین بلکہ مردار حرام ہی (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و
عطاء و حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن اسمین مکروہ تحریمی و حرام یکسان ہی اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہی چنانچہ عبد اللہ بن مغفلؓ
سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنیسے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہی اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہی لیکن دانت توڑ دیتا ہی اور آنکھ پھوڑ دیتا ہی کما فی الصحیحین وغیرہما) اور نیز
دھار والے پتھر کا بھی یہی حکم ہی پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہی اور گولی مین سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہین ہی اور چوٹ کی شدت
سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہین ہوتا کیا نہین دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہوگا پس صحیح ہوا کہ گولی کے شکار مین
اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے پاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اب رہا یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبح کیلیے کسقدر زندگی کافی ہی

اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** ۔ اور تمپر متردیہ حرام کیا گیا ف یعنے جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ سے نیچے گر کر مرے (رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادہؒ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود گر پڑے یا کوئی گرا دے۔ **وَالنَّطِيحَةُ** ۔ اور تمپر نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ آپسمیں لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے **وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ** ۔ اور وہ جانور کہ جسمیں سے درندہ نے کھایا ف یعنی اسمیں سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اسکو زندہ نپایا ہو کہ ذبح کرلو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** ۔ باستثناء اسکے جسکو تم نے ذبح کرلیا ف یعنی موقوذہ و نطیحہ و متردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر اسمیں سے کسیکو تمنے زندہ پاکر ذبح کرلیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کرلیا ہو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے پھر اسمیں ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو اسمیں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اُسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہ واحد علمائے تابعین سے مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اسمیں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی محل امام ابوحنیفہؒ و شافعیؒ و احمدؒ کا ہے اور امام مالکؒ کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنیکے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہوگا لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابوحنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالکؒ نے جس زندگی کی شرط لگائی تو اُسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور لبہ و حلق سے ذبح و نحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراءؒ عن ابیہ میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اُسکی ران میں نیزہ مارتا تو تجھکو کافی تھا (رواہ احمد و اہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن نتھا مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے۔ اور عنقریب شکار کے مسئلہ میں بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ** ۔ اور تمپر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بضمتین جمع نصاب بمعنے اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنے بت ہے۔ مجاہد و ابن جریج نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں بتوں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے خونوں کو رخ خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علمائے تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کیوقت ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے یہ شرک اللہ تعالیٰ نے سخت بدتر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے (الشیخ ابن کثیرؒ) **وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ۔ ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تمپر اسے ایمان والو یہ کہ طلب کرو تم قسم یعنی حکم کو ازلام سے (کذا قال ابن جریر) اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم و فتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں نہ ریش تھے اور نہ لوہے اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتیں بنی تھیں اور عرب والے اُنکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اُسکی فرمانبرداری سے کرتے تھے اور اگر اُسمیں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا) اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہُبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد و ابراہیم و حسنؒ وغیرہم سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب والے اسی پر قطعی یقین کرتا اور یہ شرک تھا اور مومنوں پر اُسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون دیکھکر سفر سے باز رہے (رواہ ابن مردویہ) اور **زجاجؒ** نے کہا کہ اسمیں اور نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نکر دیا کرو کچھ فرق نہیں ہے اور امام نوویؒ وغیرہ نے

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہے اور اگر شیطان کے نام پر دیا تو گنہگار ہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **وَالْمُنْخَنِقَةُ** م

المیتہ خنقًا یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے ف یعنی گلا گھٹ جانیسے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانۂ جاہلیت والے کرتے تھے اور اس زمانہ

مین نصاریٰ کی طرح طرح مرغی معروف ہے اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندھن وغیرہ مین اسطرح پھنسائے کہ گھٹکر مرجاوے پس درحقیقت مردار

ہے اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلا کسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہے۔ **وَالْمَوْقُوْذَةُ** المقتولۃ ضربًا یعنی حرام کیا گیا تمپر وہ جانور جو کہ چوٹ سے مارا گیا یعنی

کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہین ہے مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولیٰ یہ کہ بھاری کا لفظ نکالا جاوے اور ابن عباس وغیرہم نے کہا کہ لکڑی کی چوٹ

سے مار ڈالے اور مراد وہی ہے جو شیخ نے بیان کی اور زمانۂ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کر کے کھاتے تھے کما قال قتادہؒ اور صحیح بخاری مین عدیؓ بن حاتم سے ہے کہ مین

نے کہا کہ یارسول اللہ مین معراض سے شکار مار لیتا ہون تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اُسکو کھا اور اگر اُسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ

وقیذ ہے اُسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اُسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہو کر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھائے مردار

کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہے اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے پھر جاننا چاہیے کہ **شیخ ابن عبد البر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علماء مین بندقہ و پتھر و معراض

و عصا جسکا سر دھاردار ہے انکے شکار مین اختلاف ہے اور بندقہ سے مراد غلہ ہے جو معروف ہے اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے اوپر پھل نہین ہے پس جو علما اسطرف گئے ہین

کہ وہ وقیذ ہے تو اُسکا کھانا حرام ہے مگر اس صورت مین حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اُسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہی قول امام مالکؒ کا اور امام ابوحنیفہ

و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہے **یقول المترجم** اس زمانہ مین بندوق سے شکار مارنیکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہین ہے پس

کلام انہین متاخرین بلکہ ہجری دسوین صدی و مابعد کے علما سے ملسکتا ہے پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اُسکے زندہ حلال کر ڈالنے

پر قابو پاوے تو کیا حکم ہے مؤلف فتح البیان نے **شیخ شوکانیؒ** سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار

ہو جاتی ہے اور حدیث عدی بن حاتم مین شکار کے حلال ہوجانے مین خرق معتبر فرمایا ہے انتہیٰ اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم**

کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہین ہے بلکہ مین نے پایا کہ **شیخ شوکانیؒ** نے خود نیل الاوطار مین اُسکو حرام لکھا ہے اور تحقیق مسئلہ مین یہ ہے کہ بندقہ یعنے غلہ کا اور بندوق

کی گولی کا ایک حکم ہے پس غلیل مین ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہے اس سے چھوٹی چڑیان اکثر مرجاتی ہین اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہوجاتا

ہے لیکن اسمین اتنی قوت نہین ہوتی کہ پار نکلجاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود کی ترکیب سے اُسکا زور ایسا زائد ہوتا ہے جو مشاہدہ ہے پس خرق اُسکا بوجہ دھار

کے نہین ہے حاصل آنکہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہے پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہے اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکلجاتی ہے مگر دونون

مین دھار نہین ہے پس دونون کا حکم یکسان ہے اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدیؓ بن حاتم مین مذکور ہے

چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ما ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوئے شکار سے مت کھا مگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما

نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہے یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہین بلکہ مردار حرام ہے (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و

عطا و حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے اُسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن انمین مکروہ تحریمی و حرام یکسان ہے اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہے چنانچہ عبد اللہ بن مغفلؓ

سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنیسے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہے اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہے لیکن دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے کما فی الصحیحین وغیرہما) اور بغیر

دھار والے پتھر کا بھی یہی حکم ہے پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہے اور گولی مین سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہین ہے اور چوٹ کی شدت

سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہین ہوتا کیا نہین دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہوگا پس صحیح ہوا کہ گولی کے شکار مین

اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے نہ پاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔ اب رہا یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبح کیلیے کسقدر زندگی کافی ہے

ف یعنی جب تیر کا پھل نہ لگا ہو بلکہ عرض سے لگا ہو ۱۲ م ع وقیذ بمعنی موقوذہ یعنی دھکے سے مرا ہوا ۱۲ م

مراد ہو ابن کثیر بھر علی العموم مردار حرام ہی لیکن اسمین سے مچھلی و ٹیڑی مستثنیٰ ہین۔ وَالدَّمُ۔ اور تمپر خون کھانا حرام کیا گیا ف خون سے مراد خون مسفوح ہی یعنے
جوش سے بہنے والا اور یہان اگرچہ مطلق ہی لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیان مین فرمایا اَوْ دَمًا مَسْفُوحًا اور یہی تفسیر حضرت عائشہ رضؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیر سے
صریح مروی ہی اور عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس سے تلّی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہی فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہی (رواہ
ابن ابی حاتم) اور ابن عمر رضؓ سے مرفوعًا روایت ہی کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڑی ہین
اور خون دونون یہ تلّی اور جگر ہین (رواہ الشافعی و احمد و ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابوزرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول
ہی مچھلی کیواسطے حدیث ابو ہریرہ کافی ہی کہ آنحضرت صلعم سے بحر کے پانیکو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُسکا پانی پاک کرنیوالا ہی اور اُسکا مردار حلال ہی (رواہ مالک والشافعی
(دریا و سمندر ۱۲)
و احمد و ابو داؤد والترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ) اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت والونمین جب کوئی بھوک سے تکلیف اُٹھاتا تو کسی دھاردار
چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کرکے اس سے خون نکال لیتا اور اُسکو پی جاتا یا جمنے کے بعد کھا لیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالے نے حرام کردیا وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ۔ اور سور کا گوشت ف یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہی لیکن چونکہ غالبًا گوشت ہی کھایا جاتا ہی اور یہان کھانے ہی کی چیزونکا
بیان ہی لہذا فرمایا لحم الخنزیر یعنی تمپر حرام کیا گیا۔ پس سور کھانا حرام ہی خواہ پالو ہو یا جنگلی ہو اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہی تمام اجزا کو بلحاظ زبان
عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نرد شیر سے کھیلا گویا اُسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا
ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خون کا نجس ہونا ظاہر ہوگیا پس جب چھونے سے ایسی نفرت دلائی تو اُسکو غذا کرنے مین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قی آوے
پس اسمین دلالت ہی کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب و مردار
و سور اور بتونکی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیونپر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے
اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہی۔ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ۔ اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے
پکاری گئی ہو ف یہ حکم عام ہر چیز کو شامل ہی حتی کہ شیطانونکے نام کی روٹی کھانا حرام ہی اور یہان جانور و نین اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کیواسطے ہو یا گوشت
کسی نے شیطانونکے نام کا دیا تو اُسکا کھانا حرام ہی۔ جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ اور وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اُسپر واسطے
غیر اللہ کے اور مفسرینؒ نے کہا کہ یہ اس طور سے کہ اللہ تعالے کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالے نے واجب کیا ہی کہ اُسکی مخلوقات
اُسکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب اس سے عدول کرکے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا
اور اگر ایماندار نے عمدًا یا بھولکر اللہ تعالے کا نام چھوڑا تو عمدًا کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالے کے نزدیک ذبیحہ مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہی۔
اور اسمین جو اختلاف ہی سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک جو ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مردار ہی عالمگیریہ
کتاب الذبائح مین لکھا ہی کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال لو ذبح عند قدوم الضیف تعظیمًا لہ لا یحل اکلہا
و کذا عند قدوم الامیر او غیرہ تعظیما و اما اذا ذبح لاجل الضیافۃ فانہ لاباس بہ (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے
اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اُسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہی ہاں اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالے کے نام پر ذبح کیا
تو مضائقہ نہین ہی (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہی و النص علیہ لقولہ لغیر اللہ بہ۔ اسواسطے کہ تفسیر نیشاپوری مین مصرح ہی کہ
تعظیم غیر کیلیے ذبیحہ حرام ہی پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتوی پر قلم اٹھاتے ہین اور شیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اُسکے جائز بتاتے ہین یہ خلاف
مذہب حنفیہ رحمہم اللہ تعالی بلکہ خلاف مذہب فقہا و ائمہ مجتہدین ہی جسکا گناہ تا قیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہاں اگر جاہل اللہ تعالی کی جناب مین

اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اُسکی معاونت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو مددگار بھی اسلام سے باہر ہوا رواہ الطبرانی اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص جو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگر دوسرا اس کام مین ظالم کا ساتھ دیوے یا مدد کرے تو وہ بھی ظالم کے مانند ہے اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہوجانیکے یہ معنی ہین کہ اس فعل مین اسلام سے خارج ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم مذکور کے بعد تہدید و تاکید فرمائی۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو ف بایطور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنیوالا ہے ف اس بندے کو جو اُسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت و شدید ہے وہ مخلوقات پر قیاس نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اگر مخلوقات مین ایک آدمی دوسرے پر عذاب مین سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہوکر مرگیا تو عذاب بھی ختم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب مین جہنمیون کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال و گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویسا ہی پیدا ہوجائیگا اعاذنا اللہ تعالیٰ من عذابہ و عقابہ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا مین جب آدمی شرک و کفر مین گرفتار ہوتا ہے تو وہ اپنے رب عزوجل کے نام ہی کی تعظیم نہین کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزونکی تعظیم رکھی ہے مثلاً خانہ کعبہ و رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بےادبی نکرین پھر جب اعلیٰ درجہ پر پہونچے تو وہانکے آداب مین بےادبی نکرین چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو۔ اسیواسطے کشف کی نسبت کیجاتی ہے نفس کی خواہش مین موافقت کرنا بےادبی ہے غرضکہ احترام بیت اللہ کعبہ و قلب کی حرمت رکھین پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقوی کے مرتبہ مین بِرّ وہ چیز ہے کہ علم شرع سے سب امامون کے نزدیک بھلائی معلوم ہو اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقوی ہے اور شبہات کے اندر قدم رکھنا عدوان ہے بعض نے فرمایا کہ بِرّ وہ ہے کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہو اور قولہ ولا تعاونوا علی الاثم میں اشارہ ہے کہ دنیا مین مشغول نہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش مین گرے شیخ سہل رح نے فرمایا کہ بِرّ تو ایمان ہے اور تقوی سنت ہے اور اثم کفر ہے اور عدوان معاصی ہین

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

اور جو مرا گر کر اور جو مرا سینگ مارے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو

بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ

پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوے کافر تمھارے دین سے سو اُنسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ

آج مینے پورا کردیا تمھارا دین اور تمام کردی مینے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمھارے لیے دین اسلام پھر جو

اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

کوئی ناچار ہوگیا بھوک مین کچھ گناہ پر نہین ڈھلتا تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ۔ ای اکلہا۔ تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ف کیونکہ حلت و حرمت تو کھانے سے متعلق ہوتی ہے اور خود اس چیز سے متعلق نہین ہے اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اُسکو دوسرا شخص اُٹھا لیگیا تو اُسکو کھانا حرام ہے پھر اگر مالک اُسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہے پس وہ چیز اپنے حال پر رہتی ہے اور یہان مراد ایسی چیز ہے کہ وہ کسی طرح حلال نہین ہوسکتی مردار سے وہ جانور مراد ہے جو خود بخود اپنی موت سے بدون ذبح کیے اور بدون شرعی شکار کیے

ایسا فعل کرو جو حکم الٰہی سے متجاوز ہو یا اس قوم کے بھائی بندونسے بدلا تو جسکا متجاوز ہونا ظاہر ہے کہ روکا مکہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن اسلم اور قطع نظر خصوص سبب کے عموم لفظ سے یہ معنی ہین کہ اے ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کیوجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ بُرائی کی ہو تم عدل سے اور حکم الٰہی سے قدم باہر مت رکھو **مترجم** کہتا ہے کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہے پس قطعًا معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور جہاد کا حکم تو حد فرض ہے پھر حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہے پس مراد یہ کہ جو تمپر شرع عدل ہے اس سے تجاوز مت کرو **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ** اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو **ف** اور یہ بنابر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسکا تجھے حکم دیا گیا ہے اور ابن عطیہ نے کہا کہ البر شامل ہے واجب و مستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہے یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوبًا یا استحبابًا ۔ **وَالتَّقْوٰى** ۔ اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت کرنی چاہیے نیکی بجا لانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہے اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہے اُسکے ترک کرنے مین مدد کرو یعنی کہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہے اسکو مت کرو حتی کہ مار کر چھڑاؤ ۔ **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** ۔ اور مت معاونت کرو آپسمین کسی جنس کے گناہ پر اور اللہ تعالے کے حدود سے تجاوز کرنے پر **ف** اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہے اور عدوان سے مراد ظلم ہے حاصل آنکہ اللہ تعالے بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم و عدوان پر معاونت نہ کرو ۔ اور چونکہ یہ معاونت اسوقت ہو سکتی ہے کہ باہم متفق و خیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہے اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہے اور پہلے اشارہ ہوا کہ بر ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک ہو جبکہ ثبوت ثابت ہوتا ہے شامل ہے اور معاونت کرنا بھی عام ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جسطرح ممکن ہے اعانت کرے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جب وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہے کما رواہ البخاری و مسلم اور نیز حدیث مین ہے کہ جو مومن کہ لوگون مین مل جلکر بسر کرے اور اُنکی ایذاؤن پر صبر کرے اُسکو بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور اُنکی ایذاؤن پر صبر نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم و عدوان جسپر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضرور ہے پس اثم ہر وہ فعل ہے جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ بقرینۂ مقابلہ بر کے ہے پس اگر کوئی شخص کوئی سنت ترک کرتا ہو تو زبان سے اُسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اُسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے اُسکو نصیحت کرے اور دل سے چاہے کہ اللہ تعالی اسکو توفیق دے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اللہ تعالی نے دین مین جو حدود مقرر کردیے ہین اُنسے تجاوز کرنا عدوان ہے تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اُسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث مین وارد ہوا کہ مرد نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچان لے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہے جو دل مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد وعبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تقوی سمجھایا جو اللہ تعالی کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہے مگر اُسکے نیک دل مین کھٹکے تو اسکو چھوڑ دے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو اُسپر لوگونکے آگاہ ہونیکو بُرا جانے (رواہ البخاری فی الادب واحمد ومسلم وابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا ہے فرمایا کہ جو تیرے دل مین کھٹکے اسکو چھوڑ دے اُسنے کہا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ جسکو اسکی بُرائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہے (رواہ احمد والطبرانی وابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اُسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرے اور دل مین نور سے فرحت پا دے

خود کلام مجید میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربہم کی تفسیر جیسی مفسر سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی ہے حضرت مجاہد و ابوالعالیہ وغیرہ واحد علماء تابعین سے
نقل کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قولہ رضوانا ای اپنے حج کرنیسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ و سدی وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ درباره حطیم
بن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسنے ایک سال مدینہ کے گلہ اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکو خانہ کعبہ کیطرف گیا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے
چاہا کہ راستہ میں اُس سے تعرض کریں تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ - اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ ولا القلائد سے مراد یہ کہ درخت حرم سے
اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عار دلاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریر نے اجماع نقل کیا کہ اگر مشرک کو امان نہ دیگئی ہو تو اُسکا
قتل کرنا روا ہے اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہاں مذکور ہے وہ منسوخ ہے **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے موقوفاً و مرفوعاً آیا ہے کہ سورۂ مائدہ کے حلال و حرام پر مرجع ہے کہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کمالین میں جواب دیا کہ یہ باعتبار اکثر کے ہے
کلیہ نہیں ہے بدلیل روایت ابن عباس رضی مذکورۂ بالا کہ آیۃ القلائد و قولہ اذا جاؤک الآیۃ دونوں منسوخ ہیں و قد رواہ ابوداؤد فی ناسخہ والحاکم وصححہ **وَاِذَا حَلَلْتُمْ**
فَاصْطَادُوْا - ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ - اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہے کہ شکار کرو ف پس صیغہ امر یہاں وجوب کے
واسطے نہیں بلکہ اباحت کے واسطے ہے اور یہ اسوجہ سے کہ شکار ہمکو مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہ ہو جائیگا اور یہ وہ نہیں ہے
جو بعض اصولیوں نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہے وہ اباحت کے لیے ہوتا ہے کیونکہ یہ کلیہ درست نہیں بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا
المشرکین الآیۃ کیونکہ اسمیں فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہوا کہ ماہہائے حرام میں مشرکونکو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ اُنکو مارو حالانکہ یہ امر
اباحت نہیں بلکہ وجوب ہے اور ایسے ہی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا یعنی میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ
زیارت واجب نہیں ہو گئی ہے پس صحیح قاعدہ یہ ہے کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر وہ واپس جاتا ہے اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیۃ القتال میں ہے اور اگر
پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہے جیسے آیۃ الاصطیاد میں اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت میں ہے اور یہ درصورتیکہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت
میں وجوب یا استحباب کی تصریح کردی جاوے تو وہی ہوگا - **وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ** اور نہ کموادے تمکو بغض کسی قوم کا **اَنْ صَدُّوْکُمْ**
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - اس جہت سے کہ تمکو اُنھوں نے مسجد الحرام سے روکا تھا - **اَنْ تَعْتَدُوْا** علیہم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم اُنپر ظلم کرو
قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ میں روکا تھا جس سے تمکو اُنکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اس
قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ - اور ابن مسعود رضی نے یجرمنکم بضم یا از اجرام پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جرم اور اجرم بیک معنے ہیں
اور بصریین علماء لغت اجرم نہیں جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہے پھر شنان بفتح نون اکثر کی قراءۃ ہے اور بسکون نون کو ابن عامر رض نے پڑھا اور ابوبکر عن عاصم
سے اور اسمعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہے اور وہ شنان کی علت ہے یعنی بغض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھوں نے
بیت الحرام سے روکا تھا اور حاصل آنکہ سال حدیبیہ میں کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنیسے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی میں رکھکر کفار سے
قصاص بیجا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اُسی حد پر رہیو اور عدل کو نگاہ رکھیو اور یہ بمانند آیت دیگر ہے جو آئی ہے یعنے قولہ ولا یجرمنکم شنان قوم
علی ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی اور زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم و صحابہ رضی حدیبیہ میں تھے جبکہ اُنکو مشرکوں نے روکا تھا اور یہ
اُنپر بہت گران گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکوں کا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہ رض نے کہا کہ ہم ان لوگوں کو روکینگے جیسے اُنکی ملت والوں
نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم بالجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہیں کہ تم حکم الٰہی سے اور حق و عدل سے تجاوز مت کرو
بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھوں نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے ناانصافی کرو خواہ باینطور کہ اسی قوم سے قتل وغیرہ کا کوئی

درختان حرم کے ریشہ مت توڑو لتعرض قلادہ ڈالنے کے اور **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے قولہ ولا الھدی ولا القلائد۔ کی تفسیر میں دو معنی بیان کیے یعنے لا تحلوا الھدی
ولا القلائد کے یہ معنی ہیں کہ بیت الحرام کو ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے میں شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اُسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑو بلکہ اُسکی گردنمیں
قلادہ دو تاکہ دیگر انعام سے متمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اُسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا
ہو کیونکہ جو کسی امر خیر مشروع پر دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اُسکو بھی کرنیوالے کا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (اور جسنے
شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو یہ دلونکا تقوی ہے۔ ۵ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہیں لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب نہ ہیں اجماعاً ہے
حالانکہ ہر ہدی واجب نہیں ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے بہان ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے بس شاید یہ مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک حرمت کے معنے
مقصود ہیں فلیتامل پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت کرو اور زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ ماہہائے حرام کے سوا اور مہینوں میں جب
اپنے وطنوں سے نکلتے تو اپنی گردنمیں بالوں اور ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہانکے درختونکی چھالوں اور ریشوں سے قلادہ ڈال لیتے پس امن میں رہتے تھے
(رواہ ابن ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اس سورہ میں سے دو آیتیں منسوخ ہیں ایک آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینھم او
اعرض عنہم الآیہ منسوخ ہیں (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ باینمعنے ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورۂ براءۃ کہ آمین کافر کو
حل و حرم سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت میں تھا کہ قلادہ والے سے تعرض مت کرو اور عطاء رح سے روایت ہے کہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالے
نے درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا **وکذا قال مطرف بن عبد اللہ** پس ولا القلائد کے یہ معنی ہوے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت
رکھو یعنی مت کاٹو درخت حرم کے، اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورۂ مائدہ میں سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہیں اور ان
اقوال میں سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطاء ہے اور ما بعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ خلاف شرع تھیں لیکن جبکہ مدار تعظیم شعائر اللہ پر تھا
اُسکی عظمت دلوں سے نہیں گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تتعرض لہا ولا صحابہا۔ کے معنی یہ ہیں قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ
جیسا کہ عطاء و مطرف بن عبد اللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہیں کہ ان قلادہ والوں سے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت نہوگی جیسا کہ مقاتل رح سے مذکور ہوا
فافہم۔ **وَلَآ آٰمِّیْنَ** ای ولا تحلوا قاصدین۔ **الْبَیْتَ الْحَرَامَ**۔ بان تقاتلوہم۔ اور مت حلال کر لو ان لوگونکو جو قصد کرنیوالے ہوں بیت الحرام کا ف
یعنے اُنکا خون کرنا بایں طور کہ اُنسے مقاتلہ کرو اسکو حلال مت رکھو اگرچہ وہ کافر ہیں پھر ان لوگونکا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر یہ فعل اُنہوں نے نیکی کی
نیت سے کیا ہے اور متضمن فساد نہیں ہے شاید راہ پر آویں چنانچہ فرمایا۔ **یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا** ای حال کونہم یطلبون رزقا
من ربہم بالتجارۃ ورضوانا من اللہ بسبب قصد البیت بزعمہم یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالونکو مت تعرض کرو درحالیکہ وہ لوگ اس غرض سے آئے ہیں
ہیں کہ تجارت کر کے پروردگار کے فضل سے روزی پاویں اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی حاصل کریں یہ سبب
اُنہوں نے اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے مفسر رح نے کہا کہ وہذا منسوخ بآیۃ البراءۃ اور یہ منسوخ ہے بسبب آیہ سورۂ براءۃ کے واضح ہو کہ آیہ سورۂ براءۃ میں دو
احتمال ہیں یا تو مراد قولہ تعالے اقتلوہم حیث وجدتموہم الآیہ۔ پس استدلال سے قولہ ولا الشہر الحرام سے لیکر یہانتک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی اولیٰ ہے
یا مراد اس سے قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا الآیہ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الھدی سے یہانتک منسوخ ہوگا کیونکہ
مشرک کا حج روا نہوا تو ہدی و قلائد سے اُسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ ثقہ عماد کبیر المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر میں لکھا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ
قولہ ولا آمین البیت الخ یعنے مت حلال رکھو لڑنا ان لوگوں سے جو قصد کرنیوالے ہوں بیت الحرام کیطرف جسکی شان میں ہے کہ جو اُسمیں پہنچگیا وہ بخوف ہے درحالیکہ
وہ فضل الٰہی و رضوان الٰہی چاہتے ہیں **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکل آیا کہ جو وہاں الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ روکا جاوے جیسا کہ یزید

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے اور نہ مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خطاب اہل ایمان کو ہے ۔ لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰهِ اے ایمان والو تم حلال مت کرو بیحرمتی شعائر الٰہی کو ۔ شعائر جمع شعیرہ بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی اور مشاعر جمع مشعر یعنی عالم جمع معلم ۔ اور وہ جگہیں جنپر نشانات ظاہر کیے گئے ہوں پس شعائر اللہ یعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف ۔ اور حاصل یہ کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو جو دین الٰہی کے شعار ہیں حلال مت کرو کیونکہ احرام میں شکار حرام ہے ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں یعنی مواقف حج و مناسک وسعی و دیگر افعال جیسے حاجی بجا لاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ میں سے ہے اور معنی ان دونوں قول پر یہ ہیں کہ مت حلال کر ان دو امور کو بایں طور کہ ان میں سے کوئی فعل بجا نہ لاؤ یا جو بجا لاتا ہو اسکو روکو اور اشعار ہدی یوں ہے کہ دھاردار چیز سے سنام البعیر پر چرکہ لگا دے کہ کچھ خون بہے اور یہ علامت ہو کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے اس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گائے میں سنت ہے بکری میں نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہیں اور یہی امام ابو یوسف و محمد و دیگر ائمہ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو بدعت ہے کر وہ نہیں کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا ۔ اور بعض نے کہا کہ شعائر اللہ سے محارم مراد ہیں یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں انکو حلال مت کرو پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ ۔ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہ حرام ۔ اور مراد الشہر سے جنس ہے پس اسمیں ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چاروں مہینے داخل ہیں اور کہتے ہیں کہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ ۔ یعنی ماہ حرام میں لڑائی کرنے سے اسکو حلال مت کرو ۔ قال ابن کثیر اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اسمیں مت کرو ۔ وقد قال تعالیٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر ۔ اور فرمایا ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا الی قولہ منہا اربعۃ حرم الآیۃ ۔ وعن ابی بکرۃؓ فی خطبۃ حجۃ الوداع مرفوعاً کہ زمانہ اسی ہیأت پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنیکے روز تھا سال بارہ مہینہ کا جنمیں سے چار ماہ حرام ہیں سو تین مہینہ پے در پے ذی القعدۃ اور ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے کما فی روایۃ البخاری) اسمیں دلالت ہے کہ اسکی تحریم تا قیامت ہے جیسا کہ سلف میں سے ایک گروہ کا مذہب ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اسکی تفسیر میں کہا کہ معنی آنکہ ان مہینوں میں قتال کرنا حلال مت کرو وکذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن مالک الجزری) اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہائے حرام میں اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافروں کے ساتھ روا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام و غیر حرام سب میں مشرکوں سے قتال کرنا حلال کر دیا اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشوں سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہوگی جبکہ پہلے سے اسکو امان نہ دیگئی ہو ۔ قال المترجم مفسر سیوطیؒ نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی ۔ وَلَا الْهَدْيَ اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال بناؤ یعنی ہدی تمام اس جانور کا نام ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج میں گذرا اور ولا تحلوا الہدی کے معنی یہ کہ ہدی کو حلال مت کرو بیحرمتی بایں طور کہ اس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیہ ہے اور یہ اگرچہ شعائر اللہ میں داخل ہے پھر مخصوص اسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے ۔ وَلَا الْقَلَائِدَ اور نہ تم قلائد کو حلال بناؤ یعنی قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے میں ڈالیں چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم کے درختوں سے ریشہ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے تاکہ بخوف ہو جاویں اسلیے کہ پھر ان سے کوئی تعرض نکرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب میں یہ صفت امانت کی بھی حاصل آنکہ قلائد سے یا صاحبان قلائد سے تعرض مت کرو اور کہا گیا کہ تقلید ہدی ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن میں جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن میں باندھ دیتے کہ یہ علامت ہدی ہونیکی تھی اس سے تعرض نہ کرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہیں و بعض نے کہا کہ قلادہ سے ممانعت ہے یعنے

مین چار باتین ہین ندا و کنایہ و اشارہ و شہادت پس یا تو ندا ہی اور ای مخصوص ندا ہی اور ہا کنایہ ہی اور الذین اشارہ ہی اور آمنوا شہادت ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے اس تفسیر مین اشارہ رکھا ہی پس شاید مراد یہ کہ یا تو ندا ازل ہی جس سے عشاق کو انکو تقاضائے شوق ازلی کی طرف بلایا۔ اور ای اہل انبساط مین سے خاص لوگونکو خطاب بسط ہی اور ہا ان لوگونکو ہی جو جلال و عظمت مین غائب متحیر ہین اور الذین سان لوگونسے اشارہ ہی جو جلال عظمت مین کھڑے اسکے دیدار کے مشتاق ہین۔ آمنوا انکا وصف بدین اعتبار ہی کہ امانت ازلی کو انھون نے قبول کیا اور یہ وہی معرفت ہی جو آسمانون و زمین و پہاڑون پر پیش کیگئی تھی اور انھون نے اسکی عظمت اور اپنی حقارت کو دیکھکر برداشت کرنیکا اقرار نہ کیا قولہ تعالی اوفوا بالعقود۔ یہ خطاب صیغۂ امر ہی جو واسطے طلب فعل کے ہوتا ہی ان لوگونسے طلب کیا گیا کہ اس عہد ازل کو پورا کرو جو تمنے امانت معرفت قبول کرنیکے وقت اقرار کیا تھا اور مشاہدہ کے ساتھ ربوبیت کا اقرار کرچکے۔ یہ عہد ان روحونکے ساتھ تھا جنکو اپنی صفات ظاہر کرکے ازل مین عارف کردیا تھا پس ہر صفت کے کشف مین ایسی روح کیساتھ ایک عہد ہوگیا کیونکہ روح مذکور اس صفت سے متصف ہوگئی اور اسکے نور مین اجسام کے اندر اپنے مولے حق سبحانہ کی طلب مین بلند پرواز ہی اور ارواح و اشباح پر اسیقدر وفا کرنا لازم ہی جسقدر انکو صفات ازلی سے متصف ہونیکی وجہ سے تخلق حاصل ہوا اسیواسطے اوفوا بالعقود کہا کیونکہ عقود جمع عقد و عہد ہی اور عہود یہان زائد ہین چنانچہ اول عہد وہ ہی جو ارواح نے قبل اجسام کے میدان ازل مین قبول کیا اور بعض نے کہا کہ اول عقد تحیر وہ قبول اس بات کا ہی کہ او تعالی ہمارا پروردگار ہی پس غیر کیطرف رجوع کرکے عہد شکن مت ہو عقد دوم امانت برداشت کرنا اسکو مت توڑو واسطی نے کہا کہ عقود کیساتھ جبتک نیت بالجزم نہو تو مقصود تک پہونچنے مین طرح طرح کے رنگ بدلتے ہین اور حریری نے کہا کہ وفا متصل بصفا ہی استاد نے فرمایا کہ ندا دی انکو قبل اسکے کہ ظہور مین لایا جاوے اور مومن انکا نام رکھدیا قبل زینکہ انسے اہلیت پائی جاوے وہ ازل مین ہوا یہ ابد سے ملا تو قولہ یاایہا الذین آمنوا۔ سے شرف کیا اور اوفوا بالعقود سے مکلف کیا اور چونکہ تکلیف موجب مشقت ہے تو پہلے نام کا شرف دیکر پھر انکو کام کی مشقت دی قولہ غیر محلی الصید و انتم حرم یہان جس محرم کو ذکر فرمایا اشارہ ہی وہ بندہ ہی جسنے حرم قرب مین انوار عزت کا لباس پہنا اسکو منع کیا کہ عبودیت کے جنگل مین حظوظ نفس کا شکار نہ کھیلے کیونکہ جس شکار کا قصد کرتا ہی وہ آہوان صفات ہین اور درحقیقت یہ خود صید ہی اور جو صید ہوگیا اسکے حق مین نکلنا حرام ہی استاد نے فرمایا کہ محرم تو اپنی ذات سے مجرد ہی اسکی طرف ہمہ تن قصد رکھتا ہی اسکی صفات سے لائق یہ ہی کہ ہر جاندار کے اذیت دینے سے باز رہے **قال المترجم** حیوان جملہ مخلوقات آلہی ایک نوع خاص سے ہین جو اسکی معرفت پر قربان ہین پس حلال نہین کہ کسی جانور کو غیر حق کیواسطے قربان کرے پس یہ کمال تشریف ہے کہ بندہ عارف موحد ان جانور بہائم کیلیے قربانی کا مقصود کافی قرار پایا اور بھید ظاہر ہی پس اگر یہ نہو تو ذبح جانور پر ماخوذ ہونا بضمن اپنے بدافعال کے اقرب ہے واللہ اعلم فافہم قولہ تعالی ان اللہ یحکم ما یرید۔ آمین نفوس کی امید کاٹ دی کہ وہ اپنی خواہشون کو تدبیر سے حاصل نہین کرسکتے ہین اور کوئی چاہے کہ سابقہ مشیت کو اپنی تدبیرات و مشقت سے کھودے تو اسکی تمنا بیکار ہی اپنی ہی ذات عالی متعالی کو فرد واحد قرار دیا کہ ازل مین جو حکم چاہا دیدیا چنانچہ مخلوق کے ارادات باوجود کمال کوشش و تدبیر کے پورے نہین ہوتے یہی دلیل کافی ہی اولیا پر بلائین نازل فرماتا ہی مگر رحمت ہی کہ پہلے انکو جمال سے بیہوش کردیا ہی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیون اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہون اور نہ جنکے گلے مین پٹا ڈالکر لیجاوین کعبہ کو اور نہ

آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ

قصد کرنیوالون گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہین فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنی احرام سے نکلو پس شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى

اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اسواسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکلجاؤ اور مددگاری کرو آپسمین اوپر

وقف لازم

مری وغیر ذلک پس تیلی علیکم بمعنے سیتلے علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہی کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا پس بیان میں تاخیر نہیں بلکہ تلاوت میں آگے آتا ہی ۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۔ درحالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو ف جاننا چاہیے کہ حرم بضمتین جمع حرام ہی بمعنے وہ شخص جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ میں داخل ہوا اور بنص و اجماع اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہی پس یہان بہیمۃ الانعام کی حلت کو مقید کردیا اس سے یعنے بہیمۃ الانعام سوائے ماتیلی کے تمپر حلال اس قید سے ہیں کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو جس حالت میں کہ تم احرام باندھے ہو اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام میں ہی اُسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہیں جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اُسکا محل نہوا ہو (م) پس احلت لکم مین لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہی غیر محلی آلخ حال واقع ہی بمعنے عاد مین احلال الصید اور قولہ انتم حرم حال ہی ضمیر محلی الصید سے اور جو کمالین میں ہی کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء الا محلین الصید ۔ تو اس صورت مین غیر محلی الصید مستثنٰی ہوا جاتا ہی حالانکہ اسمین تعسف ہے جیساکہ بیضاوی نے کہا کیونکہ وہم ہوتا ہی کہ محلین الصید سے مطلقا اُنکی حلت منتفی ہی حالانکہ ایسا نہیں (کذا قیل) پھر وارد ہوتا ہی کہ بہیمۃ الانعام تو پالو جانور ہین جیساکہ بیان ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہین تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ مستثنٰی قرار دیتے ہین وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن و نیل گائے وغیرہ کو لیتے ہین اور ہمنے اُسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہین کہ یہ حلال کردینا اللہ تعالیٰ کیطرف سے احسان ہی اور حرام مین شکار کرنا ممنوع ہی پس حاصل آنکہ ہمنے تمپر بعض بہیمۃ الانعام حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت احرام مین شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہے تو یہ انعام جاتا ہے کذا قال الزمخشری فی الکشاف

مترجم کہتا ہی کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوۃ والصوم وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم مین پس غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو پھر یہ تقریر بلائی جاوے تو ایراد نہین ہوتا ہی اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہی اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہی تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکالدیا اور پالو کو رکھا لہذا البعض انعام رہے جیساکہ کمالین مین ہی بلکہ بعض انعام اس معنی کر کہ ماتیلی علیکم مستثنے کردیے ہین لہذا البعض ہوگئے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع وضوحہ من مزال الاقدام ۔ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۔ اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہی وہ حکم دیتا ہی ف یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہی حکم کرتا ہی اُسپر کوئی اعتراض نہین ہی اور یہ ظاہر ہی اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے اُنکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے قادر مختار ہی جب یہ ثابت ہوا تو خود ثابت ہی کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمین سراسر حکمت ہی اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہین کرسکتا ہی اور انھین آیات سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقہ جو فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہین اُنکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر واجب ہے کہ جو بندونکے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے اور اہلسنت کہتے ہین کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ قادر مختار ہی اُسپر واجب و فرض کیسا یہ تو بندونپر احکام کی پابندی ہی اور اگر معتزلہ وغیرہ جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ حکم فرماتا ہی وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہی تو انکے حق مین بہتر ہوتا ف عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا اللہ تعالیٰ کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہین از انجملہ المومن نام الٰہی ہی پس اس نام کا نور اپنے خاص بندونکو دیکر مومنونکے نام سے خطاب فرمایا وہ اُسکے نور سے دیکھتے ہین اور اُسکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہان لیقین و سکون سے متصف ہوتے ہین ابن عطاؒ نے کہا ای ایسے بندو جنکو ہمنے ایسے قلب دیے ہین جو مجھسے غافل نہین ہوتے اور ہمارے استاد شیخ ابو عبد اللہ بن خفیفؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور غیب سے خبر دی انکو دل سے سچا ماننا یہی ایمان ہی اور ابو الحسین فارسیؒ نے کہا کہ قولہ اوفوا بالعقود ۔ بندونکو حکم دیا کہ معاملات مین سیاست کو اور محاسبات مین ریاضت کو اور خطرات مین ترک کو اور مشاہدات مین ادب کو نگاہ رکھین کیونکہ بندونکو عالم اسباب مین ان امور سے چارہ نہین ہی اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا عہد ہی اور اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفت بیان کرنے مین زبان کا عہد ہی اور اعضا کو خشوع و خضوع سے رکھنے مین عہد جوارح کو پورا کرین اور جعفر بن محمدؒ نے فرمایا کہ یا ایہا الذین آمنوا

ملاحظہ ہو مراد اس سے وہ جو کلام مستثنیٰ نہ فقط خاص بعض کے واسطے ہے ۱۲ منہ

یا خلاف عہد کوئی ایذا پہونچا وے حتی کہ اگر وہ ہمارے کسی تاجر کیساتھ ایسا کرین تو ہمکو اُنکے تاجر کے ساتھ نہین کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ قولہ اوفوا بالعقود۔ یہ چھ عہد ہین عہد اللہ تعالیٰ وعقد الحلف وعقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ مین اور عقد البیع اور عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہین کہ عقد بیع مین بعد ایجاب و قبول ہو جانیکے پھر مجلس بیع مین اسی حال پر موجود ہونیکے باوجود بائع و مشتری مین سے کسیکو خیار مجلس نہین رہتا ہے اُنھون نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ لزوم بیع کے بعد اسکا وفا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ کا ہے اور جمہور نے اسمین خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و فروخت کرین تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے جبتک کہ دونون جدا نہو جاوین (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہین بلکہ اس عقد کے مقتضیات مین سے ہے پس اسکا التزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے مین داخل ہے اور تمام یہ بحث متعلق بفروع ہے بالجملہ فرض ہے کہ ایا نذار تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد ہے اور وہ قرآن و حدیث مین ہین یا کسی بندے سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت معاملات وغیرہ کے سب پورے کرے جسطرح عہد کیا ہو اور اسی حکم کی تفصیل ہے جو اس سورہ مین احکام مذکور ہین از انجملہ فرمایا۔ **اُحِلَّتۡ لَكُمۡ بَهِيمَةُ الۡاَنۡعَامِ** تمہارے لیے بہیمۃ الانعام حلال کیے گئے ف اونٹ و گاے و بکری بعد ذبح کے کھانا مفسرؒ نے بہیمۃ الانعام مین تین قسم بیان کین اونٹ اور گاے اور بکری کذا فسرہ قتادہ والحسن وغیر واحد سو گاے مین بھینس کی قسم بھی شامل ہے اور بکری مین دنبہ و بھیڑی و مینڈھا سب شامل ہے اور قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنے اُنکی حلت از راہ اکل ہے کہ کھانا حلال ہے کیونکہ حلت و حرمت کا تعلق فعل سے ہے کسی چیز کی ذات سے متعلق نہین ہوتا ہے اور یہی **فخر الاسلام بزدوی** نے صریح لکھا ہے چنانچہ جو جانور مثلاً شیخ صدو کے نام پر ذبح کیا گیا تو اس جانور کی ذات مین کچھ خرابی پیدا نہین تا کہ اس سے چھونا و دیکھنا بھی روا نہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہے اور دوسری قید مفسرؒ نے ذبح کی بڑھا دی اور وہ ظاہر ہے اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے اُن اقسام کے جانورون مین سے بیان کر دیا جو حلال ہین پھر شرط اُسکے کھانیکی یہ ہے کہ ذبح کرے پھر واضح ہو کہ تین قسمین جو مفسرؒ نے بیان کی ہین انعام کی لفظ سے لغت مین بھی یہی مراد ہوتی ہین کما قال ابن جریر اور در اصل وہ چرنیوالے چوپایہ کو کہتے ہین لیکن اہل لغت کا اسپر اجماع ہے کہ سم والے چوپایہ اسمین شامل نہین ہین اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہین پس اضافت عام بسوے خاص ہے جیسے سورۃ المائدہ یا انھین چوپاؤنکو جو انعام ہین تو اضافت بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ جنس مراد لی لہذا اُسکو جمع نہین فرمایا پھر **شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباسؓ و ابن عمرؓ وغیر واحد نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ اگر انعام مین سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اُسکے پیٹ مین مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے اور یہ ایک حدیث مین بھی منصوص ہے چنانچہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گاے یا بکری ذبح کیجاتی ہے اور اُسکے پیٹ مین سے بچہ نکلتا ہے تو ہم اُسکو پھینک دین یا کھاوین تو فرمایا کہ تمھارا جی چاہے کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کر لینا وہی اُسکا ذبح کرنا ہے (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ و الترمذی وقال حسن) وعن جابر مرفوعاً قال ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ۔ (رواہ ابو داؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اُسکی ماں کا ذبح ہے (ابو داؤد) اور یہی قول امام ابو یوسفؒ و محمدؒ و دیگر ائمہ کا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اُسکا کھانا حلال نہین ہے پھر عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا بقولہ۔ **اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ** سوائے اسکے کہ تلاوت کیگئی تم پر ف تحریم اُسکی قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ یعنی پس استثنا منقطع ہے اور ہو سکتا ہے کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب موت وغیرہ عارض ہو جانیکے ہے پس مفسرؒ نے مقدر کیا ای تیلی تحریمہ علیکم یعنی سوائے اُس چوپایہ کے جسکی تحریم تم پر تلاوت کیگئی ہے اور مراد تلاوت سے منصوص بقولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ۔ ہے ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور اس صورت مین استثنا متصل نہوگا اسواسطے کہ مستثنے از جنس مستثنے منہ نہین ہے اور تیلی علیکم بمعنے تلی علیکم ہوگا و لیکن مضارع بمعنے حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن مین حاضر ہو جاوے کہ ملا کر خوب سمجھ مین آوے اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے جو آگے آتا ہے یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ و النطیحۃ وما اکل السبع۔ کیونکہ یہ چیزین اگرچہ انعام مین سے ہین لیکن اُن عوارض سے حرام ہوئین کہ اپنی موت سے مر کر کھانیکے حقمین مردار ہوئین یا گلا گھونٹنے جیسے

واضح ہو کہ یہ آیت مین کھلی ہوئی بلاغت اس درجہ پر ہے کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے ذرا سی بات ہے کہ اتنا مختصر کلام اور اسمین اتنے احکام ۔ ایک فاوفوا بالعقود ہے کہ معنی واضح و حکم ظاہر حالانکہ تفصیل مین بڑے بڑے دفتر لکھے گئے ہین دوم بہیمۃ الانعام کی تحلیل سوم استثناء انکا جو حلال نہین چہارم احرام باندھے آدمی پر شکار کی تحریم پنجم جو محرم نہو اسکے لیے شکار کی تحلیل ششم اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے ہفتم اللہ تعالیٰ کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہے ۔ یہ تو صریحی اس سے نکلتے ہین اور جو مندرج و مندمج ہین انکو بیان کرنا بہت طوالت چاہتا ہے اور نقاش رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگون نے اس سے کہا کہ اے یونانیونکے فخر وای حکیم دانا تو ہمارے لیے اس قرآنکے مثل بنادے اُسنے کہا کہ اچھا اسمین سے ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہون جو باقی کیواسطے دلیل ہوگا پس بہت دنون تک پوشیدہ رہا پھر نکلکر کہا کہ مین نے قصور نہین کیا مگر سچ یہ ہے کہ واللہ مین ایسا نہین بنا سکتا ہون اور کوئی نہین بنا سکتا ہے مین نے اس کتاب کو کھولا تو سورۂ مائدہ نکلی پھر مین نے غور کیا تو اُسکی دو سطرونمین وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت اور تحلیل عام و استثناء حرام اور خبر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہے اور یہ کسی مین طاقت نہین کہ کلام فصیح و بلیغ و الفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین اور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حرفونمین ادا کردے **مترجم** کہتا ہے کہ اُسکی دانشمندی نے اُسکو انصاف پر مجبور کیا کہ اُسنے سچ بات کہدی اور دانائی سے بھی خالی نہین کیونکہ اگر بناتا تو علما و حکما کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا رہتا اور واللہ ثم باللہ العظیم اگر وہ اور اُسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہون تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اُسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے مثل نہین لا سکتے ہین قال تعالیٰ ۔ **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا** ۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہے جو اللہ عز و جل کے احکام کے مطیع ہین کیونکہ نافرمانی کرنیوالونکو خطاب غیر مستحسن ہے اور بیکار ہے اسیواسطے علمائے حنفیہ نے کافرونکو فروع اعمال سے مکلف نہین قرار دیا اور علمائے شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزائے عذاب بڑھیگی پھر تابعی جلیل زہری رح سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ۔ تو اس خطاب مین آنحضرت صلعم بھی شامل ہین (رواہ ابن ابی حاتم) اور عبداللہ بن مسعود رض نے فرمایا کہ جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ۔ تو خوب کان لگا کر سن کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجکو حکم فرماتا ہے یا کوئی بد بات ہوگی کہ جس سے تجکو منع فرماتا ہے (رواہ ابن ابی حاتم) چنانچہ یہان حکم دیا کہ ۔ **اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ** ۔ تم پورے کرو عقود **ف** العہود الموکدۃ التی بینکم و بین اللہ تعالیٰ والناس یعنی عقود جمع عقد کی بمعنے گرہ ۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوے عہد ہین جو ایمانوالون اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہین یا مومنون اور لوگونکے درمیان ہین اور لوگ عام ہین خواہ وہ بھی مومن ہون یا کافر ہون اور اللہ تعالیٰ کے عہد سے تکالیف شرعی مثل نماز و روزہ بجا لانا و حرام و ممنوع سے باز رہنا مراد ہین ۔ پھر ابن عباس رض و مجاہد و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہے اور ابن جریر رح نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر **سیوطی** رح نے العہود الموکدۃ سے تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عقد کا استعمال حقیقت اجسام مین ہے چنانچہ عقدت الحبل ۔ رسی مین گرہ دی یا خوب بل دیا اور جب اسکو معانی مین استعمال کرتے ہین تو مراد اس سے لزوم و احکام شدید ہوتا ہے پس چونکہ یہان اسی معنی مین مستعمل ہوا لہذا موکدۃ اسکی صفت خود ظاہر ہے اور علی ابن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن مین ہین اور یہ کہ غدر و بیوفائی مت کرو اور عہد مت توڑو اور واضح ہو کہ جو عہود حدیث سے ثابت ہین وہ بھی اسمین داخل ہین اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے اسمین عہد و قسم وغیرہ ۔ اور حق یہ ہے کہ ابن عباس رض نے فقط عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمین داخل ہے کیونکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ عہود جاہلیت کو اسلام سے شدت و مضبوطی ہوگئی ولیکن جدید حلف و موالات سے منع فرمادیا چنانچہ قولہ و لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ ۔ کی تفسیر مین مذکور ہو چکا ہے اور آیت عام ہے جملہ عہود کو شامل ہے جیساکہ مفسر رح نے لکھا لیکن انھین عہود کا وفا کرنا لازم و موکد ہے جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہون اور جو ایسے نہون بلکہ انسے خلاف ہون تو وہ عہد مردود ہین حتیٰ کہ قسم جو کسی معصیت کرنے پر ہو اُسکا توڑ دینا لازم ہے اور لزوم کفارہ بوجہ جرم کے ہے نہ بوجہ درستی عہد کے اگر کہا جاوے کہ کافرونسے اگر صلح کرے تو اُسکا توڑ دینا جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ اُنکو کہلا بھیجے کہ ہمنے صلح توڑ دی پھر جو چاہے کرے ۔ اور یہ روا نہین ہے کہ حالت صلح مین بدون ذکر نیکے اگر وہ ملک اسلام مین آوین تو اُنکو قتل کرے

ابن کثیر جو قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی اُسی پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ اماموں اور فقہاء سبعہ مدینہ کا ہی قولہ یبین اللہ لکم ان تضلوا مفسرؒ نے ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ۔ بیان کیا اور یہ کسائی و فراء و کوفیین کا قول ہی اور ابو عبید نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمرؓ سنائی کہ لا یدعوا احدکم علی ولدہ ان یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ ۔ یعنے مت بددعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تاکہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ہو جسمین دعا قبول ہو جاتی ہی مقصود یہ کہ ان یوافق بمعنے لان لا یوافق ہی جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہی بصریون نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ یبین اللہ لکم کراہتہ ان تضلوا ۔ یعنے کھلا بیان فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بوجہ کراہت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ ۔ یعنی چونکہ وہ تعالیٰ کو کمال رحمت سے تمھارا بہکنا منظور نہین لہذا صاف صاف تمھاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہی ۔ اور اجتہاد کی گنجائش چھوڑ دینا بھی آسانی و رحمت ہا در موجب مزید ثواب ہے اسکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے ترجیح قرار دیا واللہ اعلم

سُوْرَۃُ الْمَائِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ مِائَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّاِثْنَانِ اَوْ وَّثَلٰثٌ

اس سورہ کا نام سورۂ مائدہ ہی اور وہ ایک سو بیس[۱۲۰] آیتین ہین یا ایک سو بائیس[۱۲۲] یا ایک سو تئیس[۱۲۳] آیتین ہین قرطبیؒ نے کہا کہ اس سورہ کے مدینہ ہونے پر اجماع ہی اور محمد بن کعب یعنے قرظیؒ نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اُتری ہی اور اسماء بنت یزید سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کی اونٹنی عضباء[۱] کی مہار پکڑے ہوے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اُتری اور قریب تھا کہ اُسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو کوفتہ ہو جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتی کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑون مین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہی کہ وہ اُٹھا نہ سکی حتی کہ آپ اُتر پڑے **قال المترجم** یہ روایت ضعیف ہی کہ آپ اُتر پڑے بلکہ ثابت پہلی روایت ہی اور ام عمرو نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہؓ سے ہی کہ یہ سورہ آخر نازل ہوئی ہی سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم و صححہ) اور جبیر بن نفیرؒ نے کہا کہ پھر مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بہذہ الزیادۃ والنسائی ایضاً) اور ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اُتاری گئی تو اُسکے حلال کو حلال رکھو اور اُسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبید) اور عمرو بن شرحبیل سے ہی کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا ۔ اور شعبیؒ نے استثنا کیا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد ۔ اور ابن عباسؓ نے استثنا زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ ۔ اور میسرہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ والمنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت تک متفرق اٹھارہ حکم اس سورہ کے سوائے قرآن کے اور سورتون مین نہین فرمائے قلت اور انیسوان حکم یہ زائد کیا گیا قولہ اذا قمتم الی الصلوۃ یعنی اذان کا ذکر اسی سورہ مین ہی اور سورۂ جمعہ مین مخصوص بجمعہ ہی اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال و حرام کے یا باعتبار پوری سورہ غیرہ کے ہی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ

اے | ایمان والو | پورا کرو | اقرار کو | حلال ہوے تمکو چوپائے | مواشی | اُسکے سواے جو تم کو سناوینگے

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار | کو اپنے اوپر احرام مین | اللہ حکم کرتا ہی | جو چاہے

[۱] یعنی عضباء نام اونٹنی ۱۲ منہ

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعودؓ نے بحوالہ فیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن مسعودؓ یہ ہے کہ میت کی دختر اور پوتی اور بہن ہے پس دختر کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کرکے باقی بہن کو دیا (رواہ البخاری) مقصود آنکہ بہن اس صورت میں وارث ہے قولہ وھو یرثھا ان لم یکن لہا ولد یعنی بھائی کو بہن کی پوری میراث ملیگی اگر بہن اس حال سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اُسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ موجود ہوا تو بھائی محروم ہوگا کچھ بھی نہ پاویگا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سواے باپ کے اور کوئی ذوی الفروض میں سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے اس عینی یا علاتی بھائی کے ساتھ موجود ہے تو جو اسکا فرض مقدر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ فرض حصہ والونکو انکا حصہ پہونچا دو پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنیں ہوں تو انکو ترکہ سے دو تہائی ملیگا۔ پس معلوم ہوا کہ دو بہنونکے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دخترونکا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث میں دخترونکے حق میں فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک۔ یعنی بیٹیاں اگر دو سے اوپر ہوں تو انکا دو تہائی ہے۔ انتہی۔ اور دو دخترونکا حصہ مذکور نہیں ہے یعنی یہاں دو سے زیادہ دخترونکے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دختروں کیواسطے کچھ صریح نہیں پس جب یہاں دو بہنوں کیواسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے مستفاد ہوا کہ دو تہائی حصہ ایک سے زائد کیواسطے ہے خواہ دو ہوں یا دو سے بھی زائد ہوں اور ایسی ہی دخترونکی میراث میں جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہاں سے مستفاد ہوا کہ اگر بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی دو تہائی پاوینگی **قال المترجم** قرآن میں یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالی نے لطیف کردیے اور ہمارے نزدیک یہ استدلال اجود ہے بسبب اسکے جو **شیخ سیوطی**ؒ نے یہاں دو سے زائد ہونے کیلیے دو تہائی ہونے پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور انکی بہنیں دو سے زائد تھیں اور وجہ اجود ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاریؒ ہے لیکن بہنونکے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ باحتیاط و جہاں اس امر کو روا نہیں رکھتے ہیں کہ ہر خبر آحاد سے کتاب اللہ تعالی پر جو قطعی ہے زیادتی کریں **قال المترجم** حق یہ ہے کہ یہاں ہر خبر آحاد بعد انکہ قابل احتجاج ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہیں آتی جو حکم کتاب اللہ میں کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہیں ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہیں جائز ہے بلکہ موطائی امام محمدؒ سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہوجاوے تو اسکو بحث اجتہادی میں قبول کرنا انکا دستور تھا اور یہ ضرور نہیں کہ جو ظاہر حدیث ہے وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات میں بھی نہیں ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ میں کلالہ وہی نہیں جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونوں نہوں اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو مصرح لکھا ہے جسکی طرف میں نے اشارہ کیا اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہ**ؒ نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت صلعم پر ایسے حال میں اتری کہ آپ سفر میں چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپ نے دیکھکر حذیفہ کو یہ آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور انکو یہ آیت تلقین کی پھر جب حضرت عمر رضہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمر رضہ نے حذیفہ کو بلا کر انسے یہ آیت پوچھی تو حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس میں نے تمکو ویسی ہی تلقین کردی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ میں سچا ہوں (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمر رضہ یہ کہا کرتے کہ اے میرے پروردگار اگر تونے حذیفہ پر اسکے معنی کھولدیے ہیں تو مجھپر ابتک خوب نہیں ظاہر ہوے (ورواہ ابن جریر بہذہ الزیادۃ) اور عمر رضہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ میں اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہوگئے تو عمرؓ نے کہا کہ اگر اللہ تعالی کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کردیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمر رضہ نے جیسے حضرت صلعم سے تین باتیں نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمر رضہ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں ابو بکرؓ سے خلاف کروں اور واضح ہے کہ حضرت ابو بکر الصدیقؓ فرماتے تھے کہ کلالہ ما عدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ میں فرزند اور باپ دونوں نہونا شرط ہے **قال**

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ف منہ المیراث اور منجملہ کل شی کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اچھی تفصیل و تفسیر سے مسئلہ بیان کیا جسکی تلخیص لانا پسندیدہ ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورہ براءۃ ہے اور آخر جو آیت نازل ہوئی وہ قولہ یستفتونک الآیۃ ہے (رواہ الشیخان) قال المترجم اور شیخ سیوطی نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اتری وہ یہی آیت ہے اور تفصیل اسکی تحت قولہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے درحالیکہ میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے فرائض کی آیت اتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالیٰ نے آیۂ میراث قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ہی معاملہ میں یہ آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی اسکے وارث ہوں تو کلالہ ہے اسیواسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہو قال المترجم بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بے غیرہ و باپ کے میت کے وارث ہوں قال ابن کثیر اور کلالہ کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مشکل ہوگیا تھا جیسے جدہ کی میراث میں اور ربوا کی بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا قال المترجم یعنی نص اجتہاد کو مساغ ہوگیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ملا چنانچہ خود عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے تمنا ہے کہ جد و کلالہ و ربوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہانتک کہ آپنے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجھکو آیۃ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجھکو سرخ اونٹ سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ مطمئن ہوگئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۃ الصیف سواسطے کہ گرمی میں اتری تھی واللہ اعلم اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اتری فرائض کے بارہ میں وہ ماں باپ و اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جو رو و شوہر اور ماں کیطرف والے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام میں بعض سے بعض اولی ہونیکے حق میں یعنی ان عصبات میں ہے جو قرابت کی وجہ سے ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالیٰ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد کے ظاہر قول سے بعض نے استدلال کر کے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط سے یہ نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا چاہیے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف مرجع ہے وہ یہی ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مصرح کر دیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور یہی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ ولہ اخت فلہا نصف ما ترک کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیے کہ بالاجماع باپ اسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ تو قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور ہے کہ فرزند نہو اور دلالۃ النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحول و عطیہ و حمزہ و راشد رحمہم اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زید بن ثابت سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر اور عینی بہن ہے تو زید رضی اللہ عنہ نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زید رضی اللہ عنہ سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ جب آپنے ایسا حکم دیا تھا (رواہ احمد) اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس و ابن الزبیر سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد و لہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ نہیں ملیگا اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ان دونوں کے برخلاف ہے کہ وہ اس مسئلہ میں آدھا دختر کو اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلواتے ہیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے زمانۂ آنحضرت صلعم میں

يَسْتَفْتُونَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ

حکم پوچھتے ہین تجسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مر گیا اور اُسکو بیٹا نہین اور اُسکو بہن ہے

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

تو اُسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہو اس بہن کا اگر نہ رہے اُسکو بیٹا پھر اگر بہنین دو ہون تو اُنکو پہونچے

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے کے مرد اور عورتین تو مرد کو دو برابر حصہ

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی

يَسْتَفْتُونَكَ ۔ فی الکلالۃ تجسے فتوی چاہتے ہین ف کلالہ کے بارہ مین پس سوال مین سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب مین مذکور ہی وہ اسپر دلالت کرتا ہی کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے ۔ اور سائل اگرچہ جابر رضہ اکیلے تھے جیسا کہ شان نزول مین آتا ہی پس یستفتونک بصیغہ جمع بوجہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نہ تھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم مرعی ہی اگرچہ بلفظ عموم نہو ۔ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۔ کہدے کہ اللہ تعالی تمکو کلالہ کے بارہ مین فتوی دیتا ہی ف یہانسے سبب کہ فتوی واضح عبارت مین ہو اور پتہ ونشان صریح نقل کیا جاوے ۔ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ ۔ اسمین امرؤ رفع بفعل محذوف ہی جسکی تفسیر فعل ما بعد سے ہی ای ان هلك امرؤ یعنی اگر مر گیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ ای لا ولد و هو الکلالۃ یعنی ایسا مرد مرا کہ نہین اسکے کوئی فرزند ف لڑکا یا لڑکی ۔ اور نہ اسکا والد ہی یعنی باپ پس یہی کلالہ ہی کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو ۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہی جیسا کہ آتا ہی ۔ وَلَهٗۤ اُخْتٌ من ابوین او اب ۔ اور اُسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہی جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہان وسری ہو اور وہ بہن مراد نہین ہے جو فقط ماں کیطرف سے ہو ۔ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۔ تو اس بہن کو جو عینی یا علاتی ہی نصف ترکہ ملیگا ۔ وَهُوَ يَرِثُهَا ۔ ای الاخ کذلک یرث جمیع ترکت اور اگر بھائی ایسا ہو کہ اُسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اُسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا ۔ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۔ بشرطیکہ بہن مذکورہ کا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتین ہین اگر لڑکا ہی تو بھائی کو کچھ نہین ملیگا اور اگر لڑکی ہی تو اُسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہین بلکہ فقط ماں کیطرف سے ہی تو وہ کلالہ نہین ہی اسکا مفروضہ چھٹا حصہ ہی جیسا کہ اسی سورہ کے اول مین گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مؤنث مین کچھ تفاوت بھی نہین ہی چنانچہ وہان مفصل مذکور ہوچکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنونکے ساتھ بھائی بھی ہون تو انکا بیان فرمایا ۔ فَاِنْ كَانَتَا ای الاختان ۔ اثْنَتَيْنِ پھر اگر دو عورتین ہون ف یعنی اگر بہنین عینی یا علاتی دو ہون اور مراد آنکہ دو ہو یا دو سے زیادہ ہون اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق مین ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنین چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جسقدر ہون انکا حکم یہی کہ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ الخ ۔ تو ان دونونکو دو تہائی اُس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہی اور اگر دو سے زیادہ ہون تب بھی یہی حکم ہی ۔ وَاِنْ كَانُوۤا ای الورثۃ ۔ اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً ۔ اور اگر ورثہ برادری مرد ہون اور عورتین بھی ہون یعنی وارثون مین بھائی بہن دونون موجود ہون ۔ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔ تو اُنمین سے مرد کیلیے دو عورتونکے حصہ برابر حصہ ہی ف یعنے بھائی کو بہن سے دو چند ملیگا ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا بیان کرتا ہی اللہ تعالی تمھارے لیے دین کے شرائع تاکہ تم نہ بہکو

حضرت باری تعالیٰ عزوجل صحیح ہوئی ہے الحاصل مخلوق دو قسم ہیں ایک وہ جنہوں نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنہوں نے
اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنا فخر جانا پس جنہوں نے استنکاف نہیں کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اس حشر کے
مجمع میں اُنکی نیکوکاریوں کے ثواب عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بڑھتی عطیہ دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور اُسکے خیال میں آیا اور سب سے افضل رضوان
الٰہی و دیدار باری تعالیٰ ہے پس ان بندوں کی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا ۔ اور رہے وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ
کی بندگی سے استنکاف و استکبار کیا ۔ فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ تو انکو اللہ تعالیٰ عذاب الیم دیگا ۔ ف وہ عذاب دوزخ ہے جسمیں بے موت
جلا کرینگے ختم نہوگا اور کوئی تدبیر نہ آویگی ۔ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہیں پاوینگے
ف جو اُنسے عذاب دور کرے ۔ وَّلَا نَصِيْرًا ۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار ف کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے ۔ یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کردی
اور جس وہم و گمان پروے بھٹکے تھے اُسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کر کے عام خطاب فرمایا بقولہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ۔ اے لوگو یعنی اہل کتاب
یہود و نصاریٰ و اے مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب ادھر متوجہ ہو کر جانو کہ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ آگئی تمپر تمھارے
رب کیطرف سے حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہے اور معالم میں کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور یہی مترجم نے
اختیار کیا بقرینہ مابعد ۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔ اور ہمنے تمھاری جانب نور واضح اُتار دیا ف یعنے قرآن مجید اور مبین سے معنے لازمی
یعنے بیّن ظاہر مراد ہے اور نور کی صفت جب بیّن قرار دی تو انتہا درجہ ظہور ہوگیا پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمھارے حق میں بڑی نعمت ہے
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ۔ پس جن بندوں نے اللہ تعالیٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا ۔ فَسَيُدْخِلُهُمْ
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی طرف سے رحمت و فضل میں داخل کریگا ۔ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔ اور اُنکو
اپنی جانب راہ مستقیم دیدیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہونچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ مانے تو عذاب دوزخ و دائمی خواری و ذلت اُنپر لازم ہے ف فی العرائس
قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح الخ عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو نور توحید میں مستغرق کردیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا دعوےٰ
انانیت مرتبہ تلوین میں ناقص تھا پھر عیسےٰ کیساتھ ملائکہ کے ذکر سے ملائکہ پرستو کا رد ہوگیا اور ظاہر آیت سے عیسےٰ پر ملائکہ کی تخصیص نکلتی ہے اور مراد اس سے یہ
کہ ملائکہ بندگان آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہیں اور اس امر میں وہ عیسیٰ سے افضل ہیں اور یہ کافروں کے وہم و زعم کے موافق ہے ورنہ نبی
سے ملائکہ افضل نہیں ہوسکتے ہیں اور کسی نبی پر انکو فضل نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہیں اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہیں ف ذوالنون
مصری نے کہا کہ قولہ نورا مبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حجت و نور مبین چمکتا ہے کوئی اپنا حصہ لیگیا اور کسی نے اندھیرے میں ٹکرا کر جان
دی قال المترجم پھر جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب میں مہجوروں کے حصہ کا وارث ہے بقولہ تعالیٰ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے
وارث ہیں جو فردوس اعلیٰ کو میراث لیتے ہیں ۔ ھ ۔ یعنے دنیا کے ملعونوں کو اپنے نسبی بھائیوں کیلیے یعنے کافروں و مشرکوں کیلیے چھوڑتے ہیں اور خود اُنکے مقامات جنت
کو میراث لیتے ہیں اور کافر کا یہ حال ہے کہ آدم اول اور خاتم المرسلین آخر دونوں سے منقطع ہوگئے اور شیطانی ذریات میں داخل ہو کر منقطع و معدوم ہوگئے کیونکہ کافر
مردہ ہو جاتا ہے تو گویا اس دائرہ میں اول و آخر سب سے خارج ہوگئے جیسے دنیاوی مال کے میراث میں کلالہ ہوتا ہے کہ نہ باپ ہا اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونوں سے
مٹ گیا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ میں میراث کا ذکر ہے اور اس سورہ میں جملہ مواریث تین بیان
ہیں اول تو اصول و فروع کی میراث اور دوم جورو و مرد کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سبکا بیان ہو چکا اور سوم میراث کلالہ اور [illegible]
تو اُنکی میراث کا بیان آخر انفال میں ہے پس کلالہ کو فرمایا ۔

تونے زعم کیا کہ وہ معبود ہی ۔ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ ۔ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالے کا ف یعنے مسیح کبھی اس امر سے تکبر و انفت نکریگا کہ وہ اللہ تعالے
کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالے اسکا بندہ ہونا عین فخر ہی جسکو نصیب ہو وہی جہان سے بزرگ ہی معالم وغیرہ مین ہی کہ وفد نجران نے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ عیسیٰ
کو عیب لگاتے ہین کہ اُنکو بندہ کہتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالی کا بندہ و رسول ہو پس یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم اس آیت کریمہ
کا تعلق اوپر سے ظاہر ہی کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہی سب اللہ عز و جل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا کہ مسیح اس سے استنکاف نہین کرسکتا اور وضح
ہو کہ لن یستنکف مین اشارہ ہی کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہی اُس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسیواسطے یون نفرمایا کہ لایستطیع المسیح ان یستنکف ۔ یا لیس لہ
ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور فخر ثابت ہی کہ ۔ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ ۔ یعنی مین اللہ تعالے کا بندہ ہون اُسنے مجھے کتاب دی و مجھے نبی بنایا ہی
پس چھوٹونکے رد کو اسیقدر کافی ہی اور اسپر عظمت کر کے زائد کیا ۔ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ عند اللہ لایستنکفون ان یکونوا عبید اللہ ۔ اور نہ ملائکہ مقربین
یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالے کے نزدیک مقرب ہین نہین استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے اوتعالی کے بندے ہون ف یہ زائد کلام استطراداً فرمایا اور نہایت عمدہ
استطراد ہی جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگونپر رد ہو جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالے کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاری پر رد ہی جو یہی زعم کرتے تھے
پس مقصود تو خطاب سے نصاری کا رد ہی اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکل آیا مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ بعض معتزلہ کا رد کر دیا
جو آیت سے اس امر پر استدلال کرتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہی ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف سے عیسیٰ کا
عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے کا بندہ ہونیسے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اُس سے افضل ہین اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ
اگر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو یہ آیت جبھی نصاری پر حجت ہوسکتی تھی کہ جب وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین اور بدون اسکے حجت نہوگی حالانکہ نصاری
کا تو یہ حال ہی کہ اُنھون نے عیسیٰ کو درجۂ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہی پس یہ عطف از باب ترقی نہین ہی بلکہ استطراداً تتمیم رد ہی اور ابن کثیر رح نے کہا کہ استنکاف
یعنے انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار کے زیادہ قدرت ہی پس زیادہ قادر ہونیسے اُنکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہی قال المترجم یہ جواب بنا بر آنکہ عطف
مذکور از باب ترقی ہی و لیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہی نہ افضلیت مین ۔ اور بقاعی رح نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدائش مین ہی کہ
وہ نر و مادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدم سے بھی زیادہ عجیب پیدائش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ کے پیدا ہوا اور نہ
ملائکہ مقربین جو نر و مادہ دونونکے بغیر پیدا ہوے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالے کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب کہا ہی
کہ اہل بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا جسمین کوئی نص از جانب شارع نہین تاکہ رجماً بالغیب اسپر بحث سے مسائل ثابتہ حقہ سے بربنار مذکور منکر
ہوجاوین کیونکہ ظاہر ہی کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر مدار ایمان و اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین پس ایماندار کو اسمین بحث کرنا لغو فضول ہی پھر اللہ تعالے نے آگاہ
فرمایا کہ اُسکی شان الوہیت و قہاری مین ملائکہ و عیسیٰ سب بندگی سے فخر کرتے ہین اور اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین اُنکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین بلکہ فرمایا
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر چاہا تو
اللہ تعالے اپنی طرف سبکو حشر فرماویگا ف یعنے آخرت مین سبکو اپنی طرف محشور فرماویگا اور جمیعًا سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالے اور نکرنیوالے یعنے نیک و بد سبکو
اللہ تعالے قیامت کو میدان حشر مین جمع فرماویگا پھر ان دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالے ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالے اُنکو اپنی مزدوری پوری دیگا ف یعنے اُنکے عملونکے ثواب
پورے عطا فرماویگا ۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔ اور اپنے فضل سے اُنکے لیے بڑھاویگا ف یعنے ثواب اعمال پر زائد عطیہ دیگا وہ ایسی چیز ہی کہ کسی
آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا ۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قولہ الحسنی و زیادہ کی تفسیر مین زیادت کی تفسیر بدیدار

کہتے ہین پھر دوسرے مجمع مین ایک فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا پھر تیسرے جلسہ مین نسطوریہ پیدا ہوا اور انہین سے ہر فرقہ مسیح مین تین اقنوم کا قائل ہے اور اُسکی کیفیت مین باہم مختلف ہین اور اپنے زعم مین لاہوت و ناسوت مین جھگڑتے ہین کہ انہین اتحاد ہے یا نہین ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انہین سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر سمجھتا ہے اور اہل اسلام و ایمان و توحید ان سب فرقون کو بداعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہین سواے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا علیہ السلام **قال المترجم** اس زمانہ مین اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اُسکے احکام پر اعتقاد توحید رکھنے مین سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اس امت والے بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے۔ اللھم اید الاسلام بالاید المتین اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا یا حی یا قیوم وصل علی عبدک ورسولک محمد وآلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے پاک منزہ ہے اس سے کہ اسکے فرزند ہو پھر برہان واضح بیان فرمائی۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے یعنے سب اُسیکے باندی غلام اور مخلوق اور ملک ہین تو عیسیٰ و انکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے ملک ہوے اور جو چیز ملک ہو وہ کیونکر بیٹا ہو گی اسلیے کہ ان دونون مین منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔ اور اسپر اللہ تعالیٰ شاہد کافی ہے و حاصل **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے جھوٹے منھ سے بیٹے کا حرف کہتے ہین وہ حی قیوم ہے تمام مخلوقات جسکی انتہا ابشرکے حیطۂ امکان سے خارج اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک ذرہ سے کم ہے اسکی جناب عظمت مین حرف کن سے انتظام پائی بلکہ حرف کن بھی سمجھانیکو کہا گیا اسکی بھی درحقیقت کچھ ہستی نہین پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا —

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح ہرگز برا نہ مانے اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی کنیاوے اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے ہین اور عمل کیے نیک

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

انکو پورا دے گا انکا ثواب اور بڑھتی دے گا اپنے فضل سے اور جو کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور تکبر کیا سو انکو مار دیگا دکھ کی مار اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سواے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی مددگار لوگون تم پاس پہونچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اُتاری ہمنے تم پر روشنی واضح سو جو یقین لائے اللہ پر اور اُسکو مضبوط پکڑا تو اُنکو داخل کریگا

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اپنی مہر مین اور فضل مین اور پہونچا دیگا اپنی طرف سے سیدھی راہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ - یتکبر ویانف - نہین تکبر کرسکتا و ناگوار نہین سمجھ سکتا کبھی - الْمَسِيْحُ - الذی زعمتم انہ الٰہ - مسیح بن مریم جسکو

اور نصرانی اسی پیچھے ہوئے اعتقاد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو ذکر کرتا ہے کہ- اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ- یعنے مسیح تو مریم کا پوت عیسیٰ تھا اللہ تعالیٰ کا ایلچی- یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو یہ بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاریٰ کو وہم بس اتنی ہی بات پر ہوا کہ بدون باپ کے عیسیٰ کو پیدا کر دیا تو فرمایا- کَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ- اُسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا- وَرُوْحٌ مِّنْہُ- ای ذو روح منہ- اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک روح دار بندہ تھا- اضافت حاصل آنکہ وہ تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور مخلوقات میں سے ایک مخلوق تھا کہ حکم دیا ہو جا وہ ہو گیا اور یہ جو فرمایا کہ روح منہ یعنے روح من اللہ تو مفسر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اسکی اضافت ہونا اسکا فخر ہے سو جسکو اللہ تعالیٰ فرمائے کہ میرا بندہ ہے اُسکے لیے فخر ہے اگرچہ درحقیقت سب اسی کا ہے اور یہ نہیں ہے کہ جیسا تم نصرانیوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا تین میں سے ایک ہے کیونکہ روح والا تو مرکب ہوکر بنا ہے پس وہ ضرور جن اجزا سے بنا ہے ان اجزا کا محتاج ہے کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا مہیا نہوں تبتک مرکب نہ دارد ہے اور الٰہ حق بھلا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہے یا کبھی معدوم ہوتا ہے اور جو الٰہ معبود ہے وہ ترکیب دیے جانے سے پاک ہے اور قتادہؒ وغیرہ سے روایت ہے قولہ کلمتہ القاہا الی مریم- بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہے اور اضافت جیسے قولہ ہذہ ناقۃ اللہ وغیرہ میں ہے قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہے کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہے کہ عیسیٰؑ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاریٰ تین قول کفر کے کہتے ہیں کہ بیٹا یا ساتھی یا تین میں سے ایک تھا سب غلط و کفر ہے پس یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا اسواسطے فرمایا- فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اُسکے رسولونکو مانو اور تین مت کہو- یعنے جب تم نے حق بات جان لی تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولوں پر اور مت کہو ثلثہ- ای لا تقولوا الالٰہ ثلثۃ اللہ و عیسیٰ و امہ- یعنی مت کہو کہ تین الٰہ ہیں ایک اللہ اور دوسرا عیسیٰ اور تیسری اُسکی ماں- پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین الٰہ کہنے والوں کا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے وہ بھی رد ہوئے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آبرودار بندہ ہیں اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ میں اشارہ ہے کہ سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰؑ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے شریک و فرزند وغیرہ عیب سے پاک و منزہ ہے اور عیسیٰ اُسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہیں اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہے و قرآن برحق ہے یعنے ایمان کی سب باتوں پر اعتقاد کرو- اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو- اِنْتَهُوْا- عن ذلک آتوا- خَیْرًا لَّکُمْ- منہ وہو التوحید- باز رہو اس شرک تثلیث سے اور لاؤ اُس سے بہتر کو اپنے واسطے اور وہ توحید ہے یعنے توحید بجا لاؤ- اِنَّمَا اللّٰہُ- مبتدا- اِلٰہٌ- خبر- وَّاحِدٌ- تاکیدی صفت ہے یعنے اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہے- سُبْحٰنَہٗ- تنزیہا لہ عن- اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ- تنزیہ ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے اس بات سے کہ اُسکے واسطے فرزند ہووے- ف- جاننا چاہیے کہ نصاریٰ کے اقوال حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں بہت مختلف و بے انتظام اور نہایت حماقت آمیز ہیں چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت میں تین الٰہ کا قول مذکور ہے اور ایسے ہی آخر سورۂ مائدہ میں بقولہ و اذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین الآیہ- یعنے جب عیسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنالو- ۵- یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور اول سورہ میں کہا و لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح بن مریم الآیہ- و اللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح بن مریم ہے- ۵- قال ابن کثیرؒ اور نصاریٰ کی جہالت اس درجہ بے تمیزی کہ نہ انکا کوئی ضابطہ ہے اور نہ کفر کی حد ہے اُنکے فرقہ بہت ہیں اور مختلف رائیں و پریشان اقوال ہیں اور بعض متکلمین نے خوب کہا کہ یہ نوبت پہونچی ہے کہ اگر دس نصرانی جمع ہوں تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سائید بن بترک جو اُنکے علما میں سے ایک مشہور شخص تھا اور ۴۰۰ہجری کے حدود میں اسکندریہ میں تھا لکھتا ہے کہ نصاریٰ زمانہ شاہ قسطنطین کے عہد میں جمع ہوئے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر پچاس پچاس اور بیس بیس اور کم و بیش متفرق اقوال کہتے لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوئے تو اسی کو بادشاہ نے قوت دیکر جو اس فرقے نے بیان کیا اُسکے اقوال جمع کر کے قوانین و کتابیں بنائیں اور انکو لکھا ہے

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے آگاہ و خوب جاننے والا ہی جو صنع انہیں رکھی ہی اور جاری کی ہی وہ حکمت سے ہی پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہی اور گمراہی کے قابل کو گمراہی نصیب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے گمراہ نصرانیوں کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہوں پر حجت پوری ہو۔

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسے بیٹا

مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ

مریم کا رسول ہی اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہی اسکے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولوں کو

وَلَا تَقُولُوا۟ ثَلَٰثَةٌ ۚ ٱنتَهُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٌ

اور مت بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہی سو ایک معبود ہی اس لائق نہیں کہ اسکے اولاد ہو

لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ۝

اسی کا ہی جو کچھ آسمان و زمین میں ہی اور اللہ بس ہی کام بنانے والا

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ۔ ای اہل کتاب ف اے اہل انجیل لَا تَغْلُوا۟ ۔ ای لا تتجاوزوا الحد ۔ فِى دِينِكُمْ مت تجاوز کرو حد سے اپنے دین میں ف پس یہود خبیث تو عیسیٰ کو مع انکی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج دربارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبیح کلام کرتے ہیں۔ اور یہودی عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بتاتے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اور نصاری کو بڑھ چلنے میں غلو تھا کہ حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ بندگان خدا کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے روافض دربارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات لگاتے ہیں۔ اور آمین تنبیہ ہی کہ راہ مستقیم مانند الصراط کے بہت لطیف ملکی راہ باریک ہی اسمین افراط و تفریط دونوں سے گمراہی میں پڑ جاتا ہی چنانچہ انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کو ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھکر کہو اور شیطان تمکو نہ بہکاوے میں محمد بن عبد اللہ ہوں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول پس قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہیں ہی کہ جس منزلت و درجہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہی تم اس سے مجکو بڑھاؤ۔ رواہ احمد اور ابن عباسؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق میں اترا کر نہ بڑھ چلیو جیسے نصاری نے عیسیٰؑ کو بڑھایا میں بندہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہیو۔ رواہ احمد و البخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہی کہ قریب حضور وفات کے اس بارہ میں بہت تاکیدات فرمائیں حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاری پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاؑ کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ ھ۔ اور فرمایا کہ تم لوگ میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجپر درود پڑھیو جہاں ہو کہ تمہارا درود و سلام مجھے پہونچایا جائیگا تم چاہو جہاں ہو۔ ھ۔ اور نصاری نے یہاں تک کفر اختیار کیا کہ عیسیٰؑ کو درجہ نبوت سے الوہیت پر کہنے لگے بلکہ یہود کا بھی یہی حال عزیرؑ کے حق میں ہوا بلکہ دونوں فریق نے اپنے اپنے عالموں و درویشوں کی نسبت معصوم ہونیکا دعوی کرکے جو کچھ حق و باطل انہوں نے کہا اس کو آمنا و صدقنا کر لیا اور یہ پورا الکفر ہی کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ الآیۃ۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اسکو معبود جانتے تھے تو حق بات سے تجاوز نہ کرتے نہ کمی کیطرف نہ زیادتی کیطرف اسواسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے کچھ مت کہو ف یعنی قول حق کہو کہ اللہ عز و جل پاک ہی ہر طرح کی شرکت و شریک سے اور کوئی اسکا فرزند نہیں ہی نہ لڑکا نہ لڑکی نہ جورو وہ ہر عیب سے پاک ہی یہ چیزیں اسکی شان ہی سے نہیں اور یہی نہیں سکتی ہیں یہ لوگ عجیب بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ سے ہم مسلمان دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دلونکو ہدایت پر رکھے۔ لوگو عبرت سے دیکھو کہ یہ نصرانی جو دنیا کے کاموں میں چالاک و ہوشیار ہیں دین میں ایسے بیوقوف ہیں پس یقین رکھو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہی تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

رسول آچکا ٹھیک بات لیکر تمھارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمھارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہی جو کچھ ہے آسمان

وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

اور زمین میں اور اللہ سب خبر رکھتا ہی حکمت والا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے کے ساتھ ف باینطور کہ رسول برحق نے جسطرح ایمان لانیکو کہا اُسکو نہ مانا بلکہ رسول ہی کو نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالے ہی اور باوجود اس کفر کے ۔ وَصَدُّوا الناس ۔ اور روکا لوگونکو عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۔ راہ خدا سے ف یعنے دین اسلام مین داخل ہونیسے باینطور روکا کہ انھون نے صفت محمد صلعم کی جو توریت مین موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا اُسکو چھپایا بلکہ بدل ڈالا پس الذین سے یہود مراد ہین و حاصل آنکہ جنھون نے گمراہی اختیار کی اور لوگونکو گمراہ کیا ۔ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی مین بھٹکے ہین ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی مین بعید از حق ہوگئے پس ضلال و ظلم دونون جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا بقولہ ۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے سے ۔ وَظَلَمُوا ۔ اور ظلم کیا ف اللہ تعالے کے نبی صلعم کیساتھ باینطور کہ اُسکی صفت چھپائی یا لوگونکو روکا کہ انکو سچی صفت کے سوا تحریف کرکے بتلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہود یونسے کہا کہ نبوت اولاد ہارون و داؤد سے باہر نہوگی تو ایسے لوگونکا عذاب یہ کہ ۔ لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۔ تو اللہ تعالی کی شان نہین کہ اُنکو بخشے اور نہ انکو کسی راہ کی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہین دیے جاوینگے ۔ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے انکے لیے کوئی راہ نہین سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم مین پہونچاوے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر جمینگے تبتک اللہ تعالی نہین بخشیگا بلکہ جہنم مین پہونچا دیگا خَالِدِينَ فِيهَا مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا ۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو انکے لیے اسمین رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا أَبَدًا ۔ تاکید خلود ہی اور تصریح ہی کہ خلود کے معنی یہان مدت دراز تک رہنے کے نہین بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہین اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثناء منقطع ہی یعنے لیکن جہنم کا راستہ انکو دیگا ۔ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۔ اور یہ سب اللہ تعالے پر آسان ہی ف یعنے اللہ تعالی کے نزدیک یہ کچھ چیز نہین ہی وہ جو چاہے کرے ۔ پس کوئی عاقل اُسکو روا نہین رکھیگا کہ موت پر اسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلاً و نقلاً راہ نیک بتاتا ہی اور اپنے نفس بداخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب مین گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ای اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہ نیکے تعریض فرمائی اور مشرکین مکہ کو خطاب کیا مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاری وغیرہ سب خلق کو شامل ہی اور ابن عباس سے مروی ہی کہ یا ایہا الناس قرآن مین اہل مکہ کو خطاب ہی کہ ۔ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ ۔ آچکا تمھارے پاس یہ رسول مکرم تمھارے رب کیطرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہی اللہ کیطرف سے ۔ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم ۔ پس ایمان لاؤ اُسپر اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف كَذَا قَالَ الْخَلِيلُ وَسِيبَوَيْهِ یا فآمنوا یکن خیرا لکم ۔ ایمان لاؤ تمھارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اُس کفر سے جسمین تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان مین اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہی پھر تمھارے گمان سے بھی تمھارا ایمان لانا بہتر ہی ۔ وَإِن تَكْفُرُوا ۔ اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالے بے پرواہ غنی ہی تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہین بگاڑوگے ۔ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانون مین ہی اور جو کچھ زمین مین ہی سب اللہ تعالے ہی کا ہی ف اُسی کی ملک ہی اُسی کے مخلوق ہین اُسیکے غلام بندے و باندیان ہین پس تمھارا کفر کرنا اُسکی سلطنت کو کچھ مضر نہین ہی ۔ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا بخلقہ ۔ حَكِيمًا فی صنعہ بہم ۔

نثر ہر ایک شخص اُنکی خوبیونسے آگاہ نہین ہوتا مگر وہی جو نظم کے قواعد و خوبی و نثر کے فنون سے آگاہ ہو مثل مشہور ہے کہ جوہر کو جوہری ہی جانتا ہے پس اسقدر اس اعجاز مین خفا رکھنا رحمۃ للعالمین کے مناسب ہے کیونکہ اتنا بھی خفا اگر نہوتا تو ظہور مین پردرنگی موجب غضب بدانجامی سترد کیلیے ہوتا اور معلوم ہے کہ عرب سے جز اسلام و توحید اور کچھ جزیہ وغیرہ قبول نہین ہے فافہم - اہل عرب مین سے باوجود انکی لڑائی و جنگ جدال عداوت رہتا تکے اُنکے فصیح و بلیغ معروف و مشہور شعرا و نثار ونسے کلام مجید و معجز حمید کے حق مین بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہین اگرچہ ایمانکے طور پر اُنھون نے نہین سراہا کیونکہ اسمین اُنکے تبونکی مذمت ہے مگر یہ کہنا کہ ایسا کلام آدمی کی مجال نہین اور یہ کلام کسی جن کا ہے اور اسکے مقابلے مین قلم توڑ دیا یہ سب اُسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہین اور بہتیرے مسلمان ہوگئے اور بعض اعرابی نے کہا کہ سجدت لفصاحۃ ہذا الکلام - مین نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا پس عاقل جانتا ہے کہ جن کی کیا مجال ہے جو ایسا کلام لاوے اور اعرابی کو چاہیے کہ اس کلام کے کہنے والیکو سجدہ کرے - اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت و بلاغت مین کتابین لکھی ہین بایں معنی کہ اسقدر کمالات اس سے ظاہر ہوے اور دلمین اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہے اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہین پس اس زمانہ مین جو بعضے کافر و مشرک اس سے تردد ظاہر کرتے اور جاہل مسلمان اُنکی باتونسے شک مین پڑتے ہین اسکا منشا حماقت و جہالت ہے زبردست فصحاے عرب جنکی نظم و نثر موتیون تولی جاتی تھی اور موجود ہی جب اُنھون نے اسکے مقابلے مین اپنا کان پکڑا اور سوائے تعریف و تحسین کے مجال نہوئی تو اس زمانہ کے بیوقوف جاہل بے تمیز ونکو کیا مجال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عرب والے سخت دشمن تھے اگر کچھ بھی گنجایش پاتے یا کوئی بات بدکی ہوتی تو شیطانکی طرح زمانہ مین مشہور ہوجاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود و نصاریٰ کا کسنے ہاتھ پکڑا تھا لیکن سوائے یہود کے اہل عرب مین زمانۂ کفر مین بھی یابت بایں معنی موجود تھی کہ معاملات مین سچائی کا برتاؤ رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہان تو یہود یونکی بھی زبان بند تھی یہ نہین کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہے بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لانیمین عداوت کرکے بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص کو پہونچائی اس حماقت کو دیکھو اسکا رد ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہے بذریعہ اس قرآنکے کہ جو تجپر نازل فرمایا ہے - **اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ** - درحالیکہ اللہ تعالیٰ نے اُتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنے درحالیکہ وہ تعالیٰ اسکا عالم ہے تو سزاوار نبوت و وحی ہے یا یہ مراد ہے کہ اپنے علوم کیساتھ نازل کیا یعنے اسمین اسکا علم موجود ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ اُسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم و اخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہین لا سکتا - **وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ** - لک ایضا - یعنے ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہین ف فقط جبرئیل علیہ السلام نہین بلکہ میکائیل و اسرافیل وغیرہ سب گواہ ہین **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہے کہ یہ لوگ کافر جو چاہتے ہین کہ بے تامل و غور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان لین چنانچہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اُتار لانیکو اُنکے سامنے مانگتے ہین تو اُسکے واسطے نور و صفاے تام چاہیے اور یہ فقط فرشتونکو حاصل ہے آدمی کو تو ابتدا مین یہ نہین ہوتا پس اگر نظر صحیح سے غور کرین جیسے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لین **قال المترجم** اس تنبیہ کا نفع سوائے تعنت و عناد والونکے اور ونکی طرف عاید ہے - **وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا** - علی ذلک - یعنے اللہ تعالیٰ کا شاہد ہونا اسپر کافی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

جو لوگ منکر ہوے اور انکے اللہ کی راہ سے بھول کر وہ دور پڑے ہین جو لوگ

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ

منکر ہوے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہین اُنکو اور نہ اُنکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ

پڑے رہین اُسمین ہمیشہ اور یہ اللہ پر ہے آسان ہے لوگو تم پاس

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ بَعْدَ - ارسال۔ الرُّسُلِ الیہم۔ بعد اسکے کہ رسولونکو انکی طرف ارسال فرمادیا ف حاصل معنی یہ کہ تاکہ بعد اسکے بندون
کافرونکو کوئی عذر نہو بانیطور کہین کہ ای پروردگار کیون نہین تونے ہمپر کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے اور مومنین سے ہوجاتے جیسا کہ
کلام مجید مین دوسرے مقام پر مصرح ہی پس بہتیرے رسول انکے عذر قطع کرنیکو بھیجدیے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ اللہ غالب ہی اور دانا ف یعنے
مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہی ف فی العرائس قولہ انا اوحینا۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے حق مین تسلی و تثبیت ہی اور
زیادت قرب محبت کی عبرت ہی قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ انبیاء کے درمیان مین سے موسیٰ کو خطاب خاص بلا واسطہ سے تخصیص دی اور حضرت موسیٰ نے ایک گونہ
مبادرت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حق تعالے نے انکو خطاب سنانے مین متوقف رکھا اور دیدار خالص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو انکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ او تعالیٰ نے چشم سر اور چشم قلب سے بمشاہدہ و بمعاینہ ظاہر و باطن
دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلاواسطہ و بلا حجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای الاٰیۃ۔ مترجم کہتا ہی کہ
صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جیسا شیخ نے لکھا ہی اور اول آیت بلا تکلف مثبت مدعا ہی اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک آنحضرت
صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم۔ اور جب اللہ تعالے کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہی بمعنے آنکہ ازل سے اسکے مقدر مین ہوتا ہی تو اپنی طرف سے اسکو
ایک قوت سننے کی دیتا ہی جس سے وہ سنتا ہی کما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو بکرر گذر چکی ہی او تعالے نے اپنا
کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نہ تھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس و النفاس کے سمجھ سے بالا ہی اور روایت ازلی مین
رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ط

لیکن اللہ گواہی دیتا ہی اسکی جو اسنے تیری طرف نازل کیا اسکو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ اتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور کافی ہے اللہ تعالے کے گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کیونکر پاتے ہو۔ پس انھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تب نازل
ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ لیکن اللہ تعالے تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہی ف کیونکہ شہادت کے معنے
ظاہر کرنا امر خفی کا یا انکار کیے ہوے کا پھر یہ شان نزول جو شیخ مفسر رح نے ذکر کیا ہی اسکو حافظ ابن کثیر رح نے ابن عباس رض سے بروایت محمد بن اسحاق وارد
کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگون پر رد ہی جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے
تو فرمایا لکن اللہ یشہد۔ اور قریب اسکے بیضاوی رح نے کہا کہ یہ استدراک از مفہوم ما قبل ہی گویا بات یہ ہوئی کہ ہرگاہ انھون نے آسمان سے اپنے اوپر کتاب
نازل کرنیکے سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الاٰیۃ۔ سے انپر حجت کیگئی کہ طریقۂ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہی جیسا کہ نوح و دیگر انبیاء
علیہم السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللہ تعالے شاہد ہوتا ہی اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللہ تعالے اسکو خوب ظاہر و
ثابت فرماتا ہی۔ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ۔ من القرآن المعجز۔ یعنے مبین و ظاہر فرمایا ہی تیری نبوت کو قرآن سے جو جن و انسانکو اپنے مثل فصاحت بلاغت و اخبار
غیب کو لانے سے عاجز کرنیوالا ہی پس مدعی کیطرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ سچا ہی۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام تام ہی ولیکن اعجاز قرآن جو معجزۂ عظیم
ہی دو جہت کر دیا کہ عارف زبان ہو وا انپر واضح و ظاہر ہی اور غیر زبان والونپر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے مخفی ہی اور یہ حالت کلیہ ہی چنانچہ شعر و اشعار و نظم و

اسیقدر کہ بولنا مقصود ہو۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ صحف موسیٰ کیا تھے فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ
خوش ہوتا ہی عجب اُس سے جو تقدیر کو مانتا ہی پھر کوشش کرنے پر آمادہ ہو کر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا
ہی عجب اُس سے جو عاقبت مین کل کے روز حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی۔ مین نے کہا یارسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح
و عبرت مین سے ہی جو ابراہیم و موسیٰ پر اُترے تھے۔ فرمایا ہان پڑھا اُسکو قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر و ابقی ان ہذا لفی الصحف
الاولی صحف ابراہیم و موسی۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ مین تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہی سب کام
کا سر ہی۔ مین نے کہا کہ کچھ زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کر لے کہ تیرے لیے آسمان مین ذکر اور زمین مین نور ہی۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا
کہ بہت ہنسی سے بچا رہ کہ دلکو مارتی اور چہرہ کا نور کھوتی ہی۔ مین نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کر لے کہ میری اُمت کی رہبانیت یہی ہی۔ مین نے کہا
اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات مین بول کیونکہ خاموشی شیطانکو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی۔ مین نے کہا کچھ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ اپنے
سے نیچے کو دیکھ اور اوپر کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور
انکے ساتھ بیٹھا کر یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اُس سے نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیون سے میل رکھ اگرچہ تجھے الگ کرین۔ مین نے کہا
کہ اور زائد۔ فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالی کے معاملہ مین کسی کی ملامت سے مت ڈر پھر میرے سینہ پر
ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مانند تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مانند خوش خلقی کے ہکذا اوردہ ابن کثیر بطولہ
و قد رواہ ابو حاتم معلما بالصحۃ وغیرہ و تکلم فیہ ابن الجوزی من اجل ابراہیم بن ہاشم الراوی الذی تکلم فیہ غیر واحد من ائمۃ الجرح والتعدیل و قد وقع عدد الانبیاء زہاء من
الف الف فی روایۃ احمد وغیرہ و صححہ ابن حبان و الحاکم یعنے ابن کثیر نے جو روایت وارد کی اُسمین ابن الجوزی نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور
روایت امام احمد مین تعداد انبیاء قریباً ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان و حاکم نے صحیح کہا ہی۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى۔ بلا واسطہ تَكْلِيْمًا۔ یعنے
اللہ تعالی نے کلام کیا موسیٰ سے بدون کسی واسطہ کے کلام کرنا اور معنے یہ کہ اللہ تعالی نے سُننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰ نے کلام باری
تعالی کو سُنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسر نے بلا واسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کر دی جو نفس کلام سے محاورہ جاننے والے
کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازاً ہو چنانچہ فراءؒ نے کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہونچ جاوے کسی طریق سے ہو
کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور نحاسؒ نے فرمایا کہ نحویون نے اس پر اجماع
کیا ہی کہ جب فعل کو اُسکے مصدر سے مؤکد کیا جاوے تو وہ مجاز نہ ہوگا۔ یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے درخت وغیرہ کسی چیز مین کلام
پیدا کیا تھا اس سے موسیٰ نے سنا تھا۔ اور بعض کم بختون نے اعراب مین تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب سے پڑھا اور موسیٰ کو کلم کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰ نے
اللہ سے کلام کیا حالانکہ اس صورت مین قراءۃ متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعاً مردود ہی بدلیل قولہ تعالے
ولما جاء موسی لمیقاتنا و کلمہ ربہ۔ کیونکہ اسمین خواہ مخواہ ربہ فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰ کی کیفیت وغیرہ
مین عجیب غلط ملط قصے روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ۔ ہمنے یہ رسول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اُسکو ثواب کی
خوشخبری سنانیوالے۔ وَمُنْذِرِيْنَ اور جو کفر کرے اُسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین۔ لِئَلَّا يَكُوْنَ ای ارسلناہم لئلا یکون۔ لِلنَّاسِ۔
یعنے بھیجا ہمنے ان رسولونکو تاکہ نہووے بندونکے لیے۔ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ۔ اللہ تعالے پر کوئی حجت یعنے گفتگو و عذر۔ اسواسطے حجت یعنے دلیل
سے دوسرے پر غلبہ کرنا تو یہان بن ہی نہین سکتا اور یہ عذر دفع کرنا بھی محض اللہ تعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوئے تاکہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

اسباط پر اور عیسیٰؑ و ایوبؑ و یونسؑ و ہارونؑ و سلیمانؑ پر اور ہمنے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء مین سے اکثر وہ ہین جنکی نبوت کو یہودی مانتے ہین تو انکو وحی آتی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف و مشہور ہے پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہین کہ بعد موسےؑ کے کسی کو وحی نہین ہوئی ہے حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہے اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ **وَرُسُلًا** ۔ ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولون کو۔ **قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** جنکا حال ہمنے تجپر وحی مین پہلے بیان کیا اور ایسے رسولون کو جنکا حال تجپر بیان نہین کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید مین مذکور ہین اُنکے سوا اور بھی رسول اللہ تعالیٰ نے بھیجے لیکن اُنکی تعداد و نام وغیرہ معلوم ہونے مین کوئی نقص نہین جیسے معلوم ہونین سوائے ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہین ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے سوائے چند انبیاء کے جنکے بیان احوال مین جامع خوبیان درج ہین اور اسیقدر مین کفایت ہوگئی باقیونکو ذکر نہین فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدمؑ۔ ادریسؑ۔ نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیسعؑ۔ ذکریاؑ۔ عیسیٰؑ۔ یحییٰؑ۔ اور اکثرون کے نزدیک ذو الکفلؑ۔ اور سب کے سردار محمد صلعم **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور کہا گیا کہ ایوبؑ و الیاسؑ اور سورۂ قصص مین سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے پھر جنکو نہین ذکر کیا اُسمین روایات ہین قال المفسر مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جسمین سے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی لوگون سے تھے یہ **جلال الدین محلی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ غافر مین لکھا ہے **قال المترجم** اور **مفسر سیوطیؒ** نے جوامع مین اسپر تفصیل کی ہے وقد رواہ الحاکم و ابویعلی عن انسؓ مرفوعا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلعم نذکر نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لاباس بہ رجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ ولا جرح واللہ اعلم۔ یعنی **ابن کثیرؒ** نے اپنے **شیخ ذہبیؒ** کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل مین چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقی قومون مین چار ہزار بھیجے۔ اسکی اسناد مین سب ثقہ مشہور ہین سوائے احمد بن طارق کے مین اُنکے بارہ مین کچھ واقف نہین ہون پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین الآجری اروی کہ ابوذرؓ نے کہا کہ مین مسجد مین گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس مین آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اسمین مذکور ہے کہ پھر مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوئے ہین فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مین نے کہا اسمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہین۔ مین نے کہا کہ پہلا کون ہے فرمایا کہ آدمؑ مین نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہان اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُسمین اپنی روح پھونکی اور برابر کیا پھر فرمایا کہ ای ابوذرؓ انمین سے چار سریانی تھے آدمؑ و شیثؑ و خنوخؑ یعنے ادریسؑ جسنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوحؑ اور چار عرب سے تھے ہودؑ و شعیبؑ و صالحؑ و تمھارا نبی اے ابوذر اور فرمایا کہ ای ابوذر اول الانبیاء بنی اسرائیل مین موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ تھا اور اول الرسل آدمؑ اور آخری محمد صلعم ہے۔ مین نے کہا یا رسول اللہ کتنی کتابین اللہ تعالیٰ نے اتارین فرمایا کہ ایکسو چار پس شیثؑ پر پچاس صحیفے اور خنوخؑ پر تیس اور ابراہیمؑ پر دس اور موسیٰؑ پر قبل توریت کے دس صحیفے اور توریت و انجیل و زبور و فرقان چار کتابین بھیجین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم مین کیا تھا فرمایا کہ یون کہ ای مغرور و مسلط و مبتلی مین نے تجھے اسطرح نہین مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کہ مین مظلوم کی دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہین کرتا ہون۔ اور اسمین نصائح ہین کہ عاقل پر واجب ہے کہ اُسکی چند ساعتین ہون ایک ساعت مین اپنے پروردگار سے مناجات کرے اور ایک ساعت مین اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت مین اللہ تعالیٰ کی صنعت مین فکر کرے اور ایک ساعت مین اپنے کھانے پینے ضروری حاجات کے واسطے فراغت کرلے اور عاقل پر واجب ہے مشغول تجپر نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش محنت کرے یا حلال لذت اُٹھاوے و عاقل پر واجب ہے کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو کام مین شمار کیا وہ کم بولیگا

ویؤتون الزکوٰۃ کو اجر عظیم کا وعدہ ہوا وہ جنت ہے ف قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنے وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہین اللہ تعالےٰ کے خطاب خاص سُننے مین بدون اسکے کہ اُنکے نفس معارضہ کرنے پاوین اور انکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسۂ شیطانی سے تمیز کرتے اور پہچانتے ہین اور لمۂ ملکی اور لمۂ نفسی شیطانی مین فرق جانتے ہین بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو بنور خطاب الٰہی جان لیتے ہین اور ہر خطاب کا موقع پہچانتے ہین انکا علم لدنی ہے اور اُنکی زبان الہامی ہے اور قلب عرشی ہے اور روح ملکوتی ہے اور اُنکے اسرار باطنہ مین علوم مجہول بھرے ہین اور باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہین اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ راسخین فی العلم وہ عالم باللہ و عالم بامر اللہ تعالےٰ ہین جو ہر حال مین سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہین اُس سے تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ ہین جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہین اُسکے حدود سے کسی رخصت و تاویل کے ساتھ تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا جو برہان سے حقائق بیان تک پہونچتے ہین۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیون کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمٰعیل کو

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا

اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسےٰ کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داؤد کو زبور۔ اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہین سُنایا

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ

تجھکو اور باتین کین اللہ نے موسےٰ سے بول کر کتے رسول خوشی اور ڈر سُنانے والے تا نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ دو یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہین جانتے کہ موسیٰؑ کے بعد اللہ تعالےٰ نے کسی بشر پر کچھ اتارا تو اسی بارہ مین اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ یہ بھی تشبیہ ہے۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔ یعنے حضرت ابراہیم کے دونون بیٹے جنمین سے اسمٰعیل بڑے تھے وَيَعْقُوْبَ۔ یعنے اسحٰق کے بیٹے۔ وَالْاَسْبَاطِ۔ اولادہ۔ یعنے یعقوبؑ کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوبؑ کی اولاد مین سبط و اسباط کا لفظ ایسا ہی بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمٰعیل مین قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ۔ اباہ۔ یعنے سلیمانؑ کے باپ کو زَبُوْرًا۔ زبور بالفتح جمہور کی قراۃ ہے اور یہ نام اُس کتاب آسمانی کا ہے جو داؤدؑ کو ملی تھی اور اُسمین اخلاق و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا پھر انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہے اور حمزہ کی قراۃ مین زبور بالضم ہے پس وہ مصدر ہے بمعنے مفعول ای مزبور ہے اور معنے اُسکے مکتوب ہین الحاصل ای محمد ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوحؑ پر اور اُنکے بعد والے انبیاء پر اور جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیمؑ پر اور اُنکے دونون بیٹے اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ پر اور اسحٰقؑ کے بیٹے یعقوبؑ پر اور یعقوبؑ کی اولاد

ایک جماعت کی قراءۃ مین والمقیمون الصلوۃ ہی پس ماقبل پر عطف ہی اور ایسا ہی مصحف ابن مسعود مین ہی ولیکن جمہور کی قراءۃ مین والمقیمین بنصب ہے اور
یہی مصحف ابی بن کعب مین ہی اور ابن جریر نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ مین یون ہی ہی اور جسنے اسکو کاتب کا سہو شمار کیا اُسکا قول مردود ہی اور یہی قراءت
صحیح ہی پھر اعراب نصب اُسکو بنا برآنکہ منصوب علی المدح ہی ای وامدح المقیمین الصلوۃ اور مدح کرتا ہون ان لوگونکی جو نماز ٹھیک کرتے ہین جیسے قولہ تعالے و
الموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی الباساء الآیۃ مین آیا ہی اور یہ وجہ اعراب راجح ہی اور ابن جریر نے کہا کہ کلام عرب مین ایسا شائع ہی اور ابن جریر نے
اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہین اور ابن کثیر نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیا مراد ہین یعنے ایمان لاتے ہین بما انزل الیک وما
انزل من قبلک انبیا پر اور یہ وجہ ہی اور اخفش نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبرد نے بتوجیہ وجیہ اُسکو رد کردیا ہی اور جاننا چاہیے کہ عائشہؓ سے مروی ہی کہ
اُنسے جب المقیمین الصلوۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہی پوشیدہ نہین کہ ابوعبید وغیرہ نے ایسے آثار کو اخراج کیا اور ایک ٹکڑا
مفسر جلال نے مقدمۂ اتقان مین نقل کیا ہی ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہی بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن بلا علت جزماً غیر
مقبول ہی اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہی کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ مین اسمین کچھ لحن دیکھتا ہون جسکو عرب اپنی زبان مین درست کرینگے
تب کہا گیا کہ آپ کیون نہین بنا دیتے ہین تو کہا کہ چھوڑ دو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہین ہوا جاتا ہی یہ روایت بھی غیر مقبول ہی اور ابن الانباری
نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہین ہی اور مفسر نے متعدد طرق سے مقدمہ مین نقل کرکے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہی لیکن یہ طرق و روایات سب اسی طرح
سے ہین جنکا محفوظ و غیر معلول ہونا ثابت نہین ہوا اور ابن الانباری نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف مین دیکھتے
اور اُسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑ دیتے اور علاوہ برین قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ صحابہ متقنین نے
مجتمع ہوکر جمع کیا اور انھین سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ برین دقائق خط مصحف اور اسکی تبیین جیسا کہ مفسر نے مقدمۂ اتقان مین لکھا
ہی صحابہؓ کو ید طولیٰ تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ سب سے صحیح یہ بات ہی کہ قرآن مجید اُنسے متواتر منقول ہی اور یہ روایات آحاد شاذ منفرد ہین تو بھلا متواتر
کے مقابلہ مین کہین ایسی روایت پر التفات ہوسکتا ہی کہ نہین معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا اور روایت کردیا۔ اور زمخشری رح
نے کشاف مین لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط مین لحن واقع ہوا اسکی بات قابل التفات نہین ہی ہان ایسے بعض لوگون نے اسطرف التفات
کیا ہی جنھون نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہین ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب اور اُنکی بول چال کے طریقون سے آگاہی ہی اور نہ اُنکو نصب بمدح
و اختصاص کی خوبیان جس سے کلام مین تفنن تمام حاصل ہوتا ہی کچھ خبر ہی حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہی جسکو سیبویہ نے مثالون و شواہد سے خوبصورت
ذکر فرمایا ہی اور یہ بات اُنپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عزوجل مین ایسا رخنہ
چھوڑ جاتے جسکو پچھلے نادان لوگ جنکو مذاق عرب مین اسقدر دستگاہ نہین ہی بند کرین حالانکہ یہ لوگ تو سیکھی زبان سے اپنے کو اُنمین ملاتے ہین انتہی کلامہ
اور یہ تقریر بہت جید ہی اور بک بک کرنا فضول ہی مرد دیندار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہی اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو و تفسیر نے ارجح قرار
دیا ہی اور نماز کو قائم رکھنا اعلیٰ و اشرف و بہت قابل مدح ہی اور یہ ایک رکن قریب باصل اعتقاد ہی پس اللہ تعالے نے ایک اعراب سے بتلا دیا کہ مین اُن بندونکی
مدح کرتا ہون جو نماز ٹھیک رکھتے ہین۔ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ۔ اور ایسے بندونکی مدح ہی جو زکوۃ دیتے ہین۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ اور اُن بندونکی بھی مدح فرمائی ہی جو اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لاتے ہین۔ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ ۔ بنون اکثر کی قراءۃ
ہی اور سیؤتیہم بالیا حمزہ کی قراءۃ ہی۔ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ ایسے بندونکو ہم (اللہ تعالے) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہی اور راوی نے اُنکا اس اجر عظیم
مین سے جنت بھی ہی مگر مفسر نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود و کافرون کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہی پس راسخون و مومنون و مقیمون الصلوۃ

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
قائم رہنے والونکو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو ہم دینگے

اَجْرًا عَظِيْمًا ع
بڑا ثواب

فَبِظُلْمٍ - ای لسبب ظلم یعنے لسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر ہونے پر - مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا - ہم الیہود - ان لوگون کیطرف سے جو یہود ہوے اور وہ یہودی ہین - حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ
ہم نے حرام کردین اُنپر وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ مین مذکور ہین - واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ یہود پر اللہ تعالےٰ نے طیبات کو اُنکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا اور رہی تفصیل تو واحدی نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر اور کیونکر اور کب ہوتی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور خازن نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہر اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالےٰ نے اجراء تقدیر اُنپر اسطرح کی کہ اُنھون نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل و تحریف و تبدیل کی جس سے اشیاے حلال اُنپر حرام ہو گئین پس اللہ تعالےٰ کے شکنجہ مین کھینچ دینے سے اُنھون نے اپنے اوپر سختی کر کے بہت چیزین حرام کر لین - اور کبھی شرعی بمعنے اُنکہ اللہ تعالےٰ نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے حلال تھین سوا اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کر لی تھین حرام کر دین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ - اور باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوح و ابراہیم سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گزر چکا پھر بظلم پر عطف کیا قولہ - وَبِصَدِّهِمْ - الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - دینہ صدا - كَثِيْرًا - اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیوں پر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع اُنھین یہودیونکے فسق و فجور ہین اول سبب یہ کہ اُنھون نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالےٰ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ - اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالےٰ - وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ - اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ مراد کہ معاملات کے فیصلہ کرنے مین رشوت لیکر ناحق حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا - وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا - اور ہمنے ان کافرون کے لیے عذاب الیم مہیا کیا ہے ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلام کے تو انکا استدراک فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ - لیکن وہ مستثنی ہین جو اُنمین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبد اللہ بن سلام حضرت ابن عباس نے فرمایا عبد اللہ بن سلام وثعلبہ بن سعید و زید بن سعید و اسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوے اور محمد صلعم و قرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن الراسخون فی العلم - اور رسوخ فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہر - وَالْمُؤْمِنُوْنَ - المہاجرون والانصار یعنے مومنون سے مراد مہاجرین و انصار ہین جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب از سابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے لیکن وہ اہل کتاب ہین سے ایکنام سے معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین و انصار يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - تو یہ سب یقین مانتے ہین جو تجپر اُترا اور جو تجسے پہلے اُترا - وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

یعنی ابی العاص وجابر وابی امامہ وابن مسعود وعبد اللہ بن عمرو وسمرہ بن جندب والنواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم یعنے دجال کے بارہ مین ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی حادیث سے اور اُنکے ساتھ مجمع بن جاریہ وابو سریحہ کی حدیث سے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارہ مشرقی پر اُترینگے مترجم کہتا ہے کہ اول نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھاوینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؓ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے چلین گے۔ شیخؒ نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۱۴۱ھ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکست ہوجا پیسے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا اس سے گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسے علیہ السلام کا محل نزول ہوگا مترجم کہتا ہے کہ یہ عجیب عجیب نہ ہے بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارہ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عز وجل دیکھو کہ منارہ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دُکان تھی اتفاق سے بارود اُڑی تو وہ منارہ گر گیا پس یہودی نے اپنی جان ومال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنایا اور حضور سلطان مین ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوا اور دمشق کے مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اُسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تو نے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجاے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنادیا تاکہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو روپیہ دیدیا گیا لیکن علماےؒ نے فتوی دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تحقیق ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہے جسپر عیسیٰؑ اُترینگے الحمد للہ رب العلمین۔ پھر ابن کثیرؒ نے محل نزول عیسیٰؑ اور اُنکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اوپر حدیث ابو ہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس برس ٹھہرینگے پھر وفات پاوینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبد اللہ بن عمرو مین ہے کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہے کہ قبل اُٹھائے جانے اور بعد اُتارے جانیکے اُنکی مجموع اقامت یہین ہے کیونکہ صحیح قول مین وہ تینتیس ۳۳ برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین میلاد عیسیٰ تینتیس ۳۳ برس مذکور ہین اور ابن عساکر نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو پچاس برس کی عمر مین اور حاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت و اُٹھایا جانا حکایت کیا ہے وہ قول شاذ غریب بعید ہے اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ جلالؒ نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو ابن کثیرؒ نے صحیح کہا ہے اختیار کیا اور مترجم نے آل عمران مین ولادت عیسیٰ و اُٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسے انی متوفیک ورافعک الی الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہے اور ابن عساکر نے تاریخ مین بعض سلف سے حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے۔ قلت الیسا ہی دیگر محدثین نے بھی اسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ حجرہ مبارک مین ایک جگہ خالی ہے

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ

سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین اُنپر کئی پاک چیزین جو اُنکو حلال تھین اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ

اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ

سے اور اُنکے سود لینے پر اور اُنکو اس سے منع ہوچکا ہے اور لوگون کے مال کھانے پر

بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

ناحق اور تیار رکھی ہے ہمنے انہین منکرون کے واسطے دُکھ کی مار لیکن جو ثابت ہین علم پر

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ

اُنمین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اُترا تجھپر اور جو اُترا تجھسے پہلے اور آفرین نماز پر

چلے جاوینگے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اسوقت مین بہت تھوڑے ہونگے اور اسمین سے بھی بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور انکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور
وہ انکو صبح کی نماز پڑھانیکو آگے بڑھا ہوگا کہ اسیوقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتارا جاویگا پس یہ امام مذکور الٹے پائون پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰؑ امامت کرے پس عیسیٰؑ
اپنا ہاتھ اسکے کندھونکے درمیان رکھکر فرماویگا کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہے پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام
کے عیسیٰؑ فرمائیگا کہ دروازہ کھولو پس کھولا جائیگا اور باہر کو دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار رو پہلی جڑاؤ تلوارون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود اپنی آنکھ
سے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھیگا تو پانی مین نمک کیطرح پگھلنے لگیگا اور بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسیٰؑ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہے تو
اس سے بچ نہین سکتا پس مشرقی دروازہ لُد پر اسکو جا لیگا اور قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی
جسکی آڑ مین یہودی مردود پوشیدہ ہو کر اُنکا او تعالیٰ اسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ
یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آکر اسکو قتل کر دے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہے وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے
سب دن چالیس ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰؑ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشۂ
انگور سے ایک انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہے کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو اسمین کھانے پینے کی
تکلیف پہونچیگی اور اللہ تعالیٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال
اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا
پس ایک قطرہ نہ برسیگا اور زمین کو حکم دیگا۔ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اُگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر بچینگے جنکو اللہ
تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام
دیگی رواہ ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابو الحسن الطنافسیؒ سے سنا کہ مین نے عبد الرحمن محاربی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو مکتب مین دیدی
جاوے کہ لڑکونکو پڑھا دیا کرین **قال ابن کثیر** یہ حدیث غریب ہے اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی
اور اسمین بھی شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہے وفیہ ایضاً۔ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس دن تک کہ
ایک دن اسکا مانند ایک سال کے اور ایک دن زمانہ ایک ماہ کے اور ایک دن زمانہ ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمہارے ایام کے ہونگے۔ ہمنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہے اسمین ہمکو ایک دن کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کرنا یعنے بقدر ایک شب و روز
کے پانچ نمازین پڑھنا (**مترجم** کہتا ہے کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہے وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم والبحث فی عین الہدایہ) ہمنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اسکی جلدی و تیزی کیونکر ہے فرمایا مانند بادل کے جسکو ہوا اُڑا لیجاتی ہے الحدیث پھر اسمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال بارش و پیداوار وغیرہ
کا مانند حدیث بالا بیان کیا اور اس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اٹھینگے اس حال مین کہ انکے مالو نمین سے انکے ہاتھ کچھ نہ ہوگا **مترجم**
کہتا ہے کہ ظاہر (بربادی) سے اوپر کی حدیث مین یہی مراد ہے کہ انکے مال تلف ہو جاوینگے پھر اسمین بیان ہے کہ دجال کے حکم سے اجڑے ہوئے مقامونکے خزانے
شہد کی مکھیونکی طرح اسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہونگے۔ اور اسمین مذکور ہے کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازؤنپر ہاتھ رکھے اترینگے۔ اور اسمین
ہے جو کافر انکی سانس کی خوشبو پاویگا مر جاویگا کہ اسکو یہ خوشبو حلال نہین ہے اور انکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک انکی نظر پہونچیگی پھر اسمین خروج
یاجوج و ماجوج کا قصہ مذکور ہے پھر زمین و نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو
باب لُد پر قتل کرینگے رواہ الترمذی واحمد وغیرہ وقال الترمذی حدیث صحیح وفی الباب عن عمرانؓ بن حصین وابی برزہ وحذیفہؓ بن اسید وابی ہریرہؓ وکیسان وعثمانؓ

كذا فيها رواه احمد وابن ماجه عن ابن مسعود دفعه مسلمانونکے تین شہر ہوجاوینگے ایک شہر دو دریاؤنکے ملان پر اور ایک حیرہ مین اور ایک شام مین۔ دجال کے ساتھ
ستر ہزار تاجدار بلکہ اکثر یہودی و عورتین ہونگی۔ لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف پہونچیگی نماز فجر کیوقت عیسیٰ علیہ السلام آوینگے پس کہینگے کہ اسی امت مین
سے بعضے بعضونپر امیر رہینگے پس انکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ حربہ لیکر دجال کیطرف جاوینگے اور قتل کرینگے كذا فيها رواه احمد عن
عثمان بن ابی العاص و روا ابو امامہ باہلی رضہ سے عبد الرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعاً آنکہ حضرت ابو امامہ رضہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہمکو خطبہ سنایا پس اسمین زیادہ
بیان دجال کا تھا جس سے ہمکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین کے فتنون مین سے فتنہ دجال سے بڑھکر کوئی
فتنہ نہین اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیاء سے آخر ہون اور تم سب سے آخری امت ہو تولامحالہ وہ
تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھاری پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے
حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے اور جان رکھو کہ دجال مردود شام و عراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور دائین بائین پامال کریگا
اے لوگو اے بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اسکی پہچان ایسی صاف بتلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین بیان کی ہے یا نیطور کہ وہ
پہلے ظاہر ہوتے ہی دعویٰ کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہے پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون سو یاد رکھو کہ تم
اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مرو یعنے وہ جھوٹا ہے اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہے اور اس خبیث کی دونون آنکھون کے بیچ مین کافر لکھا ہے
جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھ لیگا اور اسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی سو اسکی دوزخ تو جنت ہے اور اسکی جنت
دوزخ ہے پس جو اسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور سورہ کہف کے شروع کا رکوع پڑھے تو وہ آگ اسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجائیگی جیسے
ابراہیم پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اسکے فتنہ سے یہ بھی ہے کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوئے ماں باپ کو جلوا دون تب تو گواہی دیگا
کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان میرے بیٹے تو اسکی پیروی کر یہ تیرا پروردگار ہے
اور اسکے فتنہ سے یہ ہے کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر دیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر
بھی وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا پروردگار کوئی اور ہے پھر اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کر دیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار کون ہے وہ فرمویگا میرا پروردگار
میرا اللہ عزوجل ہے اور تو اے دشمن خدا کے دجال ہے اور قسم اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلے نہ تھی
(پھر دوبارہ اسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابو سعید رضہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا۔ ابو سعید رضہ نے فرمایا کہ واللہ
ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سوائے عمر بن الخطاب رضہ کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طے کر گئے۔ پھر محاربی رح نے کہا کہ ہم حدیث ابو امامہ رضہ کیطرف رجوع کرتے ہین
کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اگانیکا حکم کریگا وہ اگاویگی۔ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا
کہ ایک قوم پر گذریگا جو اسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلاوینگے تو ایک ساعت ہی انکے وہان ٹھہریگا کہ وہ تباہ ہوجاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا جو اسکے قول کی تصدیق
کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے تازے کوکھین بھرے تھن دودھ سے
بھرے واپس آوینگے۔ اور زمین مین کوئی جگہ باقی نرہیگی جسکو دجال پامال نکرے اور اسپر غالب نہو سوائے مکہ و مدینہ کے کہ ان دونون شہرونمین جس راہ سے
گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس اتریگا جہان کنکریلی شور زمین ختم ہوئی ہے پس مدینہ مین اسروز
تین دفعہ بھالا ڈولا آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نرہیگی بلکہ نکلکر اسکے پاس چلا جاویگا پس جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی
ہے اسیطرح مدینہ انکو دور کر دیگا اور لوگ اسدن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے اتنے مین ام شریک بنت ابی العکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسروز عرب کہان

کہا کہ اس امر کے گواہ ہو بیکے کہ مین نے اپنے پروردگار کی رسالت اُنکو پہونچا دی تھی اور اپنے اوپر بندہ و رسول ہونیکا اقرار کیا تھا **وقال ابن کثیر** یعنے حضرت عیسیٰ اپنے
اُٹھائے جانے سے پہلے کے اور اپنے اُتارے جانے سے بعد کے اعمال کی اہل کتاب پر گواہی دینگے پھر **شیخ ابن کثیرؒ** نے حضرت عیسیٰؑ کے قریب قیامت نازل ہونیکی احادیث
مین سے جنکی بابت متواتر المعنے ہونیکی تفصیص کی ہی ایک ٹکڑا اصلاح الاعتجاج ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث مین جو زائد بات آتی جائے گی ایک بعد
دوسرے کے بترتیب مذکورہ تفسیر شیخ برمز و اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے —

ذکر احادیث نزول عیسیٰؑ بقرب قیامت یا دعوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ قریب ہو اکہ عیسیٰ بن مریم تمھارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور
صلیب توڑے اور سور مار ڈالے اور جزیہ اُٹھائیگا اور مال سے ایسا فیض دیگا کہ کوئی اُسکو قبول نہ کریگا حتی کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا و ما فیہا سے بہتر معلوم
ہوگا پھر ابوہریرہؓ کہتے کہ پڑھو بھارا جی چاہے قولہ تعالےٰ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری و مسلم اور سجدہ فقط اکیلے رب العٰلمین
کیواسطے ہوگا رواہ ابن مردویہؒ قسم ہی کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسےٰ بن مریمؑ راہ روحاؓ سے حج کا یا عمرہ کا یا دونون کی نیت جمع کرکے دونونکا۔ رواہ احمد و مسلم اور روایت ایت
ہی کہ روحا مین اگر اُتریگا پھر وہان حج کا الخ رواہ احمد و ابن ابی حاتم۔ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً کیف بکم۔ یعنے کیا خوشی کا حال تمھارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰؑ بن مریم اُتریگا اور
اور تمھارا امام تمھین مین سے (امہدی) ایک ہوگا البخاری و احمد و مسلم۔ اور وہ یعنے عیسیٰؑ تم مین اُترنے والے ہین جب تم اُنکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد گداز بدن سرخی سپیدی
مارتا ہوا رنگ اُنپر دو کپڑے ممصر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہی اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام کے اُن زمانہ مین سب
ملتین مٹ جاوینگی۔ امانت زمین پر نازل ہوگی حتی کہ اونٹونکے ساتھ چرنے مین شیر پھرینگے اور گاؤن کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیے پھرینگے اور سانپون کیساتھ
لڑکے کھیلینگے کچھ ضرر نہوگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے ہکذا افیما رواہ احمد و ابوداؤد و ابن جریر و فیہ قال اور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد
کرینگے۔ وعن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم (یعنے کافر) اُترینگے اعماق مین یا دابق مین پس اُنسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اُسوقت روے زمین کے
لوگون مین سے بہتر ہونگے نکلینگے پھر جب صف باندھین گے تو روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑ دو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے
ہین ہم اُنسے لڑینگے پس اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین۔ واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمھارے درمیان تخلیہ کردین پس اُنسے قتال کرینگے پھر مسلمانون مین سے
ایک تہائی لشکر شکست کھا کر بھاگیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اُنکی توبہ قبول نہ فرماویگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید
ہونگے اور ایک تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختونسے لٹکائے
ہونگے کہ ناگاہ اُنمین شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمھارے پیچھے تمھارے گھربار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے نکلکر روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈراوا جھوٹ
ہوگا پھر جب شام مین آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی تو عیسیٰ بن مریم اُترینگے پس اُنھین کی امامت سے
نماز پڑھینگے پھر جب دجال مردود اُنکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہی پگھلیگا سو اگر عیسیٰ اُسکو یون ہی چھوڑتے تو پگھلکر مرجاتا و لیکن اللہ تعالےٰ اُنکے ہاتھون
اُسکو قتل کریگا پس عیسیٰ اُسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلائینگے رواہ مسلم اور معراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دجال کو میرے ہاتھون
ہلاک کریگا یہانتک کہ درخت و پتھر بولینگے کہ ای مسلمان بندہ خدا میرے نیچے یہ کافر ہی اسکو قتل کردے پس اللہ تعالیٰ اُنکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون و وطنون
کو لوٹ جاوینگے اور اسوقت یاجوج و ماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اُسکو پی جائینگے پھر لوگ اُنکی شکایت لاوینگے
تو اسوقت عیسیٰ اُنکو پہاڑ پر لیجاوینگے پس مین دعا کرونگا کہ اُنکو اللہ تعالےٰ موت دیدیگا اور زمین اُنکی بدبو سے گھنیائیگی اور اللہ تعالیٰ پانی برسائیگا کہ اُنکے جسم
بہاکر سمندر مین ڈالیگا۔ قال عیسیٰ کہ پھر جب ایسا ہوگا تو اُسوقت قیامت ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کسوقت رات یا دن مین ناگہان جنے

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور دوسری بجانب ہر واحد از اہل کتاب راجع ہے ابن جریرؒ نے اس کو
ذکر کرکے اپنی اسناد سے عکرمہؒ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہیں مریگا مگر آنکہ وہ محمد صلعم پر ایمان لاویگا پھر یہی آیت پڑھی
قال المترجم قول عکرمہؒ اس آیت کی تفسیر نہیں ہو ورنہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجح ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ ظاہر یہ کہ عکرمہؒ نے علم شرع سے یہ
بات بیان فرمائی کہ ہر یہودی و نصرانی اگر زندگی میں آنحضرت صلعم پر ایمان نہیں لاتا تو موت کے وقت جبکہ کچھ فائدہ نہ دیگا ضرور یقین جان لیگا کہ محمد صلعم
اللہ تعالی کے رسول و بندے ہیں بدلیل آنکہ عیسیٰ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الآیۃ سے یہ بات ثابت ہے پس ظہور حق جو وہاں ہے وہی یہاں ہے لہذا
ضرور اس حق کو بھی معاینہ کرکے مریگا بنابر آنکہ توجیہ قول اول میں مذکور ہوا ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہیں یعنے
اہل کتاب میں کوئی باقی نہیں مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خبیث دجال کو قتل
کرنیکو واسطے اترینگے تو اس زمانہ میں جہاد سے سب ملتیں ایک ہو جاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور سعید بن جبیرؒ
و عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
اور ابو مالکؒ نے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا قال المترجم یعنے ایمان
لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالے کا و اسکا رسول برحق تھا اور اسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہے جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت
عیسیٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہے اور یہی قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم اور
بہتیروں کا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولی بصحت لکھا ہے اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہے کیونکہ یہود نے واقعہ سے جاہل ہوکر حضرت
عیسیٰ کے مقتول و مصلوب ہونیکا دعوی کیا تھا پس اس دعوی کو مردود و باطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہے پس اللہ تعالے نے ان
آیات میں خبر دی کہ بات تحقیقی یوں نہیں ہے جیسے یہود و نصاری کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح مقتول ہوے بلکہ یہودیوں نے تو فقط ایک شخص کو جس پر حضرت عیسیٰ
کی مشابہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ انپر یہ بات خود نہیں کھلی اور عیسیٰ کو حق تعالے نے آسمان پر اٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہے اور قیامت سے کچھ پہلے
اتریگا اور دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑیگا اور جزیہ قبول نہ فرماویگا لا حکم دیگا کہ اسلام لاوین یا تلوار سے قتل کیے جاوینگے پس اس آیت کریمہ سے
آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا قال المترجم اس سے رد ہو گیا قول زجاجؒ کا کہ آیت کریمہ میں عموم ہے
اور اس قول میں خاص اسوقت کے لوگ ہوے اور وجہ رد یہ کہ عموم اسوقت کے لوگوں کی طرف راجع ہے یعنے جو لوگ اسوقت ہونگے انمیں سے کوئی بھی
بدون اسکے باقی نہوگا کہ ایمان نہ لاوے اور مترجم نے سورہ بقرہ کے پارہ الم کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت درباره حضرت محمد
صلے اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہے جسمیں مذکور ہے کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو یہی پیغمبر خاتم النبیین آکر دور کریگا اور اپنے مسیح
اور انکے بہتان سے چھڑاویگا قال ابن کثیرؒ اور قول اول اس آیت کی تفسیر میں ایک بیان واقعی ہے اسواسطے کہ حضور موت کے وقت ہر
ایک کو حق ظاہر ہو جاتا ہے اگرچہ معاینہ ملک الموت کیوقت یہ ایمان کچھ نافع نہیں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقصود بھی اس آیت سے یہی ہے
قال المترجم مفسر جلالؒ کا کلام مشیر ہے کہ انکے نزدیک ارجح یعنے اول ہے اور شاید بنظر آخر آیت ہے کہ فرمایا۔ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا۔ یعنے قیامت کے روز انپر عیسیٰ گواہ ہوگا ف ان اہل کتاب پر انکے جیسے گواہ ہوگا جو انھوں نے اسوقت کیا جبکہ عیسیٰ مبعوث ہوا تھا یعنے
قیامت کے روز اہل کتاب کے ان اعمال کی گواہی دیگا جو انھوں نے نیک یا بد کیے ہیں چنانچہ یہود پر یہ گواہی دینگے کہ ان خبیثوں نے مجھے جھٹلایا اور
مار ڈالنے کا قصد کیا مگر انمیں پورا کیا اور نصاریٰ پر یہ گواہی دینگے کہ انھوں نے راہ توحید سے برخلاف کرکے میرے حق میں افراط کیا جس میں بڑی برائیاں ہوں اور قتادہؒ نے

لباس مین تھا پھر جب اللہ تعالےٰ نے انکو اپنے قرب مین اُٹھا لینا چاہا تو انکی روح سے پردہ اُٹھا دیا پس اُنکے بعض خاص مریدون پر اُنکی روح کا ظہور ہوا جس سے وہ شخص اُنکے نقش سے منقوش ہوگیا اسواسطے کہ عیسیٰؑ کی صورت اُنکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت الٰہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰؑ کو تائید تقلیب اعیان تھی یعنے اعیان موجودات کو بدل دیتے تھے اور یہ نہین ہوسکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اُسکا ایک مظہر خاص سے ہوا لیکن فعل الٰہی عزوجل اس سے پاک منزہ ہی کہ اسمین انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہو جاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہی تو اُسمین دخل فی الجملہ جمادات کو بھی ہو جاتا ہی اور فعل باری تعالےٰ کے ظہور مین مظہر عیسیٰؑ کو کچھ بھی امتزاج نہ تھا۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے جو عیسیٰؑ کو اس کیفیت سے اُٹھا لیا اسمین یہ دقیق اشارہ ہی کہ او تعالےٰ کے علم قدیم مین یہود و نصاریٰ کی طبیعتین معلوم تھین وہ تمام لوگو نپر ظاہر کردین کہ یہ لوگ تقدس او رتنزیہ سے نفرت کرتے ہین اور تشبیہ کیطرف مائل ہین پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہی کسی تصور و وہم وخیال و قیاس کو مجال نہین کہ اُسکو ذہن مین لاوے وہ ہر مشابہت سے بری ہی کوئی چیز اسکے مانند نہین ہی اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہین جسمین مشابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ خیال و وہم کے بندے ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ بچھڑے کے پوجنے والے کیسی محبت سے اُسکے بندے بن بیٹھے تھے اور تو نہین دیکھتا کہ نصاریٰ کس جرأت سے کلمۂ کفر بولتے ہین کہ ان اللہ ہو المسیح بن مریم اللہ وہی مسیح بن مریم ہی پس اس حالت سے اُٹھا لینے مین انکو قدس صفات کی معرفت ہوئی لیکن وہ غلطی و بدباطنی مین انکی لوہیت کے قائل ہوگئے یہ دوسری بلا ہے کرکر

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ

اور نہین کوئی اہل کتاب مین سے مگر آنکہ ضرور وہ عیسیٰؑ پر ایمان لاویگا اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے روز عیسےٰؑ ان لوگون پر گواہ ہوگا

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ مین سے کوئی نہین مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا عیسےٰؑ پر ۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ اپنی موت سے پہلے وقت جبکہ ملائکۂ موت کو معائنہ کریگا مگر اُسوقت یہ ایمان کچھ نفع نہ دیگا یا یہ معنی ہین کہ عیسیٰؑ کی موت سے پہلے کیونکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اُتارے جاوینگے جیساکہ ایک حدیث مین آیا ہی۔ جاننا چاہیے کہ اِن نافیہ ہی اور قولہ لیؤمنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہی موصوف محذوف کی چنانچہ اَحَدٌ کو مفسرؒ نے مقدر کیا اور بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہی اور عیسیٰؑ پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کا بندہ اور اُسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر مین بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے ہر فرد کی طرف راجع ہی یا حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہی اور مفسرؒ نے یہان دونون قول نقل کیے اور ترجیح نہین دی کیونکہ سلف سے دونون قول ثابت ہین مگر قول دوم ترجیح دیا گیا ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہ تمام کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا حسبی الحفیظ یہ ہی کہ اہل تاویل نے معنے آیت مین اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہین پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اُنھون نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ نہین مریگا کوئی یہودی مگر آنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اہل کتاب سے خاصۃً یہود مراد ہین وقال عکرمہ عنہ کوئی یہودی نہ مریگا مگر آنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰؑ بندہ اللہ کا اور اسکا رسول برحق ہی وعنہ قال اگر یہودی کی گردن ماری جائیگی تو بھی اُسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰؑ پر ایمان لاوے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہی اور ایسا ہی مجاہد عکرمہ و محمد بن سیرین سے صحیح ہوا اور یہی قول ضحاکؒ جمہور وغیرہ کا ہی اور توجیہ اس قول کی یہ کیگئی کہ ہر ملت والا جب اُسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہی تو اُسکو حق ظاہر ہو جاتا ہی اگرچہ اُسوقت ایمان لانا لیسے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہین دیتا ایک یہ کہ ایمان کا مدار تصدیق بالغیب پر ہی اور اُسنے معائنہ کرکے تصدیق کی سوا یہ ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہین ہی جس وقت کہ ایمان لانیکی اُسکو تکلیف دی گئی تھی پس بے وقت جب تصدیق کی تو بے فائدہ ہی۔ پس اس تاویل کی صحت پر حضرت اُبی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہی کہ اُنھون نے قولہ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہم پڑھا ہی کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہ کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہی ایسے ہی قبل موتہ مین ہر

بوجہ رنج وغم کے بگڑ گیا ہے۔ وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ۔ اور اُسکے قتل کے ساتھ انکو کچھ قطعی علم نہین تھا۔ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ لیکن فقط گمان کی پیروی کرتے تھے ف یہ استثناء منقطع ہے کہ الا بمعنے لکن ہے ای لیکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی جو اُنھون نے اپنے خیال مین تخیل کر لیا اور گڑھ لیا تھا وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا۔ اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہے۔ پس یقینا حال ہے جو نفی قتل کا موکد ہے وقال ابن کثیر ای ما قتلوہ متیقنین۔ یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہے اور چہرہ تو وہی معلوم ہوتا ہے پس مشکوک تھے اور یقینا قتل نہین کیا۔ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا ف اور جب عیسیٰ کے حوارین نے مدت کے بعد لوگون سے اپنا معاینہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہو گیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالیٰ راجع ہے حالانکہ بالیقین وہ تعالے جسم و جہت سے پاک ہے اور یہ امور اسکی شان پاک کے لائق ہی نہین ہین تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہے ای الی سماء۔ یعنے اپنے آسمان کیطرف اٹھایا۔ اور اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السماء چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہے کہ ایسے مقام کی طرف اُٹھا لیا جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہونچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الی مکان لا یصل ہناک حکم انسان ۱ور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور راجع بجانب مکان ہے کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک و رافعک الی۔ الآیۃ مین ضمیر کا رجوع بجانب وہ تعالیٰ اصرح ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت جلال الٰہی کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالیٰ کیطرف قرار دیگئی ہے چنانچہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہے مگر یہ اس معنے کو نہین کہ فی الحقیقت اللہ تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلیٰ محل استقرار ہے کیونکہ بالقطع معلوم ہے کہ وہ تعالے جسم و جہت سے مبرا ہے پس معنے قولہ رفعہ الیہ کے یہ کہ رفعہ الی السماء اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اُٹھا لیا جانا مذکور ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا۔ فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہے اپنی بادشاہت مین حَكِيمًا۔ فی صنعہ۔ جو کرتا ہے وہ کمال حکمت سے ہے ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول مین ستر ہ حوارین سب بصورت عیسیٰ ہو گئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی بامید جنت اور عیسیٰ اُٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین ہے کہ صبح ہوتے حواریون سے ایک شخص جسکی نسبت حضرت عیسیٰ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل دامونکو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس چلا گیا اور تیس درم پر انکو لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہو کر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا۔ رواہا ابن جریر اور محمد بن اسحٰق نے طول روایت مع نام حواریین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہود جب دوڑ لیکر داخل ہوے تو تعداد عیسیٰ مع حواریین کے جانتے تھے پھر جسپر شبہ عیسیٰ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰ اُٹھائے گئے پھر منجملہ تعداد معلومہ کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا سی مین اختلاف ہوا کہ یہ جسم تو اُسی حواری کا ہے مگر چہرہ البتہ چہرہ مسیح ہے اور اگر یہ مسیح ہے تو وہ کہان گیا۔ غرضکہ اختلاف پڑ گیا اور بعض نصاری کا گمان ہے کہ اُسی نے انکو پتہ بتایا کیونکہ اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسیکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی تمکو بتا دیا ہے مین عیسیٰ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا پھر اللہ تعالیٰ دانا ہے کہ بات کیا واقع ہوئی لیکن یہ قطعی معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اُٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے انکو منقطع کر دیا اور عیسی کا معاملہ اُنپر مشتبہ کر دیا گیا۔ اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی اور یہود نے کہا کہ تمکو سحر مین بستہ کر دیا ہے لاؤ ٹھیک بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور انہین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھائے گئے تو تعداد مین کمی پائی جانے کی وجہ سے آپس مین اختلاف ہو گیا اور شبہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہے کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس صحیح الاسناد ہے واللہ اعلم ف اور اُس مین اس مشابہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے کی خلقت میں پاک روح روحانی تھی جنسے ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے کیونکہ یہ ظہور خالص اللہ تعالے کیطرف سے تھا یعنے قدرت کا ظہور اس

یعنی ایسی جگہ جہان کسی کا ہاتھ نہ پہونچے ۱۲

ستارہ پوجتا تھا اسکو آمادہ کیا کہ اُسنے حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا فرمان بھیجا اور بیت المقدس کا حاکم اپنے ساتھ یہودیوں کو لیکر اُنکی تلاش میں ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ
نے ذکر فرمایا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ
جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھا لینا چاہا تو حضرت عیسیٰؑ نکلکر اپنے یاروں کے پاس آئے اور مکان میں بارہ۱۲ حواری تھے پس مکان کے
چبوترے سے نکلکر اُنکے پاس کوٹھری میں آئے گویا اُنکے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور فرمایا کہ تم میں ایک شخص ایسا ہی کہ بارہ مرتبہ میرے ساتھ کفر کریگا بعد اسکے کہ
اُسنے مجھپر ایمان لانا ظاہر کیا ہی پھر فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کون اس بات کو اختیار کرتا ہی کہ بجائے میرے قتل کیا جاوے اور جنت میں میرے درجہ
میں میرے ساتھ ہو اور اسکے چہرے پر میری شباہت ڈالی جائیگی پس ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں قبول کرتا ہوں اور یہ سب سے کم سن تھا پس آپ نے
فرمایا کہ تو بیٹھ جا گویا حضرت عیسیٰؑ نے اسکی ناتجربہ کاری سمجھکر بٹھلا دیا پھر دوبارہ وہی بات کہی تب بھی وہی نوجوان کمسن اُٹھ کھڑا ہوا پھر بٹھا دیا پھر تیسری بار
اعادہ کیا تب بھی وہی نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا پس آپ نے فرمایا کہ تیری ہی قسمت میں یہ دولت ہی پھر عیسیٰؑ (کو ذراسی نیند آگئی) وہ آسمان کو اٹھا لیے گئے
اور اس نوجوان کے چہرے پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی اور یہود کی دوڑ آگئی انھوں نے اس شخص کو گرفتار کر لیا جسپر شباہت پڑی تھی اور قتل کر کے
سولی دیدیا پھر انہیں سے بعض نے حضرت عیسیٰؑ سے بارہ مرتبہ کفر کیا بعد اسکے کہ ایمان لایا تھا اور یہ سب تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کہا کہ
ہم میں اللہ تعالیٰ رہا جب تک اُسنے چاہا پھر آسمان کو چڑھ گیا۔ یہ لوگ تو یعقوبیہ فرقہ ہی اور دوسرے نے کہا کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا پھر
اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور تیسرے فرقہ نے کہا کہ ہم میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول برحق رہا پھر اُسکو اللہ تعالیٰ
نے اٹھا لیا اور یہی مسلمان فرقہ تھا پھر دونوں کافر فرقوں نے ملکر فرقہ مسلمان کو قتل کر ڈالا اور برابر فرقہ مسلمان مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ عز وجل نے
محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اور اُنپر حق بات کو نازل فرمایا تو ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل کا یعنی وہ گروہ جو زمانہ عیسیٰؑ میں ایمان لایا تھا اور کفر کیا ایک
گروہ بنی اسرائیل نے یعنی جسنے زمانہ عیسیٰؑ میں کفر کیا تھا پس قولہ تعالیٰ فایدنا الذین آمنوا یعنی محمد صلعم کی مدد سے مسلمان فرقہ کے دین کو کافر فرقہ پر
مدد دی قال ابن کثیر وہذا اسناد صحیح وقد رواہ سعید بن منصور والنسائی وابن مردویہ وقد رویت القصۃ بالفاظ مختلفۃ فیما رواہ ابن جریر وعبد بن
حمید وابن المنذر وغیرہم عن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ تعالیٰ مترجم چاہتا ہی کہ مختصر زوائد ان روایات مختلفہ کے ذکر کردے کیونکہ مزید افادہ سے خالی
نہیں لیکن روایت مذکورہ بالا ہی اپنے موقع پر رکھنا چاہیے قال ابن کثیر اور اس شخص پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی گویا وہی عیسیٰؑ ہو اور کوٹھری
کی چھت میں ایک روزن ہو گیا اور عیسیٰؑ کو نیند آگئی اسی حال میں آسمان کو اٹھا لیے گئے کما قال تعالیٰ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ
پھر ساتھ والے باہر نکلے تو جب یہود کے دوڑ والوں نے نوجوان کو دیکھا تو عیسیٰؑ گمان کر کے رات میں پکڑ کر سولی دیدی اور نصاریٰ کے ایک گروہ نے بھی
یہود کے دعویٰ کو کہ ہمنے عیسیٰؑ کو قتل کیا ہے اپنی جہالت و نادانی سے مان لیا سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکا اٹھایا جانا آنکھوں دیکھ لیا تھا
حتیٰ کہ باقیوں نے اپنی کتابوں و انجیلوں میں گمان یہود کے موافق یہی ذکر کیا کہ سولی دیے ہوئے کے پاس مریمؑ رویا کیں اور حسرت پڑھیا کیے بیٹھی کو
حضرت عیسیٰؑ نے زندہ کیا تھا اُسنے ساتھ دیا۔ بالجملہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا امتحان ہی کہ اُسنے بندوں کو آئین مبتلا کیا اور اس ضمن میں عجیب و غریب حکمتیں
ہیں از انجملہ ان لوگوں کی جبلت یہی کہ اوہام و گمان کی پیروی میں بہ نسبت امور عقلی و یقینی کے زیادہ سرگرم تھے مبتلا کردیا چنانچہ فرمایا۔ وَاِنَّ
الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ۔ اور جن لوگوں نے دربارہ عیسیٰؑ کے اختلاف کیا ہی۔ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ۔ تو وہ اس سے شک میں تھے ف
ای من قتلہ حیث قال بعضہم لما رأوا المقتول الوجہ وجہ عیسیٰ والجسد لیس بجسدہ فلیس ہو وقال آخرون بل ہو یعنی عیسیٰؑ کے قتل سے شک میں
ہیں چنانچہ بعض نے جب ان میں مقتول کو دیکھا تو کہا کہ چہرہ تو وہی عیسیٰؑ کا چہرہ ہی مگر بدن وہ نہیں ہی اور دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ بھی ہی اور بدن بھی

ہو ا ہمین نہین سماتی ہی۔ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ پس نہین ایمان لاتے مگر انین سے تھوڑے ف جنکے دلونپر مہر نہین ہی جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور اسکی تفسیر سورۂ بقر مین گذر چکی۔ اور بعض نے کہا کہ اِلّا ایمانًا قلیلًا۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہین لاتے بلکہ بعض رسولونپر مانند موسیٰؑ کے جو کالعدم ہی اسواسطے کہ بعض پر ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہی۔ وَبِکُفْرِهِمْ۔ ثانیًا بعیسٰیؑ وکرر الباء للفصل بینہ وبین ما عطف علیہ یعنے اور ملعون کیا ہمنے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰؑ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہی بنقضہم پہ یا کفرہم پر لیکن بار کو پھر اعادہ فرمایا اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاوے تو اعادہ بلا فصل بھی مستحسن ہی۔ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا۔ اور بسبب اُنکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم لگا کر ف کیونکہ یہود نے ان پاک بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم۔ ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہی اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بد فعل ہی جس سے فرزند کا خون ہوتا ہے خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰؑ سے پوری بریت کے معجزات ظاہر ہوئے خصوص جبکہ حضرت یحییٰؑ اُسکے قریب معجزہ تھے کہ کھوسٹ بڈھے و بڑھیا سے پیدا ہوئے جیسے حضرت عیسیٰؑ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ وَّقَوْلِهِمْ مفتخرین اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ہمنے قتل کیا ہی مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین مکہ نے حضرت صلعم کو کہا کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا۔ بہرحال مراد یہ ہی کہ اپنے زعم مین وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ہمنے مجموع ان سب باتونکی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین اُنکو عذاب لعنت مین گرفتار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن مردودونکے دعوے قتل مین تکذیب کی چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور انھون نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل نہین کیا اور نہ اسکو سولی دی ولیکن اُنپر شبہ کیا گیا ف یعنے ان بیباکون نے تو اپنے زعم مین حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ عز و جل کا رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہی سمیٹا لیکن یہ گمان اُنکا غلط ہی حقیقت مین وہ قتل نہین کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکن اُنکی نظر مین مشتبہ کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب ہو صاحبہم بعیسیٰ ای القی اللہ شبہہ علیہ فظنوہ ایاہ۔ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھین کا ساتھی مفسد تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰؑ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالےٰ نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی پس یہود نے اسی کو عیسیٰؑ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالےٰ نے اُٹھا لیا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُنپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ جس اندھے و کوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے ماسح تھے یا آنکہ سیاح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہی کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسیٰؑ کے منھ پر اُنکی ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالےٰ جامع صفات کمال تو ہی میرا پروردگار ہے تجھی نے مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا مین ان لوگونکی ہدایت چاہتا ہوں اور یہ اسطرح مجھے خوار بنانا چاہتے ہین تو انکو لعنت فرما اور مجھے عفو کر دے پس ناگاہ ان ملعونونپر جنھون نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے انکو سور و بندر کر دیا اور بعض روایت مین ہی کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوئے اور دوسرا گروہ بندر ہوئے تھے باوجود اسکے ان ملعونونکو تنبیہ نہوئی اور راہ راست نہ سوجھی بلکہ اوندھی سمجھ یہ سمائی کہ بڑا ساحر زبردست ہی اور بادشاہ پر جادو اثر نہ کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس گئے جو کافر

ف اے شخص جس پر قرآن اُتارا گیا ہے تو مجنون ہے اور یہ کفار خود ہی حضرت صلعم کو مجنون سمجھتے تھے جو طعن دیتے تھے ۱۲ م

ہمنے انسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لے لیا تھا ف پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بدعہدیون کا بیان ہوا جو اُنھون نے حضرت موسیٰ و مابعد پیغمبرونکے ساتھ کین جنکے واسطے آج تعصب کرتے ہین اور آئندہ اُنکی سزا ذکر ہے بقولہ تعالیٰ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا

سو اُنکے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دلپر

غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى

غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر مارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ

بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ

نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

کچھ نہین اُنکو اُسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ - اس مین ما زائد ہے جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا ہوا - اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اے لعناہم لسبب نقضہم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا لسبب اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو - ھ - اور یہ حذف فعل بقرینۂ دوسری آیت کے کہ فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم کما لعنا اصحاب السبت الآیۃ - اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل اسکے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مین تحریف کرنا اور چھپانا اُنسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف و اخفا کرنیوالے تو یہ لوگ ہوے جو زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے اگر احتمال ان ان گستاخونکے عہد توڑنیکے سبب سے - وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ - اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب سے ف وہ آیات جو توریت مین لکھی تھین اور عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ اور انبیاء کو قتل کرنیکے سبب سے ف جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل کر ڈالا - بِغَيْرِ حَقٍّ بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کیوجہ سے قتل کیا - وَّقَوْلِهِمْ لِلنَّبِیِّ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف ف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا بقولہ تعالےٰ وقالوا قلوبنا غلف - اور احتمال ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان یہودیونکے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی اُسکے یہ کہ ہمارے دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و جماعۂ تابعین سے مروی ہے اور یہ مانند قول مشرکین کے کہ قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الآیہ - اور بعض نے کہا کہ جمع اغلف ای قلوبنا اوعیۃ للعلم ہمارے دل تو خزانہ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہین ہے اور اول اصح ہے اور معنی یہ کہ طعن سے کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوے ہین تمھاری بات انمین نہین سماتی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا بقولہ - بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ - ای ختم اللہ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ - یعنے اُنپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنپر مہر کر دی بسبب اُنکے کفر کے پس کوئی نصیحت جسمورت پایان

ف یعنے مشرکین کہتے کہ جس بات کی طرف ہمکو تم بلاتے ہو اس سے ہمارے دلون پر غلاف چڑھے ہین ۱۲ ص

میں سے کسی کی بندگی کرنا تجویز نہ کریگا پھر کہاں کہ بیل بیوقوف جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالیٰ اولئک کالانعام بل ہم اضل۔ اور یہی بھید ہے کہ
حقیقت باطنی میں چونکہ بدتر جانور سے بھی گرے ہوئے تھے تو یہ بچھڑا انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اُسکو پوجنے لگے۔ اور بعض علما نے ذکر کیا کہ اس بچھڑے
پر چونکہ خاک حیات سے ایک اثر تھا یا ور زیادہ باعث ہوا اسیواسطے فرمایا۔ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ پھر ہمنے اُن لوگونکو عفو کیا ف یعنی جڑ سے نابود
نہیں کیا۔ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور دیا ہمنے موسیٰؑ کو تسلط کھلا ہوا ف ظاہر ان لوگونکے اوپر چنانچہ موسیٰ نے انکو حکم دیا کہ تم
اپنی جانونکو توبہ مین قتل کرو یعنی تمھاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کرو پس انھون نے موسیٰؑ کی اطاعت کی اور انکار نہ کرسکے۔ اور محتمل ہے کہ سلطان مبین
سے حجت واضحہ مراد ہو یعنے توریت و دیگر آیات کہ منجملہ اُنکے یہ واقعہ توبہ بھی ہو فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ
چکے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اعمال شریعت سے مرتاض نہوئے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کرکے توریت عطا ہوئی لیکن انھون نے
اُسکے احکام کو جو ایکبارگی مجموعہ لکھے ہوئے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ۔ اور اونچا کیا ہمنے
اُنکے اوپر طور کو یعنے پہاڑ کو ف اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہے پس مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ معروف پہاڑ
طور سینا مراد نہیں ہے پس بلند کرنا اس پہاڑ کا اُنکے سرونپر مانند سائبان کے۔ بِمِيْثَاقِهِمْ۔ اسواسطے تھا کہ اُنسے عہد لیا جاوے کہ اُسپر عمل
کرینگا عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کرکے اسکو قبول کرلین اور یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرہ قلزم پر جہان
عبور کرکے ہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوئے تھے واقع ہوا اسیطرح اُنکی دوسری سرکشی بیان فرمائی۔ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ۔ اور ہمنے اُنسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو۔ سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے ہوئے ف
اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوئے مراد نہیں بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوئے جانا مراد ہے کیونکہ قرینہ سے یہ معنی ظاہر ہین۔ حاصل یہ کہ ان سرکشون نے تعنت سے
اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ چوتڑونکے بل گھسلتے ہوئے چلے۔ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ اُنپر بلند کیا
جانا کلام مجید مین مذکور ہے اور مفسر جلالؒ نے مانند بیضاوی و نسفی وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونیکے وقت بھی پہاڑ بلند کیے جانیکی
تعبید ذکر فرمائی ہے حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسیٰؑ نے
اُسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہے پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی مقام مین
تامل ہے قصہ مین خلط واقع ہوگیا ظاہر اکثر روایات انہین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہے کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہے اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے
اور قصص مین انکو دخل ندیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالیٰ مابعد مین اسکو تحقیق کردیگا۔
اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ ہمسے بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور ابن کثیرؒ نے بھی جزم کے ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ
ایلیا اور بعض نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین بنو اسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوئے ولیکن یہان منصوص
نہین کہ یہ زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق اُنکی نافرمانیونکی تعداد ہے اسی سبب سے قصہ مختصر فرمایا کہ۔ وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا
فِي السَّبْتِ۔ یعنے اور ہمنے اُنکو حکم دیا کہ تجاوز مت کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے سب کامونسے فارغ کیا گیا ہے
تو اسمین حد سے تجاوز مت کرو کہ اس روز مچھلیونکا شکار کرو۔ اور یونسؒ نے نافع سے لاتعدوا بفتح عین و تشدید دال روایت کیا پس اصل لاتعتدوا
تھا کہ تا کو دال مین ادغام کردیا اور یہ قصہ زمانہ داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز چڑھاؤ ہوتا تھا اور اسی وجہ
مچھلیان کثرت سے آتی تھین ورنہ باقی ایام خالی جاتے تھے اور حاصل یہ کہ ان لوگون نے نہ مانا۔ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا

کہ یہودیون نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص و فلان کے اوپر اُتار دے کہ جو تو لایا ہی اُسکی تصدیق ہو اور اُس سے انکا عناد ظاہر
ہی کہ امر حق و معجزات باہرہ و راہ صواب کلام اعجاز جو جامع فضائل قرآن مین تھا اُسکو نہ مانا جو مقتضائے عقل تھا مگر نفس کی پیروی مین ایک کھیل
تماشا چاہا اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی زیادہ الحاد تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیات
مین سوال عناد کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہی کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور ہٹی ہوئی یہ باتین ہین قرآن کو جس سے اللہ
عزوجل کی وحدانیت اور اُسکی کھلی دلیلین و اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انتظام کامل کی راہین ظاہر باہر
ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہو گئی کہ کفر و ہوا پرستی و نفس کی
پیروی و عقل کی دشمنی مین کسقدر رچی ہوئی ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ یعنے اگر تو نے اس
سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو انکے باپ دادون نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا تھا ف جس سے ظاہر ہے
کہ کفر مین انکا قدم کہانتک جما ہوا ہی چنانچہ اُنکے باپ دادون کا سوال نقل کیا کہ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی موسیٰ سے کہا کہ دکھلادے ہمکو
اللہ تعالیٰ کو جہر سے یعنے آنکھون کے سامنے۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ سو پکڑ لیا اُنکو صاعقہ نے ف یعنے موت نے اُنکو عذاب کرنے
کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اُتری جسنے انکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور
شیخ جلال رح نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی ورشاید لفظ صوت ہو یعنے صیحہ کہ آواز آسمان سے آئی کہ اُنکے دل پھٹ گئے اور یہی سورۂ بقرہ مین
مذکور ہی واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوے۔ بِظُلْمِهِمْ بسبب اُنکے ظلم کرنیکے ف کیونکہ انھون نے
اس سوال مین تعنت کیا اور اس وجہ سے نہین کہ اُنھون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالیٰ محال ہی چنانچہ اسکا
سوال کرنے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ بدرجۂ اولیٰ ماخوذ ہوتے کیونکہ انھون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک
سے سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگونپر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال بالکل غلط ہی صحیح
یہ ہی کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت سے واضح ہی کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسیٰ لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے انشاء اللہ
تعالیٰ حضرت موسیٰ کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا والحمد للہ
حمداً کثیراً علیٰ انعامہ و افضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب اُنکے اس ظلم کے کہ اُنھون نے بے محل ایک چیز مانگی اور کسی چیز کو اُسکے موقع و
محل سے ہٹانا ظلم ہی اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالیٰ ہی اُسکو بجانب وغیرہ مین ثابت
کر کے شرک کیا تو ظلم عظیم ہی پس یہ تو اُنکی تعنت و سرکشی کا حال ہی کہ بے ادبی مین کمال کو پہونچے ہوے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے جیسے اللہ تعالیٰ
کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہی تو رسول اللہ صلعم کی شان مین اور نیک بندونکے حق مین ہر ایک کے درجے کے موافق محض اللہ تعالیٰ کیواسطے
ادب چاہیے ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر بنا لیا ان لوگون نے بچھڑے کو
معبود ف یعنے سامری نے جو بچھڑے کی صورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنا دی و راسمین سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اُسی کو پوجنے لگے باوجودیکہ
معرفت ذات و صفات الٰہی و شرک و کفر کو سن چکے تھے مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ۔ یعنی انھون نے یہ حرکت کی بعد از انکہ
آچکی تھین اُنکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر معجزے اُنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون پہونچ چکے تھے پھر بھی نور ایمان سے عقل
منور نہوئی اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنا لیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے سچی نورانی عقل والا کبھی اپنے مانند اشرف المخلوقات

ایسا کیا۔ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ۔ یعنے یہ نہین کیا کہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہ مانتے بلکہ سب کے نبی برحق ہونیکی تصدیق کیا
أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ۔ تو ایسے نیک ایمان والے جو بندے ہین عنقریب ہم انکو انکے اجر یعنے انکے اعمال کے
ثواب دینگے ف قال ابن کثیر مراد اس اولئک اسم موصول مبہم سے امت محمد صلعم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ و سب رسولون پر ایمان لاتے ہین جیسا کہ آیۃ
آمن الرسول سے واضح ہے پھر قولہ نوتیہم بنون اکثرون کی قرارت ہے پس حضرت حق عز وجل نے اپنی عظمت سے کلام فرمایا یعنے جو کچھ ثواب عطا فرمایا یا بایا ہے کسی بندہ
کے خیال مین کب آسکتا ہے اور حفص کی قرأۃ مین یؤتیہم بالیا التحتیۃ ہے ای یؤتیہم اللہ تعالےٰ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا
اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اپنے اولیا کیواسطے غفور ہے اور اپنے بندون کیلیے رحمت والا ہے ف یعنے جو بندے اُسکے اور پیدا شدہ رسولونکے ایمان
لاکر شرک کفر چھوڑ کر اُسکے ولی ہوگئے ہین او تعالیٰ انکی لغزشین بخشنے والا اور فرمانبردار بندونپر رحم فرمانیوالا ہے اور اس آیت مین بڑی بندگی ہے کہ اللہ
تعالےٰ نے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولونپر ایمان لانیکا خاتمہ مغفرت و رحمت فرمایا پس اللہ تعالےٰ کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ ضعیف بندون سے اسیقدر
قبول فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا و سب مسلمانونکا ایمان صحیح سلامت رکھکر خاتمہ بخیر فرماوے

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ
تجھے　مانگتے ہین کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے　کتاب　آسمان سے　سو مانگ چکے ہین موسیٰ سے اس سے بڑی
مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا
چیز　بولے ہمکو دکھا دے　اللہ سامنے　پھر انکو پکڑا　بجلی نے　ان کے گناہ پر　پھر بنا لیا
الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا
بچھڑا　نشانیاں ہو چکنے پیچھے　پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا　اور دیا موسیٰ کو　غلبہ صریح
وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا
اور ہمنے اُٹھایا اُنپر　پہاڑ　اُسکے قول لینے مین　اور ہمنے کہا　داخل ہو دروازے سے　سجدہ کرکر　اور ہم نے کہا
لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا
زیادتی مت کرو　ہفتہ کے دن مین　اور اُنسے لیا　قول گاڑھا

اُوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر اللہ تعالےٰ کے واسطے ہے کہ اسی ایمان کو قبول فرماتا ہے اور یہود و نصاریٰ نے
جانبداری اور اغراض نفسانی سے اتباع کرنی شروع کی جو خالص اللہ تعالےٰ کے واسطے نہ تھی اور نفس کی پیروی مین جو پسند کیا اُسکو
لے لیا اور سب سے بڑھکر یہ حالت یہودیونکی تھی چنانچہ اس کلام مین اُنکے وہ واقعات چند ذکر فرمائے جو صریح اُنکی حالت مذکورہ پر دلیل ہین
اور اسکے ضمن مین بکثرت اخلاق و نصائح و نفس کے عیوب درج ہین کہ اُنسے کامل فائدہ اخلاص ایمان و اصلاح نفس ہے چنانچہ غور سے دیکھنا
چاہیے کہ فرمایا۔ يَسْأَلُكَ۔ یا محمد۔ أَهْلُ الْكِتَابِ۔ الیہود ای محمد تجھسے کتاب والے یعنے توریت والے جو اپنے کو یہود کہتے ہین مانگتے ہین کہ
أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ۔ تو اُتار لا اُنپر ایک کتاب آسمان سے ف ان لوگونکی مراد یہ تھی کہ ایکبارگی مجموعہ ایک
کتاب اُتار لا جیسے موسیٰ پر توریت اُتری تھی اور یہ قرآن مجید نہ مانا جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوتا تھا اور یاد رکھو کہ انکا یہ سوال کچھ اس غرض
سے نہ تھا کہ ہم ایمان لے آوینگے بلکہ تعنتاً تھا یعنے سرکشی و عداوت سے ایسی باتین کرتے تھے۔ کذا قال محمد بن کعب و السدی و قتادہ و ابن جریج نے کہا

اللہ تعالیٰ سے کافر رہا۔ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں میں
پھوٹ ڈالیں ف یعنے تفریق بایں طور کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاویں اور رسولوں پر ایمان نہ لاویں۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ انھوں نے
بعض رسولوں سے انکار کیا تو یہ کل رسولوں سے انکار ہوا پس یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسولوں کے درمیان تفریق ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے اسواسطے کہ
اہل کتاب نے کل رسولوں سے انکار نہیں کیا تھا اور نہ ایسا کیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں سے منکر ہوں مگر اسی طرح ہے جیسے بیان ہوا چنانچہ
خود تفسیر فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۔ اور یوں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر
اور انکار کرتے ہیں بعض سے ف چنانچہ یہود نے موسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھکر انکار کیا کیونکہ وہ تو ایسے مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہو تو عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام سے منکر ہوئے پھر احتمال ہے کہ ان لوگوں نے یہ قول بوجہ عداوت و سرکشی کے صاف کہا ہو یا یہ مراد ہے کہ جب یہود نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی نسبت کہا کہ ہم ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلعم کی نسبت کہا کہ ہم انپر ایمان نہ لائے تو گویا انھوں نے کہا کہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے
درمیان میں ایک نیا راستہ نکالکر اسپر چلیں ف حالانکہ بیچ میں کوئی راہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان جبھی ایمان ہوگا کہ سب رسولوں پر ایمان لاوے
اور جو کچھ وہ لائے ہیں اسکی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرے اور اگر اسمیں سے کسی جزو سے انکار ہوا تو کل کی تصدیق نہ رہی پس ایمان نہ رہا جو حق ہے
اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں اسیواسطے فرمایا۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۔ یعنے جنکی یہ صفت ہے وہ کافر ہی ہیں ۔
حَقًّا ۔ ضرور ۔ حقاً منصوب ہے بنا برآنکہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے ای حق ذلک حقاً پس تاکید ہے اپنے جملہ ماقبل کے مضمون کی اور وجہ تاکید یہ ہے کہ وہ
مدعی توسط تھے یعنے انکہ یہ کفر نہیں ہے تو جملہ اسمیہ اور ہم ضمیر فاصل اور خبر باالف لام اور حقاً مصدر موکد سے رد کر دیا اور حاصل یہ کہ ایسے لوگ کفر میں پورے
ہیں قتادہؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود و نصاریٰ ہیں کہ یہودی تو توریت و موسیٰ پر ایمان لائے اور عیسیٰ و انجیل سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے محمد صلعم اور قرآن سے انکار کیا اور یہودیت و نصرانیت نکالی حالانکہ یہ دونوں بدعتیں ہیں اسلام کو چھوڑ دیا جسپر اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو
بھیجا تھا اور ایسا ہی سدیؒ و ابن جریجؒ سے مروی ہے بالجملہ انکے کافر و مشرک ہونے میں شک نہیں پھر فرمایا۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُهِينًا ۔ اور ہم نے کافروں کے لیے عذاب ذلت مہیا فرمایا ہے ف مہین صیغہ اسم فاعل ہے پس اگر یہ معنے اہانت دینے والا کہا
جاوے تو عذاب کو ایسا کہنا مجازی ہے پس بمعنی نسبت ہے یعنے ایسا عذاب کہ ذلالہ ہے یعنے خواری والا ہے اور وہ عذاب دوزخ ہے اور مہیا کرنا آخرت
میں لازم اور دنیا میں بھی بحکمت ہے اور واضح رہے کہ جو اخلاق پسندیدہ ہیں جیسے سچ بولنا اور ترس کھانا اور آپسمیں اتفاق رکھنا اور ہمدردی کرنا اور
جوانمردی سے بسر کرنا اور لہو و لعب اور عیش و طرب میں گرفتار نہونا اور کھانے پہننے میں اہتمام نہ کرنا وغیرذالک سب خوش و اچھے اخلاق ہیں اگر ایمان کے ساتھ جمع
ہوں مثلاً مومنین جوانمرد آپسمیں متفق ہیں تو غالب و باسلطنت و ہیبت ہونگے اور اگر ایمان کے ساتھ نہوں تو بھی اپنا اثر دکھلاوینگے کہ دنیا میں فلاح و عزت
دنیاوی کے ساتھ ہونگے پس اہل اسلام پر فرض ہے کہ آپسمیں اخلاق نبوت کی پیروی کریں۔ دیکھیں کہ اللہ عزوجل نے اہل ایمان کاملین کی کیسی تعریف
فرمائی بقولہ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور جو بندے کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں پر ایمان لائے ف یعنے سب رسولوں پر
ایمان لائے یعنے دل سے تصدیق کی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم تک سب اللہ تعالیٰ کے سچے رسول برحق تھے اور جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے لائے سب برحق ہے اگرچہ ہمپر پیروی کرنا اسوقت فقط حضرت محمد صلعم کی واجب ہے ولیکن ہم ایمان و تصدیق سب کی رکھتے ہیں تو منجملہ ان

ہو گی یعنے ظالم نے زبردستی کسی غریب کو دھمکایا کہ تجھے قتل و قید کرونگا ورنہ تو زبان سے ایسا کلمہ بد نکال ولیکن ارجح وہی ہی جو مفسر نے بیان کیا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان سمیع علیم ہے ف اسمین ظالم کو تحذیر ہی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور مظلوم کو تنبیہ ہی کہ جسقدر ظالم نے کیا ہی اُس سے تجاوز نہ کرے پھر مظلوم کو ایسے امر کی طرف ارشاد فرمایا جو اُسکے حق مین بہتر ہی۔ اِنْ تُبْدُوا ۔ تظہروا ۔ خَيْرًا من اعمال البر ۔ اَوْ تُخْفُوهُ ۔ تعلموه سرا ۔ اگر تم ظاہر کرو کسی نیک کام کو یا پوشیدہ عمل مین لاؤ ۔ اَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوْٓءٍ ظلم یا عفو کرو کسی سو یعنی ظلم کو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا تو اللہ تعالیٰ عفو کرنے والا قادر ہی یعنے یہ تمھارے حق مین بہتر ہی کہ تمکو ثواب جمیل ملیگا اور اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے ہی کہ وہ تعالیٰ قادر سلطان ہو کر بھی عفو فرماتا ہی اور ایک خبر مین آیا ہی کہ حاملان عرش تسبیح کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ پاک ہی تو کہ بعد علم کے حلم فرماتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ پاک ہی تو کہ قدرت کے باوجود عفو فرماتا ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ زکوۃ دینے سے کوئی مال کم نہین ہوتا اور عفو کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ عزت ہی بڑھاتا ہی اور جس نے اللہ تعالیٰ کیواسطے تواضع اختیار کی اسکو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہی ف فی العرائس قولہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم ۔ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندونپر اپنی شفقت ظاہر فرمائی کیونکہ جب اسپر رضامندی نہین فرماتا کہ غیر شخص انپر کھلی تشنیع کرے پھر کب وہ راضی ہوگا کہ خود اُنکی پردہ دری فرماوے اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہی یعنے بہت غیرت والا اسیواسطے جہر سے بدگفتگو کو نہین پسند فرماتا ہی اور یہ جو فرمایا الا من ظلم یعنے مظلوم کو رخصت و اجازت دی تو اسواسطے کہ مظلوم کی زبان درازی ہی اور جناب الٰہی مین وہ دل کیونکر اس انقباض کو دفع کرتا ہی جو ظالم کے فعل سے اسکو پہونچا ہی اور یہ اجازت نہین کہ فحش بات سکے بلکہ یہ فقط بد دعا ہی اور اللہ تعالیٰ سمیع ہی یعنے ظالم پر مظلوم کی بد دعا سنتا ہی اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل الآیہ ہی ۔ اور یہ مظلوم کے واسطے تسلی و تشفی ہی واسطی نے کہا کہ مومنون سے بدگوئی نہو گی کیونکہ یہ کافرونکا شیوہ ہی قال تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

جو لوگ ۔ منکر ہیں ۔ اللہ سے اور اُسکے رسولون سے اور چاہتے ہین ۔ کہ فرق نکالیں ۔ اللہ مین اور اُسکے رسولون مین

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

اور کہتے ہین ۔ ہم مانتے ہین بعضون کو ۔ اور نہین مانتے ہین بعضون کو اور چاہتے ہین ۔ کہ نکالین ۔ بیچ مین ۔ ایک

سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

راہ ۔ ایسے لوگ وہی ہین ۔ اصل کافر ۔ اور ہم نے ۔ تیار کر رکھی ہی منکرون ۔ کے واسطے ۔ ذلت کی مار ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

اور جو لوگ ۔ یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر ۔ اور جدا نہ کیا کسیکو ۔ اُنمین ۔ اُنکو ۔ دے گا

يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع

اُنکے ۔ ثواب ۔ اور اللہ ہی ۔ بخشنے والا ۔ مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ ۔ یہ موصول سہم ہی اور یہود اسمین بدرجۂ اولیٰ داخل ہین اور نصاریٰ بھی ۔ کیونکہ یہ لوگ بعض رسولون پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا تو ایک رسول سے بھی انکار کرنا بمنزلہ سب رسولونسے انکار کے ہی اور رسولونسے انکار کرنا وہی اللہ تعالیٰ سے انکار ہی جیسے رسول کی فرمانبرداری وہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی اور یہانسے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واحد ہونیکا اقرار کرے اور رسول صلعم سے انکار کرے تو وہ کافر ہی علاوہ اسکے نصرانی ایسے خدا پر ایمان لایا جسکا بیٹا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہی تو وہ

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ کو خوش نہین آتا بُری بات کا پکارنا

إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝ إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا

مگر جسپر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا اگر تم کھلی کرو کچھ بھلائی یا اُسکو چھپاؤ یا معاف کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ۝

بُرائی کو تو اللہ بیشک معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ ۔ من احد ای یعاقب علیہ ۔ یعنے من احد متعلق لا یحب کے ہے اور عدم محبت کے معنے یہ کہ اُسپر عذاب کریگا اور حاصل یہ کہ اللہ تعالے کسی سے بدگوئی کرنا پسند نہین کرتا ۔ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۔ مگر جو ظلم کیا گیا ف تو اُسنے اگر در القول سے جہر کیا تو اس سے مواخذہ نہ فرمائیگا اور طریقہ اُسکا یہ کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم سے لوگونکو یا حاکم کو خبر دے اور اسپر بددعا کرے ۔ واضح ہو کہ مفسر رح نے من احد سے مستثنے منہ کے مقدر ہونیکا اشارہ کیا لیکن ظاہر مفسر رح کے نزدیک الا من ظلم ۔ استثنا منقطع ہے ورنہ الا من ظلم ہوتا اور نیز معنے مین بھی فساد ہے کیونکہ استثنا متصل کی صورت مین یہ معنی ہونگے کہ لیکن جس مظلوم نے ایسا کیا تو اُسکو پسند کرتا ہے حالانکہ یہ نہین بلکہ اُس سے مواخذہ نہین ہے پس حق یہ کہ استثنا منقطع ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رض کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالے نہین پسند کرتا کہ بددعا کرے کوئی دوسرے پر لیکن اگر مظلوم ہووے تو اُسکو رخصت ہے کہ اپنے ظالم پر بقدر ظلم کے بددعا کرے اور یہی معنی ہین قولہ الا من ظلم کے اور اگر وہ صبر کرے تو اُسکے لیے بہتر ہے رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ ۔ پھر اہل علم نے جہر بالسوء کی کیفیت مین جو مظلوم کے واسطے روا ہے اختلاف کیا پس ظاہر معنی یہ کہ مظلوم کو روا ہے کہ ایسا کلام اپنے ظالم کے حق مین نکالے جو بد ہووے ۔ اور ابن مالک جزری نے اس آیت مین کہا کہ کوئی اگر تجکو بُری بات کہے تو بھی اُسکو بُری بات کہہ لے لیکن اگر وہ تجپر بہتان باندھے تو تو اُسپر بہتان مت باندھ ۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو آدمی جو آپسمین گالی گلوج کرین تو گناہ اُسپر ہے جسنے پہل کی جب تک کہ مظلوم اس سے تجاوز نہ کرے رواہ مسلم و ابو داؤد ۔ اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جسنے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق مین بددعا کی تو اُسنے بدلا لے لیا رواہ الترمذی و ابن ابی شیبہ اللہ تعالے نے فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل جس شخص نے بعد ظلم کے بدلا لیا تو ایسونپر مواخذہ کی راہ نہین ہے ۔ ف ۔ اور بعض نے کہا کہ مہمان کے حق مین اُتری ہے کہ اگر کسی قوم کے یہان مہمان اُترا اور اُنھون نے اُسکی ضیافت نہ کی تو اُسکو روا ہے کہ کھلے خزانے اس بات کا شکوہ کرے جو اُسکے ساتھ کیگئی ہے یعنے یون کہے کہ میری ضیافت مین اُنھون نے قصور کیا اور بُرا کیا اور یہی مجاہد رح سے مروی ہے اور ظاہر یہ کہ آیت عام ہے ہر طرح کے ظلم کو شامل ہے اور یہین سے بعض نے استدلال کیا کہ مہمان کی ضیافت درصورت استطاعت واجب ہے اور دیگر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ الا من ظلم کے یہ معنے ہین کہ لیکن اگر کسی پر ظلم کیا جاوے کہ تو جہر سے بدبات کہہ تو اُس کو عفو ہے کہ زبان سے بُری بات نکالے اگرچہ خلاف شرع ہو اور اس قول پر یہ آیت دربارۂ اکراہ

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بہت ارزان ہے - اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے تھے انمین بعض کتب مطبوعہ اُردو فارسی و عربی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانو کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

تفاسیر قرآنی اُردو

تفسیر قادری - ترجمۂ اُردو تفسیر حسینی مترجمہ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلد کاغذ خانی عمہ سپید خانی للعہ

تفسیر سورۂ فاتحہ - مسمی بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین - ۲ر

تفسیر سورۂ یوسف - چومصرعہ از مولوی اشرف علی ۵ر

تفسیر مرادیہ - پارۂ عم کی تفسیر عہ بلا وصفحات

ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ - متعارف متداول پوری تفسیر خط ... بلا جلد ...

تفسیر اسرار فاتحہ مصنفہ ملا معین ہروی ۲ر

التصوف ۱۲ر

ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی مسمی بہ سواطع الالہام علم کے سرکا تاج کہیے جو کتاب خزانۂ اکبری شہنشاہ اکبر مین مثل گوہر نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت کیجیے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اُسپر عجیب بلاغت و سلاست بھر مبتدا و خبر اور شرط و جزا کی اصطلاح بے نقط فرعون و قارون کا نام بے نقط روات کا ترجمہ سب بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا دیا ہی پایا جیسا سُنا تھا - مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس نسخہ ملا - جسکو جواہر رقم خوشنویس نے لکھا بہت عمدہ چھپا - لعہ بلا جلد - مجلد عہ

احادیث اُردو

مظاہر حق - ترجمۂ مشکوۃ المصابیح مترجمہ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلدین ہے حامل المتن یعنے اول عبارت عربی حدیث کی بعدہٗ اُسکا ترجمہ اُردو مین - للعہ

تحفۃ الاخیار - ترجمۂ اُردو مشارق الانوار مترجمہ مولوی خرم علی - ۱۲ر

ترجمۂ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمہ مولوی فضل احمد انصاری دلاوری لاہوری - یہ ترجمہ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہے - اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ و محدود ہین - جلد اول سے ر

ایضاً - جلد دوم - حسب مراتب بالا سے

حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن - شرح مشکوۃ از مولانا عبدالحق محدث دہلوی چار مجلدات ... مطبع

ایضاً عربی

تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول از شیخ عبدالرحمن بن علی یمنی معروف - سے

دلائل الخیرات - باترجمۂ فارسی اسمائے متبرکہ و خواص اسماء حسنیٰ معروف - ۸ر

زاد السبیل الی الجنۃ و السلسبیل - وغیرہ احادیث مولانا غلام یحیی - ۵ر

فقہ اُردو

غایۃ الاوطار - ترجمۂ اردو در مختار مترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدین عہ

راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ ۱ر

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری ۲ر

حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالۂ بے نمازان ۱ر

ترجمۂ فتاوی عالمگیری - کامل ہر چہار جلد مع مقدمہ یعنے جلد اول مترجمہ مولانا احتشام الدین و مابقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمہ مولانا امیر علی - سے بلا وصفحات

کشف الحاجۃ - ترجمۂ اردو مالابدمنہ از مولوی محمد نور الدین - ۴ر

ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد و سی مسئلہ (۴) مناجات بہ درگاہ باری تعالے (۵) حلیۂ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مؤلفہ مولوی عبداللہ بن عبدالسلام ۲ر

شرح محمدی - منظوم مسائل فقہیہ محمد خان قندھاری - ۳ر

يعلمكم الكتب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون

مفتاح کنوز اسرار ربانی مشتمل لامع انوار فیوض سبحانی مجموعہ معارف حقائق ذخیرہ اسرار دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفدا اسمعیل بن کثیر القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے علاوہ مضامین بہت سے مفید التزاما کی رعایت کی گئی ہے عماد دین ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین رافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ و عین الہدایہ طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ مزید اہتمام اور حسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی چھپی